(31)
1852
M33

لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا

الحمد للہ کہ رسالہ

حق پرکاش

بجواب

ستیارتھ پرکاش

جسمیں سوامی دیانند بانی آریہ سماج کے

متعلقہ قرآن شریف کا معقول اور

مصنفہ

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب

بفرمائش

ابو رضاء عطاء اللہ مہتمم کتب

چھٹی دفعہ ماہ جنوری ۱۹۲۶ء

Marfat.com

ہفتہ وار اخبار

5982 ا

اہلحدیث

یہ اخبار کیا ہے! مجمع البحرین ہے۔ یعنی دین و دنیا کا مجموعہ
۲۱ تقطیع کے ۲۰ بڑے صفحوں پر ہر جمعہ کے دن ہفتہ وار
سے شائع ہوتا ہے۔ جسمیں مضامین مذہبی۔ ملکی۔ اخلاقی۔
مخالفین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج
ہے دو صفحوں پر دنیا بھر کی چیدہ چیدہ خبریں
غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی۔
مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام
رہ خبریں بتانے والا ہے۔
لانہ پانچ روپئے (صہ)

قہ

یث امرتسر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

پہلے مجھے دیکھئے!

سوامی دیانندجی نے ایک کتاب "ستیارتھ پرکاش" ناگری میں لکھی تھی جس میں تمام مذاہب مروجہ کا کھنڈن (ردّ) اور اپنے معمولی مسائل کا بیان کیا تھا۔ کتاب مذکور کے چودہ سملاس (باب یا حصے) ہیں اُن میں سے چودھویں باب میں قرآن شریف پر معترض ہوئے ہیں۔ جب تک کتاب مذکور ناگری میں تھی بوجہ نہ ہونے عام ملکی زبان کے چنداں شہرت نہ تھی ہم نے اسکو ناگری میں بھی مطالعہ کیا تھا جب ہی سے ہمارا خیال تھا کہ حسبقدر قرآن سے اسکا حصہ متعلق ہے اُس کا جواب اُردو میں دیا جاوے۔ اس وقت اسکے جواب دینے میں یہ دقت تھی کہ ناگری کا ترجمہ بھی ہمیں ہی کرنا پڑتا۔ خدا کی شان! یہ کام چونکہ خدا کو ہم سے کرانا منظور تھا اسکا سبب بھی خدا نے آریوں ہی کو بنایا۔ کہ اُنہوں نے کتاب مذکور کا ترجمہ ملک کی عام زبان (اُردو) میں کرکے ہزارہا جلدیں شائع کیں۔ پھر تو کیا تھا۔ (ایک تو ہمارا ذاتی خیال۔ دوم دوستوں نے بھی جو اس عاجز کو محض اپنی حسن ظنی سے اس خدمت کے قابل سمجھتے تھے۔ اس کے جواب کا تقاضا شروع کیا چنانچہ بسم اللہ کرکے

لہ سوامی بڑی عزت کا لفظ ہے۔ آریہ سماجی ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عرف محمد لکھتے اور مفرد کے صیغہ سے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں "محمد پیدا ہوا"، "محمد کہتا تھا" جو ایک ادنیٰ درجہ کے لوگوں کیلئے ہیں۔ بلکہ رنگیلا رسول بھی لکھنے لگے ہیں۔ مگر ہم اسکے گرو کو عزت ہی سے یاد کرینگے کیونکہ اسلام کا ہم کو یہی حکم ہے ۲ منہ دوں نے اپنے مضمون کے متعلق اس کتاب کے متعدد جواب دیے ہیں چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں۔ دیانند تمر بھاسکر ستیارتھ بھاسکر۔ دیانند سبھا پرکاش ۔ عیسائیوں کے جواب کا نام ہے ستیارتھ پرکاش درپن +

Marfat.com

خاکسار نے اس کام کو شروع کر دیا اور خدا نے پورا فرما دیا۔ فالحمد للہ

اس بات کا اظہار کچھ ضروری نہیں کہ سوامی جی کے سوالات عموماً غلط فہمی پر مبنی ہیں اسلئے کہ حق کو قبول کرنے سے ہمیشہ غلط فہمی ہی مانع ہوا کرتی ہے ورنہ حق کی سمجھ کما حقہ بخوبی آجائے تو پھر کسی راستی پسند کے دل سے مخالفت نہیں اُٹھا کرتی ہاں اس بات کا افسوس ہمیں ضرور ہے کہ اس جواب سے پہلے سوامی جی کی تیز زبانی اور نافہمی کی نسبت ہندوؤں کی شکایتیں سُنکر ہم انکو مذہبی تعصّب اور عداوت پر مبنی اور مبالغہ آمیز سمجھا کرتے تھے۔ مگر جب ہم پر گزری تو ہمیں بڑا بھاری صدمہ ہوا کہ ہماری یہ قدیمی رائے غلط ثابت ہوئی جس سے آئندہ کو ہم ہندوؤں کی شکایت کو واجبی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔

سوامی جی نے قرآن شریف کا اردو ترجمہ ناگری میں کرا کر بلا سوچے سمجھے آگے پیچھے دیکھنے کے بغیر جو کچھ دل میں آیا لکھ مارا۔ گو اُنہوں نے ترجمہ کا نام نہیں بتلایا مگر قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس ترجمہ پر سوامی جی نے مدار رکھا ہے۔ وہ شاہ رفیع الدین صاحب کا لفظی ترجمہ ہے جو بوجہ مغائرت محاورہ اردو اور عربی کے واضح مطلب خیز نہیں۔ علاوہ اس کے سوامی اس میں اپنی اپج داد سے بھی باز نہیں رہے چنانچہ ناظرین موقع بموقع دیکھینگے

سوامی جی نے سوالوں پر نمبر بھی لگائے ہوئے ہیں۔ کُل نمبر ۱۵۹ ہیں۔ مگر ہم اُنکی خاطر اُنکی وکالت میں ایک نمبر اور زیادہ کر کے پُورے ۱۶۰ کر دینگے۔ اگر ہمارے سماجی دوست کہتے تو ایسے نمبروں کی تعداد ہم اُن کو ہزاروں تک پہنچا دیتے۔ کاش سوامی جی بجائے نمبر ۱۵۹ کے صرف ۵۹ بلکہ اُن میں سے بھی ۹ کے عدد کو اُڑا کر صرف ۵ سوال ہی ایسے کرتے جن کو دِدّان (علمدار) معقول سوال کا لقب دے سکتے۔ خیر بہر حال جو کچھ سوامی جی سے ہوا وہ یہی ۵۹ ایا ہماری وکالت کی رو سے ۱۶۰ نمبر ہیں جنکو ہم بجنسہٖ حرف بحرف اُنہی کی عبارت میں پُورے پُورے نقل کر کے جواب دینگے +

سوامی جی نے جیسا کہ ناظرین دیکھینگے یہ طرز رکھی ہے کہ پہلے قرآن شریف کا لفظی ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ پھر اپنا نام محقق لکھکر اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس لئے بغرض منا محقق کے مقابلہ میں جواب کے سرے پر مدقق لکھ کر جواب شروع ہوگا +

Marfat.com

چونکہ سوامی جی کے اکثر سوال ایسے بھی ہیں جو ویدک دھرم یا آریہ سماج کے مسلمہ مذہب کے بھی خلاف ہیں۔ اسلئے عموماً ہم نے اُن کی تحریر اور اُن کے مسلّمات سے جواب دیکر بعد میں تحقیقی جواب بھی دیئے ہیں +

واضح رہے کہ ہمارے حوالوں میں ستیارتھ پرکاش سے مراد مستند اردو ترجمہ منجانب پرتی ندھی سبھا پنجاب ہے چونکہ یہ ترجمہ متعدد دفعہ چھپا ہے اور آریوں نے کسی خاص فائدے کیلئے طبع اول کے صفحات کی مطابقت نہیں رکھی اسلئے ناظرین کی آسانی کیلئے سملاس مع نمبر فقرہ لکھینگے اور رگوید آدی بھاشہ بھومکا یا صرف بھومکا سے مراد مترجمہ بابو بہنال سنگھ آریہ ساکن کرنال ہے پس جس صاحب کو ہمارے حوالوں یا وید کے ترجموں میں شبہ ہو وہ براہِ راست ہم سے بذریعہ ڈبل کارڈ کے دریافت کریں ہم انکو سوامی جی کی تصنیف ہی سے وہ حوالے دکھا دینگے انشاء اللہ تعالیٰ +

نیز واضح رہے کہ ہم نے اس جواب میں کسی سماجی مصنف کو مخاطب نہیں کیا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جسقدر اسلام سے دوری ہوئی ہے وہ صرف سوامی کی غلط فہمی سے ہوئی ہے۔ اس لئے اُن کے چیلے بحکم "آنچہ اُستادِ ازل گفت ہماں میگوئیم" وہی کہیں تو اُن کا قصور نہیں +

طبع اول میں یہ کتاب "الہامی کتاب" کے ساتھ اس مناسبت سے لگائی گئی تھی کہ اُس میں آریوں سے مباحثہ تھا۔ مگر طبع ثانی میں دوستوں کی خواہش کے مطابق اُسکو الگ کر دیا گیا اور اس کا نام بھی مناسبت کے لحاظ سے حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش تجویز ہوا +

طبع اول پر آریوں میں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوا جواب الجواب کا اشتہار بھی نکلا بلکہ رسالہ آریہ مسافر میں کسی قدر جواب بھی نکلا لیکن آخر وہی مثل صادق ہوئی سہ

حباب بحر کو دیکھو یہ کیسا سر اُٹھاتا ہے تکبر وہ بُری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

ہم منتظر تھے کہ پورا جواب الجواب نکلے تو طبع ثانی میں اُس کی طرف بھی ردے سخن ہوتا جائے مگر افسوس چند نمبروں میں جو ابھی مبادی میں تھے کہ مجیب صاحب الوپ (غائب) ہو گئے

Marfat.com

ستمبر ۱۹۰۱ء سے اپریل ۱۹۰۲ء تک پھر جواب الجواب کی مشک نہ آئی بلکہ بوقت طبع خامس (جولائی ۱۹۲۴ء) تک بھی اُن کی آواز نہ آئی +

دلکی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی حیف صد حیف ملاقات نہ ہونے پائی

حسبقدر مضمون رسالہ آریہ مسافر میں نکلا تھا۔ اُس کا جواب اُنہی دنوں میں اسلامی رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ میں فوراً نکل گیا تھا۔ تاہم بعض باتونکا جواب جو خاکسار سے بالخصوص تعلق رکھتی ہیں موقع بموقع عرض کیا جاویگا۔ جواب الجواب کی عبارت سے پہلے مؤید کا لفظ ہوگا جیسے کہ سوامی جی کی عبارت کے سرے پر محقق کا لفظ ملیگا۔ مؤید صاحب نے جواب کے دیباچہ میں مجھ پر الزام لگایا ہے کہ ستیارتھ پرکاش تصنیف ہوئے ۲۶ برس بعد تمہیں جواب سوجھا مگر افسوس کہ اُنہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ ۲۶ سال اگر گزرے ہیں تو ناگری ہی میں گزرے ہیں۔ لیکن جب ملک کی عام زبان اُردو میں آپ لوگوں نے اُس کا جلوہ دکھایا تو جواب کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔ پھر فوراً فرضہ ادا کیا گیا۔ علاوہ اس کے یہ الزام تو سوامی جی پر بھی ہے کہ قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گزرے اور اب سوامی سے بصد مشکل یہ بن پڑا جو آگے آتا ہے اگر کہیں کہ سوامی جی تو پیدا ہی اب ہوئے ہیں وہ تیرہ سو سال پہلے کیونکر قرآن پر اعتراض کرتے تو گزارش یہ ہے کہ یہ خاکسار بھی تو سوامی جی کے زمانہ کے بعد ہی بالغ اور تحصیل علم سے فارغ ہوا اگر خاکسار کو اُن سے نیاز حاصل ہوتا تو غالباً اُن کو ستیارتھ پرکاش لکھتے ہوئے چودہویں سملاس لکھنے کی حاجت نہ ہوتی +

جواب ہذا حق پرکاش کی صورت میں شایع ہونے کے بعد سوامی درشنانند[1] آنجہانی کو جواب کا خیال پیدا ہوا چنانچہ اُنہوں نے اپنے ماہوار رسالہ "مباحثہ" کے ایک دو نمبروں میں جواب دینا شروع کیا۔ اُسے دیکھکر ہم مدت تک منتظر رہے کہ سوامی جی ختم کریں تو اس جواب الجواب کا فیصلہ بھی طبع ثالث میں کر دیں۔ مگر افسوس کہ سوامی درشنانند بھی ایک دو

[1] آہ! آج یہ بزرگ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہیں۔ آریوں میں بڑی خوبی کے آدمی تھے۔ دیوریہ ضلع گورکھپور کے مباحثہ میں یہی صاحب ہمارے مقابلہ میں تھے۔ درشت گوئی۔ دل آزاری جو بہت سے آریوں کی عادت ہے۔ ان میں نہ تھی + منہ۔

Marfat.com

قدم چل کر ایسے گرے کہ دنیا سے کوچ کرنے تک ادھر رُخ نہ کیا +

ناظرین! آریوں کے مشن میں جسقدر مذہبی تصنیفات ہوتی ہیں۔ اظہار کی حاجت نہیں مگر حق پرکاش کے جواب پر حوصلہ نہ ہونا کیا وجہ رکھتا ہے؟ یہی کہ اُن کا علم بھی اسی بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ سوامی دیانند جی کے اعتراضات پشتیبانی سے مضبوط نہیں ہو سکتے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج　　تا ثریا مے رود دیوار کج

خادم دین اللہ
ابوالوفاء ثناء اللہ
مصنّف
(طبع ششم ۱۹۲۷ء)

امرتسر
(پنجاب)

Marfat.com

حق پرکاش

بجواب

ستیارتھ پرکاش

(۱) سورۃ فاتحہ۔ شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے (آیت اول)

محقق مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانیوالا کوئی دوسرا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا تو "شروع ساتھ نام اللہ کے" ایسا نہ کہتا بلکہ شروع واسطے ہدایت انسانوں کے۔ ایسا کہنا۔ اگر انسانونکو نصیحت کرتا ہے کہ تم کہو تو بھی درست نہیں کیونکہ اس سے گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہونا صادق آئیگا اور اس کا نام بھی بدنام ہوجائیگا۔ اگر بخشش اور رحم کرنے والا ہے تو اُس نے اپنی مخلوق میں انسانونکے آرام کے واسطے دوسرے جاندارونکو مار سخت ایذا دلا اور ذبح کرا کر گوشت کھانے کی (انسان کو) اجازت کیوں دی؟ کیا وے ذی روح بیگناہ اور خدا کے بنائے ہوئے نہیں ہیں؟ اور یہ بھی کہنا تھا کہ "خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع" خراب باتوں کا نہیں۔ یہ الفاظ مبہم ہیں۔ کیا چوری۔ زناکاری دروغگوئی وغیرہ کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے؟ اس وجہ سے دیکھ لو قصاب وغیرہ مسلمان گائے وغیرہ کی گردن کاٹنے میں بھی "بسم اللہ"۔ اس کلام کو پڑھتے ہیں۔ جب یہی اس کا مذکورہ بالا مطلب ہے تب ہی تو بُرائیوں کا آغاز بھی مسلمان خدا کے نام پر کرتے ہیں اور مسلمانوں کا خدا رحیم بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُس کا رحم ان حیوانات کے لئے نہیں ہے اور اگر مسلمان لوگ اس کا مطلب نہیں جانتے تو خدا کا کلام نازل ہونا بیفائدہ ہے۔ اگر مسلمان اسکے معنی اور کرتے ہیں

Marfat.com

پھر اصیل مطلب کیا ہے۔

مدقق ا سوامی جی اگر رگوید منتر اول کا ملاحظہ کر لیتے تو یہ بیجا اعتراض منہ پر نہ لاتے۔ سماجیو! غور سے سنو!

ہم لوگ اس اگنی کی تعریف کرتے ہیں جو کہ ہمارا پورا ہت کرنیوالا یگیوں کا ہوتا کرنے والا۔ روشن موسمونکی تبدیلی کرنیوالا۔ جملہ جواہرات کا پیدا کرنیوالا ہے۔ "رگوید منتر ا"

بتلاؤ! اگر اگنی سے (بقول آپ لوگوں کے) خدا مراد ہے اور وید بھی خدا کا کلام ہے تو اس کلام کا قائل کون ہے؟ اسکے علاوہ یجروید ادھیائے ۲۱۔ منتر ۱۸۔ اور رگوید ادھیائے ۶ ادھیائے ۱۔ ورگ ۶ منتر نمبر ۵۔ اور یجروید ادھیائے ۳۲ منتر نمبر ۱۴۔ اور یجروید ادھیائے ۲۰ منتر نمبر ۵۰۔ اور اتھروید کانڈ ۶۔ انوواک ۱۰ ورگ ۶۸ منتر نمبر ۱۔ اور یجروید ادھیائے ۱۵ منتر نمبر ۵۴ وغیرہ کو بھی ملاحظہ کر لیجئے خیر یہ تو الزامی جواب ہے اب تحقیقی سنئے!

الہامی کتابوں کا محاورہ اور طریق کلام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی تو خدا خود متکلم کے صیغہ سے ادا مطلب فرماتا ہے اور کبھی غائب سے اور کبھی کوئی ایسا مطلب جو بطور دعا یا التماس کے بندونکو سکھانا منظور ہو اُسکو بندونکی زبان پر بصیغہ متکلم جاری کرایا جاتا ہے سورہ فاتحہ بھی اخیر قسم سے ہے جس پر سوامی جی نے بوجہ ناواقفی کتب ربانی کے اعتراض جما دیا ہاں یہ خوب کہی کہ گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہوگا جس کا جواب یہی کافی ہے "سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست" نہیں معلوم آپکو اتنی جلدی کیا تھی کہ قرآن شریف اور دیگر الہامی کتابوں کا رد کرنے بیٹھ گئے۔ بلا سے کسی عربی مدرسہ میں رہکر قرآن کو سمجھ لیتے مگر واہ ری سچائی کہ اپنا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ سوامی جی فقرہ نمبر ۳ میں فرماتے ہیں

"جو مذہب دوسرے مذہبونکو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں جھوٹا بتلاوے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے۔ اُس سے بڑھکر جھوٹا مذہب اور کون ہو سکتا ہے"

(ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ نمبر ۷۲)

پس سوامی جی مہاراج اور اُنکے چیلوں کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن شریف کے ماننے والے کروڑہا آدمی ہیں پھر جو تم اُسکی تعلیم کو جھوٹا اور غلط کہو تو تم سے زیادہ ... کون ہے؟

Marfat.com

سماجیو امنہ نہ چھپاؤ۔ ہوا کیا؟ اگر شاگرد بننے کا اقرار کر دو تو ہم تم کو ایک جواب سکھاتے ہیں سنو اصاف کہہ دو کہ سوامی جی کوئی الہامی نہ تھے کہ اُن کی ساری باتیں واجب التسلیم ہوں بلکہ وہ سماج کے ایک ممبر تھے جن سے غلطی بھی ممکن تھی۔ اس قول میں بھی وہ غلط چال چلے کہ کثرت رائے کو مستلزمِ حقیّت سمجھا۔ پس اگر تم یہ کہدو گے تو تم بَری ہو جاؤ گے لیکن چونکہ ہم اس وقت سوامی جی کے مقابل ہیں۔ اُنکے جواب دینے کو اُنکے اقوال کا نقل کرنا کافی ہوگا۔

مطلب آیت کا صاف ہے کہ ہم خدا کی تعریف کو جو آئندہ کلام میں آتی ہے خدا کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی کام بھی نیک یا جائز ہو اور خدا کے نام سے شروع کیا جاوے تو موجبِ برکت ہے۔ حرام کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا یا حرام چیز کو بسم اللہ کر کے کھانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ہاں ذبح حیوانات کی طرف بھی موقع پر اشارہ کیا ہے۔

سوامی جی! واقعی یہ بڑے رحم کی بات ہے کہ بے زبان جانوروں کو ذبح کر کے اُن کے ایامِ قید پورے کرائے جائیں جس سے دو فائدے متصور ہیں۔ ایک تو وہ روحیں جو (بقول آپکے) بُرے اعمال سے اُن حیوانی قالبوں کی قید میں آکر پھنس رہی ہیں (دیکھو ایڈیشن میجری صفحہ) قید سے رہائی پائیں۔ دوم بتلائیے! اگر وہ انسانوں کی طرح بیمار رہکر اپنی موت سے مریں تو کتنی تکلیفوں سے اُن کی روح قبض ہو۔ سوامی جی کا ہمیں کہیں درشن ہو جائے تو ہم اُن سے پوچھیں کہ موت کی سختی کیسی کٹھن امر ہے پس اُس سختی کے مقابلہ میں ذبح کی سختی کوئی چیز نہیں انسان کو بیماری اور قبض روح سے جو سختی ہوتی ہے سوامی جی اس کا اندازہ لگاتے تو یہ اعتراض کبھی منہ پر نہ لاتے۔ بلکہ سماج کا اول اصول یہی قرار دیتے کہ صبح اُٹھکر ہر ایک سماجی کا فرض ہے کہ بندوق لیکر دس پانچ چڑیوں کو نہیں تو مکھیوں ہی کو مارا کرے۔ حالانکہ انسان اپنی تکالیف کا اظہار بخوبی کر سکتا ہے اور طبیبوں کے مشورہ سے اُن کی تکالیف میں بسا اوقات کمی بھی ممکن ہے مگر بیچارے بے زبان حیوانات کیا کہیں اور کس کو کہیں؟ ؎

کون سُنتا ہے فغانِ درویش قہرِ درویش بہ جانِ درویش

ہاں کوئی صاحب یہ سوال کرے کہ اسی طرح انسان کو بھی ذبح کر کے موت کی سختی سے بچا لینا چاہیئے۔ تو ہم کہینگے "نہیں" اسلئے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اسی لئے ہر زمانہ میں ہر

Marfat.com

حکومت انسان کو قتل کرنے پر سزا دیتی ہے۔ علاوہ اس کے انسان کے رشتہ دار اور دوست کبھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اُسکے مرتے دم تک اُنکو اُسکی امید زیست ہوتی ہے جس سے اُنکی بہت کچھ امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ پس ان وجوہ سے انسان کو مارنے میں فساد کا اندیشہ ہے اسلئے نہ کسی حاکم وقت نے نہ کسی شریعت نے اس کی اجازت دی۔ ہاں حیوانات کے ذبح میں چونکہ کوئی فساد نہیں اسلئے عموماً مذاہب معتبرہ میں ذبح حیوانات کی اجازت پائی جاتی ہے۔ یہانتک کہ ہندو دھرم شاستر (منوسمرتی وغیرہ) میں بھی سوامی جی! انظامِ عالم سے بڑھکر کوئی عمدہ دلیل نہیں نظامِ عالم ہمیں سبق دے رہا ہے کہ دنیا میں خدا نے اپنی مخلوق کو دو ہی قسم پر پیدا کیا ہے مستعمل (برتنے والی) اور مستعملہ (قابلِ استعمال) کچھ شک نہیں کہ انسان سب چیزوں کا مستعمل ہے اور سب چیزیں اسکی مستعملہ ہیں۔ سوامی جی! کیا یہ ایشور کا رحم نہیں کہ اُس نے ہماری سواری کیلئے ہاتھی اونٹ گھوڑا وغیرہ اور ہل چلانے کو بیل۔ بھینسے وغیرہ پیدا کئے کیا اس سے زیادہ بھی کوئی شخص رحم کرکے ترس کھاکر اپنی سواری پر دس کوس چل کر دو کوس کیلئے اسکو بھی اپنے اوپر اُٹھانا چاہے تو تمام دوان اور مورکھ لوگ اسکو احمق نہ کہینگے۔ حالانکہ آپکی سمجھ کے مطابق یہ کیا رحم ہے کہ ایک ذی روح دوسری ذی روح چیز کو ناحق اتنا دبائے کہ تمام دن رات اُس پر سواری کرے۔ آپ ایک قدم بھر نہ چلے اور وہ بیچارہ اُس کو اُٹھائے پھرے اور سوار رحم نہ کھائے +

سماجیو! نظامِ عالم سے سبق حاصل کرو جو سب گروؤں کا گرو ہے مصنوعی گروؤں سے غلطی ممکن ہے۔ اس سے ذرہ بھر غلطی نہ پاؤگے +

علاوہ اس کے اگر ہم ان حیوانوں کو ذبح نہ کریں تو کیا کریں رکھنے سے ہم کو فائدہ کیا۔ بعض حیوان تو دودھ وغیرہ بھی دیں مگر بعض ایسے ہیں کہ دودھ بھی نہیں دیتے اور دودھ دینے والے بھی ایک عمر کو پہنچ کر نہیں دیتے حالانکہ ہم اُن کو کھانا دیں حفاظت کریں۔ مثلاً مرغ مرغی وغیرہ ہمچو قسم۔ اگر ان کے انڈے کھائیں تو آپ اسکی بھی اجازت نہیں دیتے اور اگر انڈوں کے بچے نکلوائیں تو پھر کیا ہی پریشان دینگے۔ پس یا تو سوامی جی ایسے جانوروں کے کھانیکی اجازت دیں جن سے بنی آدم کو کچھ فائدہ نہ ہو یا کوشش کرکے اُن سے کوئی فائدہ دلوائیں مگر یاد رہے کہ قدرت کا

Marfat.com

مقابلہ کرکے فائدہ تو دلوا نہیں سکتے ہاں اگر دبی زبان سے خورد و نوش کی اجازت دیں تو وہی سوال وارد ہوگا کہ کیا وے ذی روح اور بیگناہ خدا کے بنائے ہوئے نہیں؟ اور اگر یہ بھی نہ کریں اور حیوانوں کو انسانوں کے برابر ہی حقوق دلانا چاہیں تو مہربانی کرکے پہلے دوسری قسم کے حقوق میں مساوات کرائیں۔ پھر اس کا نام لیں +

ہمارے پاس وید منتروں کے حوالے بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ میں ہون میں گائے گھوڑے وغیرہ ذبح کئے جاتے تھے۔ مگر چونکہ وہ ترجمہ سوامی جی کا کیا ہوا نہیں بلکہ یورپین عالموں کا کیا ہوا ہے۔ خطرہ ہے کہ ہمارے سماجی دوست جو سوامی جی کے معتقد ہیں اُس ترجمہ سے منکر ہو جائیں۔ اس لئے بجائے اُن منتروں کے سوامی جی کے کلام کا حوالہ دینا ہی بہتر ہے آپ اسی کتاب کے چودھویں سملاس میں فرماتے ہیں کہ:۔ جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں۔ جھوٹا بتلاوے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اُس سے بڑھکر جھوٹا اور مذہب کون ہو سکتا ہے؟ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۹۷

پس سماجیو! بتلاؤ گوشت خوروں کی تعداد گن سکتے ہو؟ گنتے ہوئے پہلے اپنی ماس[1] پارٹی سے شروع کرنا +

مؤید مولوی صاحب! آپنے سوامی جی کے اعتراض کو کیا سمجھا؟ جس کا جواب دیا۔ سوامی جی نے جو اعتراض کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ قرآن چونکہ بقول محمدؐ یاں کلام ربانی ہونے سے ازلی و ابدی ہے۔ لہذا اُس کا شروع نہیں ہو سکتا۔ پھر شروع کا کلمہ بے معنی ہے۔

(۲) خدا کا یہ کلام خدا کے نام پر شروع کرنا اور بھی حیرت انگیز ہے۔ کیونکہ اسکی ضرورت خدا کو نہیں بلکہ انسان کو ہے اور انسان کیلئے خدا کا کلام بطور ہدایت نامہ کے ہوتا ہے۔ پس ہدایت واسطے انسانوں کے ہونا چاہئے تھا

(۳) مولوی صاحب آپ نے شاید یہ سمجھا کہ سوامی جی نے اس کے ضمیر متکلم ہونے

[1] آریوں کی دو پارٹیاں ہیں۔ ایک گوشت کھاتے ہیں ان کو ماس پارٹی کہتے ہیں ایک نہیں کھاتے ان کو گھاس پارٹی کہتے ہیں۔ انکی آپس کی چپقلش اخبار آریہ گزٹ اور پرکاش سے خوب واضح ہوتی ہے

Marfat.com

نہ ہونے پر اعتراض کیا ہی۔ ہرگز نہیں۔ اُن کا یہ اعتراض تھا کہ اللہ کو یہ کلام اپنے نام سے شروع کرنے کی کیا ضرورت تھی اللہ کے نام سے تو انسان شروع کیا کرتے ہیں

(آریہ مسافر مارچ سنہ ۱۹۰۲ء)

مدقق قربان ایسے علم پر کیا ہی سچ ہے "پیران نمے پرند مریداں ہمے پرانند"۔ پورا مطلب تو اس عبارت کا مؤید ہی نے سمجھا ہوگا ہم نے تو بعض آریونکو بھی یہ عبارت دکھائی مگر وہ بھی کانوں پر ہاتھ رکھ گئے۔ بہرحال کچھ ہی ہو سوامی جی کے اصل سوال پر کسی شرح یا حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ وہ خود ہی لکھتے ہیں:۔

"کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا تو شروع ساتھ نام اللہ کے نہ کہتا بلکہ شروع واسطے ہدایت انسانوں کے۔ ایسا کہتا"

دیکھئے سوامی جی کو شروع کے لفظ پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اگر شروع کے لفظ پر کوئی اعتراض ہوتا تو اپنی اصلاح میں شروع کا لفظ کیوں لاتے جس سے یہ صاف سمجھا جاتا ہے کہ آپکی تائید کا نمبر اول یعنی ازلی ہونے کی وجہ سے شروع نہ ہونا بالکل بے سمجھی کی تائید ہے۔

مؤید صاحب کی تائید کا نمبر سوم بھی حیرت سے خالی نہیں۔ اسکا مطلب بھی وہ خود ہی سمجھے ہونگے بہرحال کچھ ہی ہو مطلب وہی ہے جو ہم بتلا آئے ہیں کہ بندونکی ہدایت کیلئے ایسا کہا گیا۔ ہاں سوامی کا یہ اعتراض کہ گناہ کا شروع بھی اللہ کے نام سے لازم آویگا۔ اسکا جواب بھی ہوچکا۔ کہ یہاں سب کاموں کا شروع مراد نہیں۔ بلکہ اسی کام کا جو بسم اللہ کے آگے ہے یعنی الحمد للہ یا کوئی اور اسی قسم کا نیک کام +

مؤید صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ یہ بسم اللہ پارسیوں کے کلام سے لیا گیا ہے یعنی بنام بخشائندہ دادگر۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں کو اعتراض کرنے کی رال کیوں ایسی ٹپکا کرتی ہے کہ دوسرے کے کلام کے معنی سمجھنے سے پہلے ہی متعدد اعتراض جما دیتے ہیں۔ حالانکہ سوامی جی دیباچہ ستیارتھ میں بڑی تاکید سے لکھتے ہیں "کہ ہر کلام کا مطلب متکلم کے منشاء پر ہونا چاہئے"۔ اگر یہ بات تسلیم بھی کی جاوے کہ بسم اللہ پارسیوں کے کلام کا ترجمہ ہے تو مسلمانوں کے مذہب کے مطابق اسکے الہامی ہونے پر کیا اعتراض؟ ہمارا تو یہ مذہب نہیں کہ الہامی کلام

Marfat.com

وہ ہوتا ہے جس سے پہلے نہ تو وہ اور نہ اس کا ترجمہ دنیا میں کہیں ہو۔ نہ ہوا ہو دیکھو قرآن مجید صاف لفظوں میں کتب سابقہ کی تصدیق کرتا ہے اور کھلے لفظوں میں کہتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی

یعنی یہ قرآنی مضمون پہلی کتابوں میں حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہم السلام کے صحیفوں میں ہے

چونکہ آریونکی غلطی کا بنیادی پتھر یہی نا سمجھی ہے کہ الہامی کلام کا غیر مسبوق ہونا اُنکے نزدیک شرط ہے یعنی یہ کہتے ہیں کہ الہام وہی ہے جو شروع دنیا میں ہو۔ اُس سے بعد کوئی الہام نہیں اسلئے توریت۔ انجیل اور قرآن شریف وغیرہ کو الہامی نہیں مانتے۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ اُن کی اس غلطی کی اصلاح اسی جگہ کر دیں۔

الہام کی تشریح

یہ دعوےٰ اُن کا وید کے الہام پر بھی مشکلات پیدا کرتا ہے کیونکہ وید میں بھی لکھا ہے جس طرح زمانہ قدیم کے صاحب علم و معرفت راستی شعار تمہارے بزرگ تمام علوم سے ماہر گزر چکے ہیں۔ مجھ قادر مطلق ایشور کے حکم کی تعمیل کرتے رہے ہیں تم بھی اُسی دھرم کے پابند رہو۔ تاکہ وید میں بتائے ہوئے دھرم کا تم کو بلاشک و شبہ علم ہو جاوے "

(رگوید اشٹک ۸۔ ادھیاء ۸ ورگ ۴۹ منتر ۲) مندرجہ بھومکا صفحہ ۶۴۔

اس عبارت سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ وید کسی ایسے زمانہ میں بنائے کہ اُس زمانہ میں دنیا کی آبادی اس کثرت سے ہو چکی تھی کہ اُس وقت کے موجودہ لوگونکو بزرگوں کے حال سے سبق دینے کی مصلحین کو یا یوں کہئے کہ وید کے مصنفوں یا ملہموں کو حاجت پڑتی تھی اور وہ انکی نظیر لوگوں کو بتاتے تھے۔ اگر کہیں کہ دنیا کا سلسلہ چونکہ ہمارے (آریوں کے) نزدیک قدیم سے ہے تو اس دنیا کے شروع ہی میں اُس وقت کے موجودہ لوگونکو پہلے لوگونکی جو پہلی دنیا میں ہو چکے تھے چال اختیار کرنے کی ترغیب دیگئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کلام جیسا کہ وید کا مذکورہ بالا حکم ہے اُس موقعہ پر بولا جایا کرتا ہے جہاں مخاطبونکو پہلے بزرگوں کا علم اور واقفی ہو۔ حالانکہ اس دنیا کے پیدا شدہ لوگوں کو پہلی نیک بزرگونکی کوئی خبر نہیں تھی کسی کو اگر ہو تو بتلائے۔ پھر نصیحت میں تمثیل کیا مفید ہو سکتی ہے

علاوہ اسکے بڑی مشکل یہ ہے کہ آریونکے مذہب میں ویدخدا کے گیان (علم) کا نام ہے

Marfat.com

توجب سے خدا ہے تب سے وید ہے گو وید کے لفظ موجودہ دنیا کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں۔ مگر اُس کے معانی خدا کے علم میں موجود رہتے ہیں۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ منتر جو ہم نے نقل کیا ہے اس دنیا سے پہلی دنیا میں بھی ہوگا۔ بلکہ جب سے خدا ہے تب سے ہوگا۔ حالانکہ خدا سے پہلے کوئی زمانہ نہیں جس میں وہ بزرگ گزر چکے ہیں جن کی چال اختیار کرنے کا ان موجودہ لوگوں کو یا ہم کو حکم ہوتا ہے۔

مگر مسلمانوں اور عیسائیوں کا مذہب یہ نہیں کہ الہام دنیا کے شروع ہی میں ہوگا تو صحیح ورنہ غلط بلکہ اصل یہ ہے کہ خدا کی طرف سے ایک مضمون کا بغیر کسب کے دل میں ڈالا جانا الہام ہے۔ کسی مصنف کے دل میں کسی مضمون کا آجانا بھی گو ایک معنی سے الہام ہے مگر یہاں پر جس الہام سے بحث ہے وہ یہ نہیں بلکہ وہ مراد ہے جو کسی مشق یا فکر کا نتیجہ نہ ہو بلکہ محض القاء الٰہی سے ہو خواہ وہ مضمون اس الہام سے پہلے تمام لوگوں کو معلوم ہو یا نہ ہو خواہ دنیا کے شروع میں ہو یا وسط یا اخیر میں ہو کیونکہ اس بات سے کوئی دلیل مانع نہیں کہ ایک کتاب یا ایک مضمون جو پہلے کسی نبی کو الہام ہوا تھا۔ اس کے بعد بھی کسی نبی کو الہام ہو جائے۔ اس کی مثال ایسی سمجھو کہ کسی شخص کو امتحان پاس ہونے کی خبر کسی ذریعہ سے بغیر سرکاری گزٹ کے پہنچ گئی مگر اس سے بعد اُسے سرکاری گزٹ میں بھی اطلاع آ گئی۔ ٹھیک اسی طرح انبیاء کو کسی سابق نبی کے الہام کے ذریعہ سے کوئی بات معلوم ہو جایا کرتی ہے تاہم نئے سرے سے بھی وہی مضمون الہام ہو کر موجب مزید یقین ہو جاتا ہے۔ ٹھیک یہی تمام کتب سابقہ اور قرآن شریف کی مثال ہے مسلمانوں میں جو یہ مشہور ہے کہ تورات۔ انجیل۔ قرآن سے منسوخ ہیں۔ اُسکے بھی یہی معنی ہیں کہ قرآن کے ذریعہ سے مضامین حفظ پہنچکر گویا رجسٹرڈ حفظ کی طرح محفوظ اور منضبط ہو چکے ہیں۔ ایسے کہ اس سے پہلے نہ تھے کیونکہ اُن کے ملہموں کے بعد ان کتابوں پر دست تصرف بہت کچھ پھرا ہوا تھا۔ مگر جو جو مضمون قرآنی الہام کے ذریعے پہنچا تو اس کی نسبت یہ شبہ بالکل دور ہو گیا اور یہی معنی ہیں قرآن شریف کی آیت کے اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ یعنی قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اُنپر نگہبان بھی ہے کہ لوگوں کی دست درازیوں سے اصلی مضامین کو الگ الگ کرتا ہے اور صاف صاف لفظوں میں کہتا ہے یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا

Marfat.com

فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ الایہ (یعنی اے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق کی زیادتی نہ کرو اور خدا کی نسبت سچی بات کہا کرو۔ یہ مت کہو کہ مسیح خدا کا بیٹا یا خدا ہے)

پس بِسْمِ اللّٰہ سے پہلے بسم اللہ کا ترجمہ دنیا میں موجود ہونا اُس کے الہامی ہونے کے برخلاف نہیں۔ مگر جب پیغمبر علیہ السلام کو یہ مضمون خدا کی طرف سے القا ہوا تو الہامی ہوگیا۔

شکر ہے کہ جو وید منتر ہم نے شروع جواب میں نقل کئے تھے اُنکی نسبت مؤید صاحب نے بھی چون وچرا نہ کی اور چپکے سے خاموش ہو کر پاس سے گزر گئے بلکہ الخاموشی نیم رضا سی اطلاع دی

مؤید صاحب نے گوشت خوری پر ایک اور اعتراض بھی کیا ہے کہ مفید مفید جانور تو کھالیتے ہو اور خونخوار درندوں (شیر چیتا وغیرہ) کو حرام سمجھتے ہو۔

یہ سوال مؤید صاحب کا اس وقت مناسب تھا جب وہ گوشت خوری کو جائز مان لیتے اور اس کی تفصیل پر انکو اعتراض ہوتا۔ لیکن جس صورت میں وہ مطلق گوشت خوری کے منکر ہیں تو پھر اس تفصیل کا پیش کرنا اُنکا کیا حق ہے؟ کیا اگر ہم ہر ایک قسم کے جانوروں کو کھالیا کریں تو آریہ لوگ ہم سے متفق ہوجائینگے؟۔ ہرگز نہیں۔

چونکہ لالہ صاحب اور انکے دیگر ہم مشربوں کے قلم سے یہ سوال ہمیشہ نکلا کرتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس کا جواب بھی دیدیا جاوے گو تر بھی کیوں نہ ہو۔

لالہ صاحب! اگر طبی اور ڈاکٹری اصول کو ملحوظ رکھتے تو کبھی یہ اعتراض منہ پر نہ لاتے علم طب کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں یہ بات ملتی ہے کہ جو غذا آدمی کھاتا ہے وہ جزو بدن بنکر اپنا اثر کرتی ہے۔ اس طبی تحقیق سے بڑھکر ثمر عی تحقیق ہے۔ کیونکہ طب تو صرف جسم کی محافظ ہے مگر شریعت جسم اور روح دونوں کی محافظ ہے۔ لیکن ان دونوں حفاظتوں میں روح کی حفاظت اسکی نظر میں مقدم ہے جسم کی حفاظت کے معنی تو سب جانتے ہیں کہ ظاہری تکالیف اور اذیتوں سے محفوظ رکھا جاوے روح کی حفاظت کے معنی یہ ہیں کہ اُسے بداخلاقیوں سے بچایا جاوے جو اسکے لئے دوسری زندگی میں موجب تباہی ہوں۔ پس جو چیزیں یا جانور شریعت نے حرام کئے ہیں وہ طبی اصول کے لحاظ سے کئے ہیں۔ ان درندے جانوروں کو تو آپ بھی خونخوار مانتے ہیں جنکے کھانے سے واقعی آدمی پورا انہیں تو نیم خونخوار ہوجائیگا۔ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ چوری کے مال سے پوری کچوری یا بھاجی خریدنی کیوں حرام

Marfat.com

ہے بظاہر جسمانی نقصان تو اس میں کوئی نظر نہیں آتا، مگر چونکہ دوسری زندگی میں اُسکا نقصان ظاہر ہوگا اسلیئے حرام ہے۔ پس اسی طرح تمام محرمات شرعیہ کو سمجھئے کہ جو چیز انسان کی دوسری زندگی یا اسی زندگی میں اُسکے اخلاق پر بُرا اثر کرتی ہو۔ اس کو شریعت نے حرام کیا۔

آپ لوگ اخلاقی اثر کی تفصیل سے واقف نہ ہونگے۔ اخلاقی اثر کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ اُس کام کے کرتے وقت آدمی کوئی نامناسب حرکت کر گزرتا ہے۔ جیسا شرابی حالت مستی میں ناجائز حرکات کیا کرتا ہے۔ ایک اخلاقی اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کام کے کرنے سے یا اُس چیز کے کھانے سے آئندہ کو اُس کی روح پر بُرا اثر پہنچتا ہے کہ نیک کاموں کی طرف اسکی طبیعت نہیں جھکتی پھر اگر وہ جلدی سے اس کا علاج نہ کرے تو آہستہ آہستہ اس کی نوبت یہانتک پہنچ جاتی ہے کہ بالکل مسلول یا مدقوق کی طرح لاعلاج ہوجاتا ہے۔ پھر اُسے کبھی نیک کام میں توفیق نہیں ملتی قرآن مجید سے اس دعویٰ کا ثبوت چاہو تو ہر ایک سورت اور سیپارے سے مل سکتا ہے۔ ایک ہی آیت سنو! فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ (یعنی جب وہ لوگ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے اُن کے دلونکو ٹیڑھا کر دیا) اور اگر اپنے سوامی جی کے کلام سے سند چاہو تو سنو! سوامی جی بودھوں کے حق میں کیا لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

انہوں (بودھ مت والوں) نے کس درجہ اپنی جہالت میں ترقی کی ہے جسکی نظیر اُن کے سوائے دوسری ہو ہی نہیں سکتی یقین تو یہی ہے کہ ویدا ور ایشور کی مخالفت کرنیکا انکو یہی نتیجہ ملا ہے (ستیارتھ صفحہ ۵۴۱ سملاس ۱۲۔ نمبر ۱۷)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہوجاتا ہے پس جس درجہ میں کوئی غذا روحانی طور پر بُرا اثر کرنیوالی ہوتی ہے۔ اسی اندازہ سے شریعت میں منع ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلام میں بعض چیزیں سخت حرام ہیں اور بعض کسیقدر کم جن کو مکروہ کہتے ہیں +

درندے جانوروں کی حرمت بھی اسی اصول پر مبنی ہے۔ غرض یہ ایک اصول ہے کہ تمام جزئیات اسی سے متفرع ہیں +

ہاں! اس بات کی تشخیص کرنا کہ کونسی چیز بداخلاقی اور روحانی زندگی میں بُرا اثر پیدا

Marfat.com

کرنیوالی ہے اور کونسی نہیں۔ ہر ایک کا کام نہیں بلکہ الہامیوں کا منصب ہے، جس سے آپکو بھی انکار نہ ہوگا۔ کیونکہ الہام کی ضرورت تو آپ لوگ بھی مانتے ہیں بلکہ آپ خود اپنے آپکو اہل کتاب جانتے ہیں اسی اصول سے نبوت کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ آگے چلیئے!

(۲) سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان ہے (آیت ۲ و ۳)

محقق اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا اور سب پر رحم اور بخشش کیا کرتا تو دوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانیکا حکم نہ دیتا۔ اگر معاف کرنیوالا ہے تو کیا گنہگاروں پر بھی رحم کریگا؟ اور اگر کریگا تو آگے ذکر آئیگا کہ "کافروں کو قتل کرو"۔ یعنی جو قرآن اور پیغمبر کو نہ مانیں وے کافر ہیں۔ ایسا کیوں کہنا؟ اس لئے قرآن خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا۔

مدقق (۲) اس فقرہ میں محقق جی نے جہاد کی طرف اشارہ کیا ہے اور حسب عادت شریفہ آگے بھی کئی ایک مواقع پر اشارہ کرینگے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کی تحقیق وید اور قرآن سے اسی جگہ کر دیجائے اور آئندہ مواقع پر اسی جگہ کے حوالہ پر قناعت ہو۔ واضح رہے کہ وید اور وید کے علاوہ منوسمرتی وغیرہ میں جنکو سوامی جی قابل سند اور معتبر مانتے ہیں جہاد کے متعلق مختلف قسم کی ہدایتیں ہیں +

جہاد وید

وید کی پہلی ہدایت اسلحہ جنگ کی درستی کے متعلق ہے جو رگوید منڈل اول سوکت ۲۶ منتر ۲ میں مرقوم ہے:۔

اے فرمانبردار لوگو! تمہارے اسلحہ آتشیں وغیرہ از قسم توپ و تفنگ و تیر و تلوار وغیرہ شستر مخالفوں کو مغلوب کرنے اور اُن کو رد کنے کیلئے قابلِ تعریف اور باستحکام ہوں تمہاری فوج مستوجب توصیف ہو تاکہ تم ہمیشہ فتحیاب ہوتے رہو۔

ایک مقام پر دعا یوں مرقوم ہے:۔

میں اس محافظ کائنات صاحب جاہ و جلال نہایت زور آور اور فاتح کل تمام کائنات کے راجہ قادر مطلق اور سب کو قوت عطا کرنیوالے پرمیشور کو جس کے آگے تمام زبردست بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا اندر ہے

Marfat.com

ہر جنگ میں فتح پانے کے لئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں"۔

(یجروید ادھیاء ۲۰ منتر ۵۰)

ایک جگہ پرمیشور دعا دیتا ہے:۔

اے انسانو! تمہارے آیدہ یعنی توپ بندوق وغیرہ آتشگیر اسلحہ اور تیر و کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو تم مضبوط اور طاقتور اور کارنمایاں کرنیوالے ہو تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انہیں روگردان دلپیا کرو۔ تمہاری فوج جرار و کارگزار اور نامی گرامی ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قایم ہو اور تمہارا حریف ناہنجار (ایسی خفگی آغا تلوار میان کُن) شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے" (جیسا غازی محمود غزنوی مرحوم اور محمد غوری مغفور نے نیچا دیکھا؟) رگ وید اسٹک اول ادھیائے ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲۔

ایک جگہ پرمان ہے:۔

اے دشمنوں کے مارنیوالے اصول جنگ میں ماہر بےخوف و ہراس پُرجاہ و جلال عزیزو! اور جوانمردو تم سب رعایا کے لوگونکو خوش رکھو۔ پرمیشور کے حکم پر چلو اور بد فرجام دشمن کو (ہے مہاراج اتنی کھپیگی؟) شکست دینے کے لئے لڑائی کا سر انجام کرو۔ تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے۔ تم نے حواس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے تم روئیں تن اور فولاد بازو ہو۔ اپنے زور شجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تاکہ تمہارے زور بازو اور ایشور کے لطف و کرم سے ہماری فتح ہو" (اتھرو وید کانڈ انوواک ۱۰ ورگ ۹۷ منتر ۳)

منوجی کا پرمان یہ ہے:۔

جب رعایا پرور راجا کوئی اپنے سے چھوٹا خواہ برابر خواہ بڑا جنگ کے لئے طلب کرے تو کشتریوں کے دھرم کو یاد کرکے میدان جنگ میں جانے سے ہرگز پہلوتہی نہ کرے بلکہ بڑی ہشیاری کے ساتھ اُن سے جنگ کرے جس سے اپنی فتحیابی ہو" (۷۔ ۱۸۷ ستیارتھ سملاس نمبر ۶ نمبر ۲۹)

ایک جگہ حکم ہے:۔

Marfat.com

کسی وقت مناسب سمجھے۔ دشمن کو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے روک رکھے اور اس کے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک پانی اور ہیزم کو تلف اور خراب کر دے"۔

ہے رحم مجسم سماجیو! دھن مہاراج) دیکھو منوجی ۷۔ ۱۹۵۔ ستیارتھ پرکاش سملاس ۶ نمبر ۵۳)

ایک جگہ پرمان ہے:۔

مطلب برآری کے لئے مناسب یا غیر مناسب وقت میں دشمن کے ساتھ جو اپنا کسی دوست کا خطاوار ہو لڑنا چنانچہ اسی دو قسم کی بنا پر جنگ کرنی چاہیئے" (منوجی ۷۔ ۶۴)

مندرجہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۵۔ سملاس ۶ نمبر ۴۶)

کیا اتنے حوالجات کے بعد بھی محقق جی اور اُن کے چیلے جہاد کو منہ پر لاوینگے اور کہینگے کہ "اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا تو دوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانیکا حکم نہ دیتا"۔

ناظرین! یہ ہے سوامی جی کا انصاف اور یہ ہے اُن کی ایمانداری اور پھر لیڈر قوم ؎

اللہ رے ایسے حُسن پہ یہ بے نیازیاں بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

ہمارے ان ویدک حوالجات سے جہاں جہاد کا مسئلہ حل ہوگیا۔ وید کی قدامت اور ابتدائے دنیا سے ہونا بھی باطل ہوا۔ ناظرین بغور دیکھیں!

جواب تحقیق

اب تحقیقی جواب سنیئے! قرآن میں کہیں مذکور نہیں کہ کافروں کو اُنکے کفر کی وجہ سے مارو اور قتل کرو۔ بلکہ صاف ارشاد ہے۔ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (جو تم سے لڑیں تم اُن سے لڑو اور لڑنے میں زیادتی مت کرو۔ بیشک اللہ زیادتی کرنیوالوں سے محبت نہیں کرتا)

سوامی جی! اگر کافروں کو کفر کی وجہ سے مارنے کا حکم ہوتا تو کافروں کو رعیت بنا کر کیوں رکھا جاتا۔ یہ مسئلہ ہماری تصانیف کے متعدد مواقع میں مفصل مذکور ہے آگے بھی سوامی جی کو جن جن آیات میں شبہ ہوگا۔ دُور کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

ناظرین! محقق جی کا انصاف دیکھئے کہ یہ آیت (الحمد للہ آخر تک) ایسی متفقہ پاکیزہ تعلیم سے بھری ہوئی ہے مگر محقق جی کو بالائی بھی حلق سے نہیں اُتری۔ کیوں نہ ہو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوٹ ہے۔

Marfat.com

موئید جی سے یہ تو نہ ہو سکا کہ اِن ویدک حوالجات سے انکار کرتے یا ہمارے تحقیقی جواب ہی کو دیکھتے۔ جھٹ سے یہ لکھ مارا کہ:۔

آپ نے جسقدر منتر پیش کئے ہیں۔ اُن میں سے کسی ایک میں بھی یہ ہدایت نہیں کہ تم آپ مذہب پھیلانے کی خاطر اوروں سے لڑو یا ان کو قتل کردو ہاں تو سیاست مدنی کے متعلق عدل و انصاف کی بنا پر مبنی ہے بلا تمیز رنگ، قوم مذہب و ملت تمام انسانوں کے لئے یکساں عالمگیر ہدایتیں ہیں۔ جنکا کسی خاص قوم یا مذہب سے ذرا بھر تعلق نہیں۔ ہاں یہی مضمون قرآن میں درج ہے جس پر ہمارا اعتراض ہے اور تمہاری چون وچرا کرنا خطا۔"

(آریہ مسافر بابت ستمبر ۱۹۰۲ء)

موئید صاحب اگر انصاف سے ہمارے تحقیقی جوابات کو دیکھتے تو یہ کلمہ منہ پر نہ لاتے کہ قرآن میں مذہب پھیلانے کے لئے جہاد ہے اور وید میں ملک گیری اور سیاست کے لئے۔ ہم منتظر تھے کہ لالہ صاحب قرآن سے دعویٰ کا ثبوت دینگے۔ مگر انتظار ہی انتظار رہا۔ موئید صاحب لیجئے! ہم اور بھی واضح لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ **قرآن شریف** ایمان بالجبر کو کن لفظوں میں ناپسند کرتا ہے۔ غور سے سنو!

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (کیا تو اے رسول لوگونکو مجبور کریگا کہ وہ مسلمان ہو جائیں یعنی ایسا کرنا کسی طرح جائز نہیں) علاوہ اس کے یہ بھی غلط ہے کہ وید کے منتر مذہبی لڑائی کے لئے نہیں بلکہ سیاست مدنی کے لئے ہیں کیونکہ ان منتروں میں جن لوگوں کو خطاب ہے۔ یعنی جن لوگونکی سلطنت تمام دنیا پر قایم کرنے کی خواہش کیگئی ہے وہ کون لوگ ہیں یا تو وہ جو ویدک مذہب کے پابند ہونگے یا کوئی بھی ہو جو اُس وقت دنیا میں حاکم تھے خواہ بت پرست ہوں یا صلیب پرست مسلمان ہوں یا یہودی لیکن الہامی اور مذہبی کتابوں سے یہ مطلب کوسوں دور بلکہ بعید اور ناممکن ہے کہ ایسے احکام اُن لوگوں کیلئے جاری کرے جو اس کتاب کے پیرو نہ ہوں۔ بلکہ ایسے احکام انہی لوگوں کیلئے ہوتے ہیں جو اس کتاب کے پابند ہوتے ہیں۔ پس ان معنی کو ملحوظ رکھکر ویدک منتروں کو غور دیکھیں کہ کیونکر ویدک دھرم کی سلطنت اور اشاعت تمام ملک میں کرنے کی ہدایت ہے۔

Marfat.com

بھلا اگر دو ملکوں مثلاً پنجاب اور بنگال میں ویدک دھرم کے پیرو رہتے ہوں اور اُن میں اگر کسی بات پر بگاڑ ہو جاوے تو دونوں قومیں ان منتروں کو پڑھ پڑھکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہونگی اور مؤید صاحب کی شرح پیش کرینگی کہ یہ منتر سیاست ملکی سے متعلق ہیں بنگالی کہینگے کہ پنجابی ہمارے خلاف فساد پھیلانے میں کوشش کرتے ہیں اور پنجابی کہینگے کہ بنگالی ایسا کرتے ہیں جس طرح ہو سکے ہم ان کو زیر کئے بغیر نہ رہینگے کیونکہ ویدس مقدس میں ایشور نے ہماری ہی سلطنت کو دنیا پر قایم کیا ہے +

کچھ شک نہیں کہ ایسے موقع کے لئے نہ تو مؤید صاحب اور نہ سوامی جی ان منتروں کا تعلق بتلا دینگے پھر بتلائیے یہ منتر مذہبی لڑائی سے متعلق نہ ہوئے تو کس سے ہوئے ہاں ایک بات میں قرآن شریف کا واقعی قصور ہے کہ اُس نے برخلاف تمام قوموں اور سلطنتوں کے دنیا کو صلح سے رہنے کی ایک نرالی تجویز بتلائی ہے۔ تمام قوموں اور سلطنتوں میں یہ دستور ہے کہ جب تک فریق مقابل سر تسلیم خم نہ کرے یعنی تابع فرمان نہ ہو۔ لڑائی موقوف نہیں کرتے خواہ ہمقوم ہو یا ہم مذہب۔ انگریزوں اور بوئروں۔ جرمنی اور فرانس وغیرہ کی لڑائیاں تمثیلاً موجود ہیں۔ اسلام اور قرآن نے یہ تجویز تو منظور کی چنانچہ ارشاد ہے وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (اگر کافر صلح چاہیں تو تم بھی صلح پسند کرو اور اللہ پر بھروسہ کرو) اس کے علاوہ دوسرا طریق بھی بتلایا جس کا ہم اس موقع پر ذکر کرنے کو ہیں جس سے اکثر مخالفین کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر فریق مخالف مسلمان ہو جائیں تو جنگ کا خاتمہ ہے۔ غور سے سنو! فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ (یعنی اگر کفار مسلمان ہو کر اسلامی احکام کے پابند ہو جائیں تو ان کا تعرض چھوڑ دو)

یہی آیت ہے جس سے بے سوچے سمجھے مخالفین کو شبہ ہوتا ہے کہ اسلامی جنگیں لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے تھیں۔ مگر حقیقت الامر اس کے خلاف ہے یہ تو قرآن شریف کا احسان عام اور ایک جدید طریق ہے صلح جوئی کا جو آجتک کسی مہذب قوم کو نصیب نہیں ہوا کہ فریق مقابل کے ہم مذہب ہونے پر جنگ کا خاتمہ کیا جاوے کیا ۱۹۰۰ء کی انگریزوں اور بوئروں کی جنگ کو دنیا بھول گئی ہے کہ جب تک انگریزوں نے ملک کو زیر نگیں نہیں کر لیا

Marfat.com

نہیں چھوڑا۔ خواہ وہ دس ہزار دفعہ مسیح اور صلیب کو سجدہ کرتے رہے۔ ہاں قرآن شریف پر یہ الزام اُس صورت میں عائد ہو سکتا تھا کہ صرف یہی ایک طریق صلح اور خاتمہ جنگ کا ہوتا لیکن جس صورت میں اس طریق کے علاوہ دوسرا طریق بھی موجود ہے کہ مقابل بیشک اپنے مذہب بلکہ بت پرستی پر بھی جمے رہیں مگر صلح کی درخواست کریں (یہ بھی شرط نہیں کہ وہ اسلامی خلیفہ کو شہنشاہ منظور کریں) تو فوراً لڑائی بند کیجائیگی جس کا ثبوت اوپر بیان ہو چکا۔ اب فریق مقابل کو اختیار ہے کہ وہ جس میں اپنا فائدہ سمجھے اختیار کرے لیکن اسلام اور خلیفہ اسلام کی طرف سے اُسے جبر نہ ہوگا کہ وہ مسلمان ہی ہوں تو جنگ ختم ہوگی نہیں بلکہ درخواست صلح پر آزاد یا رعیت بنکر بھی صلح کر سکتے ہیں مگر شر و فساد سے نہیں غور سے پڑھو

قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ (لڑو ان سے جب تک فتنہ فرو ہو جاوے)

مختصر یہ کہ مہذب قوموں میں صلح کا ایک ہی طریق ہے۔ مگر قرآن مجید میں دو طریق ہیں اور یہی قرآن کی بڑی مزیت ہے۔ اس لئے قرآن بزبان حال کہتا ہے ؎

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں
اُن میں دو وصف ہیں بدخُو بھی ہیں بدکام بھی ہیں

آگے چلئے!

خداوندِ دین انصاف کا۔ تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم
دکھا ہم کو راہ سیدھا (آئت ۴-۵)

محقق کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا۔ کسی خاص دن انصاف کرتا ہے تو اندھیر کی بات ہے اسی کی عبادت کرنا اور اسی سے مدد چاہنا یہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا بُری بات میں مدد چاہنا درست ہے؟ اور سیدھا راستہ کیا صرف مسلمانوں ہی کا ہے؟ یا دوسروں کا بھی سیدھے راستے کو مسلمان قبول کیوں نہیں کرتے۔ کیا سیدھا راستہ بُرائی کی طرف کا تو نہیں چاہتے؟ اگر اچھی باتیں سبکی یکساں ہیں تو پھر مسلمانوں کی کچھ خصوصیت نہ رہی اور اگر دوسروں کی اچھی باتیں نہیں مانتے تو متعصب ہیں ؎

مدقق خدا ہمیشہ انصاف کرتا ہے۔ قرآن کو پڑھو تو معلوم کرو مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ

Marfat.com

فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ کیسا صریح ارشاد ہے خاص اُس روز کو انصاف کا دن اس لئے کہا کہ اس کو سب لوگ بچشم خود دیکھینگے اور کوئی مکذّب تکذیب نہ کرسکیگا فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ کو غور سے پڑھو +

بُرے کاموں میں خدا سے مدد مانگنے کا ذکر نہیں یہ تو آپکی سمجھ کا پھیر ہے بلکہ نیک کاموں میں خدا سے مدد مانگی گئی ہے چنانچہ اس جگہ عبادت کا قرینہ بھی موجود ہے۔ ہاں سوامی جی وید بھگوان کی طرح چاہتے ہونگے کہ جسمانی خواہشوں کے (وہ بھی ایسی کہ محالات سے ہوں) پُورا ہونے کی دعا کیوں نہیں سکھائی سنئے وید منتر

"اے بھگوان! آپکی عنایت سے ہماری تمام خواہشیں سچی یا پوری ہوں یعنی ہماری تسخیر عالم اور اقبال و حشمت حاصل ہونیکی خواہش بامراد بے اثر نہ ہو" (یجروید ادھیائے ۲ منتر ۱۰)

تسخیر عالم کا خواب ویدمیں

اور سُنئے!

"اے وراٹ (محیط اکل الشیوع) اپنی نظرِ عنایت سے مجھ خواستگار نجات کی خواہش کو پُورا کر۔ مجھے تمام سُکھ یا تمام عالم کی حکومت[۵۲] عطا کر" (یجروید ادھیائے ۲۱ منتر ۲۲)

محقق جی! اگر کُل جہان کے لوگ یہی دعا مانگیں کہ مجھے تمام دنیا کی حکومت عطا کر تو سب کی قبول ہوگی؟ سہ

کلاہِ خسروی و تاجِ شاہی بہر کل کے رسد حاشا و کلّا

بیشک اسلام ہی سیدھی اور درست راہ ہے کیا دید کی مت کے سوا دوسرا کوئی مذہب سیدھا نہیں جو آپ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۸۳ پر لکھ آئے ہیں کہ دید کا منکر ملحد اور دہریہ ہے" راستی کی راہ ہمیشہ ایک ہی ہوتی ہے ہم سب مذاہب کی اچھی باتیں مانتے ہیں کسی مذہب کی عمدہ باتوں سے انکار نہیں۔ مگر آپ کو معلوم نہیں کہ مذہب کس چیز کا نام ہے مذہب معمولی اخلاق کا نام نہیں ہوتا۔ اصل مذہب معرفت الٰہی اور طریق عبادت کا نام ہے۔ باقی معمولی اخلاق تو ہر مذہب میں برابر ملتے ہیں۔ اگر اپنے ہی مذہب کو صحیح سمجھنا تعصب ہے تو آپ اول درجہ کے متعصب ہیں جو لکھتے ہیں:-

---

[۵۲] یہ منہ اور مسور کی دال؟ × سملاس ۱۰ نمبر ۲ -

59821

Marfat.com

اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہیئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے یعنی جو کچھ ویدوں میں بیان کیا گیا ہے ہم اُس کو مانتے ہیں" (ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر ۷ - اخیر)

آگے چلئے :-

(۴) راہ اُن لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے سوائے ان کے جو غصّہ کیا گیا ہے اوپر اُن کے اور نہ گمراہوں کے راستہ ہم کو دکھا۔

محقق جب مسلمان لوگ تناسخ اور پہلے کئے ہوئے گناہ اور ثواب نہیں مانتے تو بعض لوگوں پہ رحمت کرنے اور بعض لوگوں پر نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھیرتا ہے کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا دینا صرف بے انصافی کی بات ہے اور بلا سبب کسی پر رحم اور کسی پر غضب کی نظر کرنا بھی اس کی فطرت سے بعید ہے بلا وجہ وہ رحم یا غضب نہیں کر سکتا اور جب اُن کے سابقہ "سنچت" گناہ و ثواب ہی نہیں تو کسی پر رحم اور کسی پر غضب کرنا یہ بات ہی نہیں بن سکتی اور اس سورت کی شروع میں یہ الفاظ کہ "یہ سورت اللہ صاحب نے آدمیوں کے منہ سے کہلائی کہ ہمیشہ اس طرح سے کہا کریں" درج ہیں اگر یہ بات درست ہے، تو "الف - ب" حروف بھی خدا ہی نے پڑھائے ہونگے اگر کہو کہ بلا حروف جاننے کے اس سورت کو کیسے پڑھ سکتے تو سوال یہ ہے کہ کیا حلق ہی سے بُلائے اور بولتے گئے - اگر یہ درست ہے تو سب قرآن ہی زبانی پڑھایا ہوگا - یہ سمجھنا چاہیئے کہ جس کتاب میں طرفداری کی باتیں پائی جائیں وہ کتاب خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی مثلاً عربی زبان میں نازل کرنے سے عربوں کو اس کا پڑھنا سہل اور دوسری زبان والوں کو مشکل ہو جاتا ہے - اس سے خدا طرفدار ٹھیرتا ہے اور جس طرح کہ خدا نے کُل دنیا کے رہنے والے آدمیوں پر نظرِ انصاف سے سب ملکوں کی زبانوں سے نرالی سنسکرت زبان میں جو کہ سب ملکوں والوں کیلئے یکساں محنت سے حاصل ہوتی ہے ویدوں کو نازل کیا ہے ایسی ہی زبان میں اگر نازل کرتا تو یہ نقص عائد نہ ہوتا۔

مدقق کیا ہی نئی منطق ہے - محقق جی! کیا پہلے اعمال کی وجہ ہی سے رحم اور انعام

Marfat.com

ہوسکتا ہے اس جنم کے اعمال کوئی شے نہیں سُنئے اور غور سے سنئے! اسی جنم کے نیک اعمال اُن کیلئے موجب انعام ہوئے تھے دوسری آیت ان معنی کی شرح کرتی ہے جہاں خدائتعالےٰ نے ان انعام پانیوالوں کو خود ہی بتلا کر آپکے لایعنی سوال کو حل کر دیا ہے غور سے پڑھو!

اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا (جن پر اللہ نے انعام کیا وہ نبی اور بڑے سچے اور نیک صالح لوگ ہیں)

ہاں) یہ خوب سوجھی کہ خدا نے حرف پڑھائے ہونگے۔ محقق جی کے بھولے بھالے بچوں کے سے سوال سنکر بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ پھر جب ایسے شخص کو ایک قوم کا لیڈر سنتے ہیں تو بلا تکلف زبان پر جاری ہوتا ہے ؎

"بت بھی خدائی کرتے ہیں قدرت خدا کی ہے"

سوامی جی! جس طرح وید آپکے ملہموں کو بتلائے گئے تھے اسی طرح قرآن شریف بھی مسلمانوں کو سکھایا گیا مذکورہ بالا منتروں پر غور کیجئے۔

بیشک جس کتاب میں طرفداری کی باتیں ہوں وہ خدا کی نہیں ہوتی مگر یہ تو فرمائیے کہ شودر کے گھر کا پکا ہوا کھانے سے جو آپ منع کر آئے ہیں۔ خواہ کیسا ہی بھلا مانس کیوں نہ ہو (ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۱) یہ کس کتاب کا حکم ہے اور یہ آپ کی طرفداری تو نہیں

محقق جی! عربی زبان میں قرآن کے نازل ہونے کی وجہ تو قرآن نے خود ہی بتلائی ہوئی ہے سنو خدا فرماتا ہے:-

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ

اگر ہم قرآن کو عربی کے سوا کسی اور زبان میں اُتارتے تو عربی لوگ کہتے کہ اُس کے حکموں کو واضح کیوں نہیں کیا۔ کلام عجمی اور مخاطب عربی"

چونکہ اول مخاطب اس کے عرب کے لوگ تھے اسلئے اُس زبان میں نازل ہوا اُنہوں نے اس کو سمجھکر دوسرے لوگوں کو سمجھا دیا یہی عین انصاف ہے فرق صرف آپکی سمجھ کا ہے۔

سورہ بقرہ) یہ کتاب جس میں شک نہیں پرہیزگاری کی راہ دکھلاتی ہے جو کہ

Marfat.com

جوکہ ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قایم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ جو ہم نے دی خرچ کرتے ہیں وے لوگ جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو رکھتے ہیں تیری طرف یا تجھ سے پہلے اتاری گئی اور یقین قیامت پر رکھتے ہیں یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور وے ہی چھٹکارا پانیوالے ہیں تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اور اپنے تئیں ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے وے ایمان نہ لاوینگے مہر کی اللہ نے اوپر دلوں اُن کے اور اوپر کانوں اُنکے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے (آیت ۲-۳-۴-۵-۶-۷)

محقق کیا اپنے ہی منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا خدا کے دہبہ کی بات نہیں ہے جو پرہیزگار لوگ ہیں وے تو خود راہ راست پر ہیں اور جو جھوٹی راہ پر ہیں انکو یہ قرآن راہ ہی نہیں دکھلا سکتا تو پھر کس کام کا رہا؟ کیا گناہ و ثواب اور محنت کے بغیر خدا اپنے ہی خزانہ سے خرچ کرنے کو دیتا ہے؟ اگر دیتا ہے تو سب کو کیوں نہیں دیتا اور مسلمان لوگ محنت کیوں کرتے ہیں؟ اگر بائبل انجیل وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے تو مسلمان انجیل وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کے کیوں نہیں لاتے؟ اور اگر لاتے ہیں تو قرآن کا نازل ہونا کس واسطے ہے؟ اگر کہیں قرآن میں زیادہ باتیں ہیں تو کیا پہلی کتاب میں خدا لکھنا بھول گیا تھا اور اگر نہیں بھولا تو قرآن کا بنانا لاحاصل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل اور قرآن کی چند باتیں آپس میں نہیں ملتیں اور بہت سی ملتی ہیں۔ ایک ہی مکمل کتاب جیسی کہ وید ہے کیوں نازل نہ کی؟ کیا قیامت پر بھی یقین رکھنا چاہئے اور کسی چیز پر نہیں۔ کیا عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی ہدایت پر چلنے والے ہیں اور ان میں کوئی گنہگار نہیں ہے؟ کیا وہ عیسائی اور مسلمان جو دیندار نہیں نجات پاوینگے اور دوسرے جو دیندار ہیں وے نہیں۔ کیا یہ سخت بے انصافی اور اندھیر کی بات نہیں ہے؟ کیا جو لوگ مسلمانی مذہب کو نہیں مانتے ان کو کافر کہنا بمعرفہ ٹگری نہیں ہے۔ اگر خدا ہی نے انکے دل اور کانوں پر مہر لگائی ہے اور اسی وجہ سے وے گناہ کرتے ہیں تو ان کا کچھ بھی قصور نہیں یہ قصور خدا ہی کا ہے۔ ایسی صورت میں انکو سکھ یا دکھ یا گناہ ثواب نہیں ہو سکتا پھر خدا ان کو جزا و سزا کیوں دیتا ہے؟ کیونکہ انہوں نے گناہ یا ثواب خود مختاری سے نہیں کیا؟

Marfat.com

مدقق (۵) افسوس اس بھولے پن پر جو ہر گھڑی ذلت کا موجب ہو۔ سوامی جی کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ وید خود اپنی تعریف اس سے کئی درجہ بڑھکر کرتے ہیں سنو!

پاک کرنے والے اعمال کو ظاہر کرنے والا جس میں قابلِ تعریف گیان (علم) کا وصف ہے ایسے اعلیٰ جملہ علوم کے دینے والا جو وید کا کلام ہے وہ جملہ فنون کی ماہیت ہم کو باخبر کرتا ہے"۔ (رگوید مندرجہ آریہ مسافر صفحہ ۱۸ بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء)

اور سنئے!

غلطی سے مبرّا جملہ علوم کا مخزن جو وید شاستر ہے غیر متناہی طاقت سے پرمیشور نے ظاہر کیا (مندرجہ مہا بھگیہ ودیہی۔ صفحہ ۱۱ مصنفہ سوامی جی)

سوامی جی! مشقتوں کیلئے ہدایت ہونے کے وہی معنے ہیں جن معنی سے آپ ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر ۱ میں لکھتے ہیں کہ ضدی اور ناانصاف کو جواب نہ دینا چاہیئے سنئے قرآن خود اپنی تفسیر کرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا

ہم (خدا) قرآن کو سب لوگوں کی بیماریوں کے لئے شفا اور ایمانداروں کے لئے رحمت بنا کر نازل کرتے ہیں اور ظالموں (منکروں) کو بجز نقصان دہی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا)

سوامی جی اگر کوئی مریض حکیم کے نسخے اور بتلائے ہوئے پرہیز پر عمل نہ کرے تو قصور کس کا؟

۵ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

سب کو وہ اپنے خزانہ سے محض اپنی مہربانی سے دیتا ہے بندوں کا اُسپر کوئی حق نہیں وہ حکیم بھی ہے جتنا مناسب سمجھتا ہے دیتا ہے۔ سنو!

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

کیا منکر نہیں سوچتے کہ خدا جسکو چاہتا ہے رزق فراخ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک اس میں بہت سی اُس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

قرآن کو اگر آپ نے کسی پاٹھ شالا (مدرسہ) میں پڑھا ہوتا تو بائیبل کا سوال نہ کرتے سنئے

جس کو رزق جتنا مناسب سمجھتا ہے

Marfat.com

قرآن مانتا ہے کہ پہلے الہامی کتابیں آئی ہیں مگر ساتھ اسکے یہ بھی کہتا ہے کہ کجروؤں نے انمیں کجروی ملادی ہے جو مضمون قرآن صحیح بتلاوے اسکو صحیح سمجھو اور جو غلط کہے غلط جانو۔

خدا فرماتا ہے:-

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

قرآن مہیمن بھی ہے

ہم (خدا) نے تیری طرف (اے نبیؐ) قرآن اُتارا ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اُن پر محافظ بھی ہے۔" یعنی غلط کو صحیح سے الگ کرتا ہے +

قیامت پر ایمان لانے کا ذکر اس لئے کیا ہے جسکو آئندہ کی جزا و سزا کا یقین ہوتا ہے وہی نیک عمل کرتا ہے اور بدکاری سے بچتا ہے جو بے ڈر ہو اُسے کیا غرض پڑی ہے کہ اپنے ذمہ بلا لے۔ عیسائی ہدایت پر نہیں بلکہ صرف مسلمان وہ بھی نیک مسلمان جنکا اس آیت میں بیان ہے وہی ہدایت پر ہیں کیا جو وید کو نہیں مانتے ان کو ناستک اور دہریہ کہنا انصاف ہے؟ ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۰ نمبر ۸ کو دیکھ کر جواب دیجئیگا۔ مہر کا جواب نمبر ۶ میں آتا ہے۔

(۶) اُن کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے اُن کی بیماری بڑھادی (آیت ۱۰)

محقق بھلا بلا قصور خدا نے ان کی بیماری بڑھادی۔ رحم نہ آیا۔ اُن بیماروں کو اتنی بڑی تکلیف ہوئی ہوگی۔ کیا یہ شیطان سے بڑھکر شیطنت کا کام نہیں ہے۔ کسی کے دل پر مہر لگانا کسی کی بیماری بڑھانا خدا کا کام نہیں ہو سکتا کیونکہ بیماری کا بڑھنا اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے۔

مدقق خدا کسی کے دل پر ناحق مہر نہیں لگاتا۔ سنئے اس کلام کے وہی معنی ہیں جو آپ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۴۱ پر بودھوں کی بیدینی اور گمراہی کے بارے میں لکھ چکے ہیں۔

انہوں نے کس درجہ اپنی اودیا (جہالت) کی ترقی کی ہے۔ جس کی نظیر سوائے اُن کے دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہے کہ وید اور ایشور سے مخالفت کرنیکا اُن کو یہی نتیجہ ملا ہے۔ سملاس ۱۲ نمبر ۲۷۔

اور جس کو یجروید دیا ہے ۲۵ منتر ۱۳ میں یوں ادا کیا ہے۔

جو پرمیشور علم وغیرہ عطا کرنے والا اور جس کے نکل حمایت و پناہ و عنایت سے محروم

Marfat.com

ہونا ہی موت یعنی متواتر جینے مرنے کے چکر میں پڑنا ہے"
قرآن نے تو اپنی تفسیر دوسری آیت میں خود کر دی ہے سنئے۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ

خدا متکبروں گردن کشوں کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے۔

بلکہ اسی آیت میں ایک لفظ ایسا بھی ہے جسکو آپ غور سے دیکھتے تو گو آپ کو اعتراض کرنے کا شوق ہے تاہم یہ شوق کسی اور جگہ پورا کر لیتے سنئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ

جس کا ترجمہ آپنے نقل کیا ہے۔ اس میں سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ صلہ سے بدل ہے اگر علم ہے تو سمجھو یا کسی عربی پاٹھ شالا میں پڑھو۔ پس آیت کے معنی بالکل صاف ہیں کہ خدا کے حکموں سے گردن کشی کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ باقی جواب فقرہ ۵ میں آگیا۔ سوامی جی کو زیادہ نمبر لینے کا شوق ہے اسی جواب میں شیطانی باتوں کا جواب بھی ملیگا۔

محقق جی! رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳ ورگ ۸ منتر ۲ کو غور سے دیکھئے جو اس کے ارتھ ہیں وہی اس آیت کے معنی ہیں۔ اگر آپ کو یا آپ کے چیلوں کو دیکھنے کا موقع نہ ملے تو سنئے ہم بتلائے دیتے ہیں غور سے سُنئے پرمیشور کہتا ہے:۔

(۱) میں بدکار ظالموں کو کبھی آشیرباد (نیک دعا) نہیں دیتا" یعنی انکو ہدایت یا برکت نہیں دیتا)

(۷) جس نے تمہارے واسطے زمین کو بچھونا اور آسمان کی چھت بنائی (آیت ۲۲)

محقق بھلا آسمان چھت کسی کی ہو سکتی ہے؟ یہ جہالت کی بات ہے، آسمان کو چھت کے مانند ماننا تمسخر کی بات ہے، اگر کسی اور کرۂ زمین کو آسمان مانتے ہوں تو اُن کے گھر کی بات ہے۔

مدقق آسمان بنگلوں مثل چھت کے نظر آرہا ہے۔ عربی میں ہر بلند شے کو جو سر سے اوپر ہو سقف کہا کرتے ہیں۔ اسی بناء پر آسمان کو سقف (چھت) کہا گیا سوامی جی کی بلا کو غرض تھی کہ ایسی تحقیق کرتے۔ نیز اُن کو اپنے سوامی دیانند سرسوتی سے فرصت بھی نہیں تھی باقی نمبر ۵ میں دیکھو۔

Marfat.com

(۸) جو تم اس چیز سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے پیغمبر کے اوپر اتاری تو اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ اور شاہدوں اپنے کو پکارو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے اور ہرگز نہ کرو گے تم اس آگ سے ڈرو کہ جس کا ایندھن آدمی ہیں اور کافروں کیلئے پتھر تیار کئے گئے ہیں (آیت ۲۴-۲۵)

محقق بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اس کے مانند کوئی سورت نہ بنے؟ کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی فیضی نے بے نقط قرآن نہیں بنا لیا تھا وہ کونسی دوزخ کی آگ ہے؟ کیا اس دنیا کی آگ سے نہ ڈرنا چاہئے۔ اس آگ میں بھی جو کچھ پڑے وہ اس کا ایندھن ہے۔ جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں ویسے پرانوں میں لکھا ہے ملیچھوں کے لئے گھور نرک بنا ہے اب کہئے کس کی بات سچی مانیں؟ اپنے قول سے تو دونو بہشت میں جانیوالے اور ایک دوسرے کے مذہب کی رو سے دونو دوزخی ہوتے ہیں۔ پس ان سب کا جھگڑا جھوٹا ہے۔ ہاں جو دھارمک ہیں وے سکھ اور جو پاپی ہیں وے سب مذہبوں میں دکھ ہی پاوینگے۔

مدقق (۸) محقق جی کو یہ تو خبر نہیں کہ بے نقط عبارت کیا ہوتی ہے اور فصیح کیا۔ انہوں نے کسی سے سن لیا کہ فیضی نے بے نقط تفسیر لکھی تھی تو وہ سمجھے کہ قرآن کا مقابلہ ہو گیا بھلا سوامی جی! اگر فیضی کی تفسیر قرآن کی طرح بے مثل ہوتی تو پہلے فیضی ہی کو کیوں قرآن کی نسبت شبہ نہ ہوتا اور وہ کیوں اس غرور میں اسلام سے برگشتہ نہ ہوتا کہ میں نے قرآن کی مثل کلام بنا لیا ہے۔ بس آپ کے جواب میں یہی کافی ہے +

آپ کا اختیار ہے آپ اس آگ سے بھی ڈریں۔ کون آپ کو کہتا ہے کہ نہ ڈریں۔ بات تو صرف یہ ہے کہ دوزخ کی آگ چونکہ مشرکوں اور بتوں کی سزا ہے اس لئے اس سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ ایسے کام کو چھوڑ دو۔ یہ محقق جی کی واقفیت بتلاتے ہیں کہ قرآن میں کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں۔ آگے بھی کئی جگہ سوامی جی نے اپنی لیاقت کا اظہار کیا ہے۔ غور کرو تو یہ اسلام کا جبر ہے کہ آپ جیسے عالم بھی ایسی بھدی بھدی باتیں کہہ بیٹھتے ہیں اگر قرآنی اور پرانی اپنے اپنے قول سے ہٹتے ہیں۔ آپ تو دونوں کے قول سے دور ہی ہیں۔ اپنی

Marfat.com

فکر کیجئے "تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو" دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں سے حق پر کون ہے سو اس کی شناخت کیجئے باقی باتوں سے کیا فائدہ؟ یہ ٹھیک ہے کہ جو پاپی ہیں وہ سب مذہبوں میں دکھ ہی پاوینگے۔ مگر اس سے زیادہ پاپ کیا ہوگا؟

جس مذہب کو کروڑوں آدمی مانتے ہوں اُس کو بُرا کہا جاوے" (غور سے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۹۷ سطر ۱۴ نمبر ۷۳)

(۹) اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ کہ واسطے انکے بہشتیں چلتی ہیں نیچے سے نہریں۔ جب دیے جاوینگے۔ اس میں سے میووں سے رزق کہینگے یہ وہ چیز ہے جو دیے گئے تھے ہم پہلے اس سے اور واسطے ان کے بیویاں ہیں ستھری اور ہمیشہ وہاں رہنے والی ہیں (آیت ۲۶)

محقق بھلا اس قرآن کی بہشت میں دنیا سے بڑھکر کونسی عمدہ شے ہے؟ جو چیزیں دنیا میں ہیں وہی مسلمانوں کی بہشت میں ہیں اور اتنی زیادتی ہے کہ یہاں جیسے آدمی مرتے اور پیدا ہوتے اور آتے جاتے ہیں۔ اُسی طرح بہشت میں نہیں مگر یہاں عورتیں ہمیشہ نہیں رہتیں اور وہاں بیبیاں ہمیشہ رہتی ہیں جبتک قیامت کی رات[1] نہ آویگی تب تک ان بیچاریوں کے دن کس طرح گذرتے ہونگے؟ ہاں اگر خدا کی اُنپر مہربانی ہوتی ہوگی اور خدا کے سہارے وقت گزارتی ہونگی۔ یہی ٹھیک ہوسکتا ہے مسلمانوں کا بہشت گوکلئے گوسائیوں کے گولوک مندر کی طرح معلوم ہوتا ہے جہاں کہ عورتونکی تعظیم و تکریم بہت ہے آدمیونکی نہیں[2]۔ اسی طرح خدا کے گھر میں عورتونکی قدر بہت ہے اور ان سے خدا کی محبت بھی آدمیوں کی نسبت زیادہ تر ہے کیونکہ خدا نے بیبیونکو بہشت میں ہمیشہ کیلئے رکھا ہے نہ کہ مردونکو۔ وے بیبیاں بلا خدا کی مرضی بہشت میں کیونکر ٹھیر سکتی ہیں؟ اگر یہ بات ایسی ہی ہے تو خدا بھی عورتوں میں غلطان ہے۔

مدقق (۹) سوامی جی! جس کلام کو آدمی نہ سمجھے اُس پر اعتراض کرنے سے ندامت ہوتی ہے۔ آپ خود ہی دیباچہ میں غیر مذہب پر غور و فکر کرنا ضروری کہ آئے ہیں کیا اوروں کیلئے ہے آپکے لئے نہیں؟ ہم نے تو جتنے اعتراضات آپکے دیکھے ہیں اُنسے یہی ثابت

[1] یہ لفظ معلوم نہیں محقق نے کہاں سے کہا۔ اردو والے ہر جگہ یہ بولتے ہیں۔ [2] اردو والے انسان عورت اور

Marfat.com

ہوتا ہے کہ آپ اس اصول سے مستثنےٰ ہیں۔ بہشت میں سب کچھ آرام اور ہر طرح کے عیش و عشرت (مگر مہذبانہ) کے سامان خدا کی طرف سے ہونگے۔ آپ اسکو دنیا کی سی سمجھتے ہیں کیا آپنے بابا نانک جی کا قول بھی نہیں سُنا "نانک دُکھیا سب سنسار" پھر آپ دُنیا کو بہشت کی طرح سمجھیں تو کس کا قصور ہے؟ سوامی جی! دنیا میں کوئی شخص بھی کسی حالت میں ہمہ وجوہ عافیت میں نہیں ہو سکتا کوئی نہ کوئی رنج اس کو دامنگیر رہتا ہے مال سے ہو یا اولاد سے۔ دوستوں سے ہو یا دشمنوں سے جسمانی ہو یا روحانی مگر جنت میں سب طرح سے امن ہوگا سنو! لَا یَمَسُّھُمْ فِیْھَا نَصَبٌ وَّمَا ھُمْ مِنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ (نہ جنت والوں کو کوئی تکلیف ہوگی اور نہ اُس سے باہر کیے جائینگے) اُن بیچاریوں کی فکر تو جب کرتے کہ قرآن کی کسی آیت سے دکھاتے کہ وہ ابھی سے پیدا بھی ہو چکی ہیں اور خاوندوں کی چاہت میں بیتاب ہیں۔ محقق جی! جھوٹ بولنا ہر ایک مذہب میں بُرا ہے۔ مردوں سے عورتوں کی کم قدر آپنے کونسی آیت سے سمجھی ہے۔ اسی برتے پر آپ سوامی بنے ہیں کہ آپکو اتنی بھی خبر نہیں کہ قرآن میں صیغہ مذکر وارد ہے یعنی خالدون جس کے معنی ہیں۔ نیک مرد ہمیشہ جنت میں رہنے والے ہونگے۔ آپکو کسی نے "والے" کا لفظ "والی" کہکے سنایا تو آپکے کان میں والی (بالی) پڑ گئی پس آپ کا سارا تار و پود ٹوٹ گیا۔ قرآن کے محاورہ میں عورتیں مردوں کے حکم کی تابع ہوتی ہیں۔ یعنی جو حکم یا انعام مردوں کو ہوتا ہے۔ وہ عورتوں کو بھی ہوتا ہے سوا اس کے جو مخصوص کیا جائے۔

(۱۰) آدم کو سارے نام سکھائے۔ پھر فرشتوں کے سامنے کہکے کہا جو تم سچے ہو مجھے اُنکے نام بتلاؤ کہا اے آدم بتا دے انکو نام اُنکے پس جب بتا دیئے اُنکے نام تو خدا نے فرشتوں سے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تحقیق میں زمین اور آسمان کی چھپی چیزیں اور ظاہر اور چھپے اعمالوں کو جانتا ہوں (آیت ۳۲-۳۴)

محقق بھلا اس طرح پر فرشتوں کو دھوکا دیکر اپنی بڑائی کرنا خدا کا کام ہو سکتا ہے؟ یہ تو ایک دھبہ کی بات ہے۔ اسکو کوئی عالم مان نہیں سکتا اور نہ ایسی لاف زنی کر سکتا ہے کیا ایسی باتوں سے خدا اپنی کرامات جمانا چاہتا ہے؟ ہاں جنگلی لوگوں میں کوئی کیسا ہی پاکھنڈ پھیلا لیوے چل سکتا ہے شائستہ آدمیوں میں نہیں۔

Marfat.com

مدقق محقق جی کو اصل مطلب سے تو مطلب ہی نہیں۔ مگر اپنے ناظرین کو اس آیت کا مطلب تبلاتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا نے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے اور دنیا میں خلیفہ بنانے کی (فرشتوں کو اطلاع دی)۔ فرشتوں نے اپنی خواہش مخفی رکھکر عرض معروض کئے جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم شرف خلافت کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ہم تیری عبادت میں لگے رہتے ہیں اور دل میں یہ بات بھی رکھی کہ ہم کو سب چیزوں کا علم بھی ہے جو خلافت کا مستلزم ہے چونکہ یہ دعوی عمدانی اُنکا غلط تھا۔ اس لئے خدا نے انکی تغلیط رائے کیلئے آدم کو سب چیزوں کے نام اور ماہیت تبلائی (جس طرح اگنی۔ وایو۔ انگرہ تبلائے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش سملاس ۱، نمبر ۵۷) پھر فرشتوں سے ان کے دعوی کی تصدیق کرانے کو ان سب چیزوں کے نام پوچھے وہ نہ تبلا سکے۔ آخر اپنے قصور علم کے قائل ہوئے مضمون صاف ہے مگر محقق جی نہ سمجھیں تو قصور کس کا؟ افسوس سوامی جی ہر بار اپنا اصول بھول جاتے ہیں۔

جو مذہب دوسرے مذہب کو جس کو ہزاروں کروڑوں ملتے ہوں جھوٹا تبلاوے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑھکر جھوٹا اور کون مذہب ہو سکتا ہے (فقرہ ۳۰ سملاس ۱۱)

(۱۱) جب ہم نے فرشتوں سے کہا سجدہ کرو آدم کو۔ پس سب نے سجدہ کیا پر شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا کیونکہ وہ بھی ایک کافر تھا (آیت ۳۶)

محقق اس سے ثابت ہوا کہ خدا سمہ دان نہیں یعنی ماضی۔ حال۔ استقبال کی باتیں پورے طور پر نہیں جانتا تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا، اور خدا میں کچھ جلال بھی نہیں ہے کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اُس کا کچھ بھی نہ کر سکا اور دیکھئے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیے۔ مسلمانوں کے خیال میں جہاں کروڑوں کافر ہیں وہاں مسلمانوں کے خدا اور مسلمانوں کی کچھ پیش چل سکتی ہے؟ کبھی کبھی خدا بھی کسی کی بیماری بڑھا دیتا اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے۔ خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہونگی اور شیطان نے خدا سے کیونکہ سوا خدا کے شیطان کا استاد اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

مدقق بھولے پنڈت جی! اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کو علم نہیں اگر شیطان کے پیدا کرنے سے خدا بے علم ثابت ہوتا ہے تو پرمیشور نے جینیوں کو کیوں

Marfat.com

پیدا کیا؟ جو بقول آپکے بُت پرستی کے بانی مبانی ہوئے جن کی بابت ستیارتھ پرکاش میں آپ لکھتے ہیں:-

مورتی پوجا کا جتنا جھگڑا چلا ہے وہ سب جینیوں کے گھر سے نکلا ہے اور پاکھنڈوں کی جڑ یہی جین مذہب ہے" (صفحہ ۵۸۴ سلاس ۱۲ نمبر ۱۱۹)

اور سنیئے! خدا نے سلطان محمود غازی کو کیوں پیدا کیا جس نے آریہ ورت کی کایا پلٹ دی؟ اور بتلایئے ایشور نے پرانوں کے مصنفوں کو کیوں اپتن (پیدا) کیا جنہوں نے (بقول آپکے) تمام پران گپوں سے بھر کر آریہ ورت کو گمراہ کر دیا؟ اور سنیئے! خدا نے مسلمان کیوں بنائے کہ وید کے دھرم کا تمام تار پود ہی ٹوٹ گیا. جب آپ ان سوالوں کا جواب دینگے تو ہم بھی بتلا دینگے کہ شیطان کو کیوں پیدا کیا؟

اصل یہ ہے کہ شیطان کسی کی گمراہی کیلئے علت تامہ نہیں بلکہ وہ صرف ایک مشیر بد کیطرح بُرے خیالات کا سوجھانیوالا ہے چنانچہ اُس کا یہ بیان مصدقہ قرآن مجید میں مذکور ہے غور سے سنو!

مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ

(یعنی میرا تم پر زور نہ تھا میں نے صرف تم کو بلایا تھا تم نے قبول کر لیا)

جیسے دنیا میں اور بدصحبتیں ہوتی ہیں ایسی شیطان کی بھی ایک بدصحبت ہے اس سے زائد نہیں اس بدصحبت کے دفعیہ کیلئے خداوند تعالیٰ نے کئی ایک علاج بتلائے ہیں. بڑا مضبوط علاج جو واقعی مؤثر ہے. ذکر الٰہی ہے چنانچہ قرآن شریف میں اس کا بھی ذکر ہے إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ یعنی خدا کے نیک بندوں پر شیطان کا کوئی داؤ نہیں چل سکتا جو لوگ خدا تعالیٰ کے ذکر شغل میں وقت گذارتے ہیں اور فضولیات سے پرہیز کرتے ہیں شیطان اُنکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا. ہاں جو لوگ بیہودہ گوئی اور بدصحبتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں انہی پر شیطان بھی غلبہ پاتا ہے (ستیارتھ صفحہ ۵۸۱ باب ۱۲ نمبر ۲۷ کو غور سے پڑھیں)

پس شیطان کی مثال بالکل زہر کی ہی سمجھو جیسا خدا نے زہر پیدا کر کے اُس کا علاج بھی بتا دیا ہے ایسا ہی شیطان پیدا کر کے اس کا اثر بتلا کر علاج (توبہ رجوع الی اللہ اور اتباع انبیاء)

Marfat.com

بتلادیا مفصل بحث شیطان کی تفسیر ثنائی جلد اول حاشیہ ختم اللہ میں ملاحظہ ہو۔

ہاں! یاد آیا کہ دنیا میں اس وقت کروڑوں مسلمان۔ کروڑوں عیسائی۔ بدھ۔ یہودی غیر قومیں ایشور کے گیان (وید) کو نہیں مانتے۔ بلکہ اُس کو بُت پرستی کا مخزن جانتے ہیں تو پرمیشور کیا عاجز ہے کہ اُن کو سیدھا نہیں کرسکتا۔ کیا اُس کے جلال میں فرق تو نہیں آیا؟ ہرگز نہیں اس لئے کہ اَن گنت بھی تو ہیں آخر کس کس سے لگاڑے اور کس کس کو پکڑے؟ (چیٹرز)

سوامی جی! جیو آتما (روح) فاعل مختار ہے (دیکھو ستیارتھ سملاس ۸ ۴) مذہبی امور میں خدا نے آزادی دی ہوئی ہے جس کا جی چاہے تابعدار ہو جو چاہے نہ ہو **سنو!** قرآن شریف بتلاتا ہے فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر بنے) پس ایک شیطان کیا عموماً دنیا کے تمام کافر اس وقت خدا کی پاک کتاب پر منہ چڑھاتے ہیں مگر وہ سب کو امن وعافیت دیتا ہے۔ لیکن بجرے کی ماں کب تک خیر منائیگی خدا کے گمراہ کرنے اور باقی شیطانی باتوں کے جوابات نمبر ۶ میں دیکھو۔

(۱۲) اور کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری جورو بہشت میں رہ کر کھاؤ تم بافراغت جہاں چاہو اور مت نزدیک جاؤ اُس درخت کے کہ گنہگار ہو جاؤ گے۔ شیطان نے اُنکو گمراہ کیا اور اُن کو بہشت کے عیش سے کھو دیا۔ تب ہم نے کہا کہ اُترو بعضے تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور تمہارا ٹھکانا زمین پر ہے اور ایک وقت تک فائدہ ہے پس سیکھ لیں آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں پس وہ زمین پر آگیا (آیت ۳۷-۳۸-۳۹)

محقق دیکھئے خدا کی کم علمی ابھی تو بہشت میں رہنے کی دعا دی اور ابھی کہا کہ نکلو۔ اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا ہوتا تو دعا ہی کیوں دیتا؟ اور معلوم ہوتا ہے کہ بھکانیوالے شیطان کو سزا دینے سے خدا قاصر بھی ہے۔ وہ درخت کس کیلئے پیدا کیا تھا؟ کیا اپنے لئے یا دوسرے کیلئے اگر دوسروں کے لئے تو کیوں آدم کو روکا؟ اس لئے ایسی باتیں خدا کی اور نہ اُسکی بنائی ہوئی کتاب کی ہو سکتی ہیں۔

آدم صاحب خدا سے کتنی باتیں سیکھ کر آئے تھے؟ اور جب زمین پر آدم صاحب آئے وطن سے آئے؟ کیا وہ بہشت پہاڑ پر ہے یا آسمان پر؟ اُس سے کیونکر اُترآئے

Marfat.com

کیا پرند کی مانند اُڑ کر یا پتھر کی مانند گر کر؟

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب آدم صاحب خاک سے بنائے گئے تو اُن کے بہشت میں بھی خاک ہوگی اور جتنے وہاں فرشتے وغیرہ ہیں وہ بھی خاک ہی ہونگے کیونکہ خاک کے جسم بغیر اعضا نہیں بن سکتے اور خاکی جسم ہونے کی وجہ سے مرنا بھی ضرور لازم آئیگا اگر وہاں موت ہوتی ہے تو وہاں سے بعد موت کہاں جاتے ہیں؟ اور اگر موت نہیں ہوتی تو اُنکی پیدائش بھی نہیں ہونی چاہیئے جب پیدائش ہے تو موت بھی ضرور ہے ایسی صورت میں قرآن کا یہ لکھنا کہ بی بیاں ہمیشہ بہشت میں رہتی ہیں جھوٹا ہو جائیگا کیونکہ انہیں مرنا بھی ہوگا۔ جب یہ حالت ہے تو بہشت میں جانے والوں کی بھی موت ضرور ہوگی۔

مدقق ۱۲ سوامی جی! دیکھئے آپکی بے علمی کا اجازت کو آپ دعا سمجھے بیٹھے ہیں۔ اے صاحب! اُسْکُنْ صیغہ امر مخاطب کا ہے جس کے معنے ہیں "رہو جنت میں" پھر ساتھ ہی فرما بھی دیا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم نافرمان ہو جاؤ گے۔ جس سے نتیجہ صریح نکلتا ہے کہ یہ امر اُسْکُنْ کا ویسا ہی ہے جیسے پرمیشور کی طرف سے آپکو حکم ہوتا ہے کہ میں نے تمکو کرم جونی (تل خانہ) انسانی قالب دیا ہے اس میں رہنا اور بدکاریاں اور بداخلاقیاں نہ کرنا ورنہ تم بندر اور سؤر بنائے جاؤ گے چنانچہ بہت سے آریونکو وہ دن دیکھنا نصیب ہوتا ہے کہیئے پرمیشور کو گیان نہیں؟ بہشت بیشک کسی مرتفع مکان پر ہوگا شاید وہاں ہی ہو جہاں پر جیو آتما (بقول آپکے) مکتی (نجات) کے بعد رہتا ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر ۹ تعجب ہے آپ پوچھتے ہیں کہ آدم کو کتنی باتیں سکھائیں سوامی جی! سب باتیں جن کی بنی آدم کو ضرورت ہے سکھائیں۔ قرآن میں کُلَّھَا کا لفظ دیکھئے محقق جی کے ٹیڑھے سوال دیکھئے کہ آدم زمین پر کس طرح خدا کی حفاظت میں آئے۔ جس طرح غبارہ باز اُتر آتے ہیں۔ اسی طرح بھی اُترنا ممکن ہے حاکم کسی مجرم کو سزا دینے میں تب قاصر ہوا کرتا ہے کہ اُسکی سزا کا وقت آچکا ہو اور پکڑ نہ سکے اور اگر وقت نہیں پہنچا تو قبل از وقت قاصر کہنا آپکے فہم قاصر کا قصور ہے ورنہ بتلایئے سلطان محمود غزنوی مرحوم اور محمد غوری مغفور کو اتنی مدت عمر میں جس میں انہوں نے ہندوستان کی کایا پلٹ دی پرمیشور نے

Marfat.com

کیوں سزا نہ دی؟ بیشک جو خاکی چیز ہے وہ محل موت ہو سکتی ہے لیکن اگر خدا کی طرف سے بدل مایتحلل[1] پہنچتا رہے اور خدا اُسکی موت کو نہ چاہے تو کچھ ضرور نہیں کہ دہنیگا دہنیگی مر ہی جائے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض آدمی ایک روز بلکہ ایک سانس کی زندگی لیکر چلدیتے ہیں اور بعض سو برس سے متجاوز ہو جاتے ہیں تو یہ تفاوت ہمیں متنبہ کرتا ہے کہ ان کی تاریخ موت پرمیشور کے ہاتھ میں ہے پس اسی طرح بہشتیوں کی تاریخ موت خدا نے بے انتہا زمانہ پر ڈالدی ہو۔ یا بالکل موت کو اُن سے اُٹھا ہی دیا ہو تو کیا خرابی ہے۔

(۱۳) اُس دن سے ڈرو کہ جب کوئی روح کسی روح پر بھروسہ نہ رکھیگی نہ اُس کی سفارش قبول کیجا ویگی نہ اُس سے بدلہ لیا جائیگا اور نہ وَے مدد پاویگے (آیت ۴۸)

محقق کیا موجودہ دنوں میں نہ ڈریں؟ بُرائی کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے جب سفارش نہ مانی جاوے گی تو پھر یہ بات کہ پیغمبر کی شہادت یا سفارش سے خدا بہشت دیگا۔ کیونکر سچ ہو سکیگی؟ کیا خدا بہشت والوں ہی کا مددگار ہے دوزخ والوں کا نہیں؟ اگر ایسا ہے تو خدا طرفدار ہے۔

مدقق سوامی جی! بے ادبی معاف ؎ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست "کسی دن سے ڈرنا" اور "کسی دن میں ڈرنا" ان دونوں عبارتوں میں فرق ہے آپ کو کون کہتا ہے کہ اُس دن سے موجودہ دنوں میں نہ ڈریں۔ خدا آپکو نصیب کرے۔ کیونکہ بُرائی کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔

پنڈت جی "سے" کا لفظ جزا پر آیا ہے چنانچہ آپ نے بھی بُرائی کرنے سے لکھا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے نزدیک کامل جزا و سزا اُس دن میں ہو گی۔ اس لئے کہا گیا کہ اس دن سے ڈرو جس کے صاف معنے ہیں کہ بُرائی کرنے سے ڈرو سوامی جی! دیکھا ؎

میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اسی لئے ہم بار بار عرض کرتے ہیں کہ قرآن کو بھی کسی عربی پاٹھ شالا میں رہکر پڑھ لیتے تو تصویر کا رُخ اور ہوتا۔ سفارش بغیر اذن خداوندی چونکہ نہیں ہو گی۔ یعنی کسی نبی یا ولی کا ذاتی

[1] روزمرہ غذا جو کھائی جاتی ہے یہ غذا انسان کے اعضا میں مکر عوض بنتی ہے اس کو بدل مایتحلل کہتے ہیں۔

Marfat.com

حق یا لحاظ نہیں ہوگا کہ مجرم کی سفارش کرے۔ جبتک خدا اُسکو اجازت خاص عرض معروض کی نہ دے۔ اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی یعنی کوئی سفارشی سفارش ہی نہیں کریگا اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا۔ خوب کہی

"دوزخ والوں کا حامی نہیں تو طرفدار ہے"

سوامی جی کو اوروں کی تو کیا یاد ہوتی۔ ایسے بھولے ہیں کہ اپنی بھی بھول جاتے ہیں سینئے میری اشیرباد (دعا) اُنہیں لوگوں کیلئے ہے جو نیک اعمال اور نیکوخصال ہیں نہ اُن کے لئے جو رعیت کے لوگوں پر ظلم وستم کرنے والے ہیں میں بدکردار ظالموں کو کبھی اشیرباد نہیں دیتا (رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳ ورگ ۱۸)

سماجیو! بتلاؤ پرمیشور طرفدار ہے یا نہیں؟ ؎

ہاتھ لا اوستاد کیوں کیسی کہی

۱۴۔ ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزے دیئے ہم نے اُن کو کہا تم ذلیل بندر ہو جاؤ یہ ایک ڈر دکھلایا جو اُنکے سامنے اور پیچھے تھے اُن کو اور ہدائت ایماندارون کو (آیت ۵۴-۶۶)

محقق اگر موسےٰ کو کتاب دی تھی تو قرآن کا ہونا فضول ہے یہ بات جو بائیبل اور قرآن میں لکھی ہے کہ اُس کو معجزے کرنے کی طاقت دی تھی۔ قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا تھا تو اب بھی ہوتا۔ اگر اب نہیں ہوتا تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا جیسے خودغرض لوگ آجکل بھی جاہلوں کے درمیان عالم بنجاتے ہیں۔ ایسے ہی اس زمانہ میں بھی فریب کیا ہوگا۔ کیونکہ خدا اور اس کی پرستش کرنے والے اب بھی موجود ہیں تو بھی اس وقت خدا معجزے کرنے کی طاقت کیوں نہیں دیتا؟ اور نہ وہ معجزے کر سکتے ہیں۔ اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی تو دوبارہ قرآن کے دینے کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ اگر بھلائی بُرائی کرنے کا اپدیش سب جگہ یکساں ہے تو دوبارہ مختلف کتابوں کے بنانے سے پیسے ہوٹے کے پیسنے کی مثال عائد ہوتی ہے کیا خدا اس کتاب میں جو کہ موسیٰ کو دی تھی کچھ بھول گیا تھا اگر خدا نے ذلیل بندر ہو جانا محض ڈرانے کیلئے کہا تو اس کا کہنا جھوٹا ہوا یا اُس نے دھوکا

؎ اگر جس کو اجازت بخشے کہ درست بات کہے (کہ مشرک کی سفارش نہ کرے)

Marfat.com

دیا جو ایسی باتیں کرتا ہے وہ خدا نہیں اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔

مدقق ۱۴ معجزوں کی بابت خوب پرشن (سوال) کیا سوامی جی! بقول آپ کے ابتداء دنیا میں اگر آدمی جوان جوان پیدا ہوئے تھے (ستیارتھ پرکاش صلاس ۵) تو اب کیوں جوان جوان پیدا نہیں ہوتے اگر کہو کہ وہ بچے ہوتے تو انکی پرورش کیلئے دوسرے انسان درکار ہوتے (حوالہ مذکور جس سے آپکا مطلب ہے کہ اب جوان جوان پیدا ہونے کی ضرورت نہیں تو ٹھیک اسی طرح چونکہ پیغمبر کوئی نہیں اس لئے معجزہ نمائی کی بھی حاجت نہیں۔ آپنے یہ سوال تو کیا کہ معجزہ نمائی کی اب طاقت کیوں نہیں مگر یہ نہ سوچا کہ پہلے جو طاقت تھی وہ کن کو تھی؟ آج پنڈت جی ہوتے تو ہم اُن سے پوچھتے کہ بتلائیے آپکی زندگی میں تو آریہ سماج کو ویدوں کی تفسیر لکھنے کی طاقت تھی اب کیوں نہیں۔ کیوں آپ ہی کی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں کیوں آپکے پونے دو ویدوں کی ٹیکہ (تفسیر) کو پورے دو بھی نہیں کر دکھاتے۔ لالہ صاحب! ؎

کلاہ و خسروی و تاج شاہی بہر کل کے رسد حاشا و کلا

مزید تفصیل تفسیر ثنائی جلد ثالث میں ملاحظہ ہو۔ بائیبل کے ہوتے قرآن کی ضرورت کے متعلق ہم پہلے فقرہ نمبرہ میں لکھ آئے ہیں اور سنیئے! آپ ہی کے لفظوں میں سناتے ہیں۔

ایشور کا علم غیر متناہی ہے یا نہیں؟ ہے تو پھر کس کام کے لئے؟ اگر کہو کہ اپنے ہی لئے ہے تو کیا ایشور اوپکار (دوسروں کی بھلائی) نہیں کرتا۔ تم یہ کہو گے کہ کرتا ہے پھر اس سے کیا؟ اس سے یہ کہ علم اپنے لئے ہوتا ہے اور دوسروں کیلئے بھی۔ کیونکہ اسکو یہی دو مقصد ہیں اگر ایشور اپدیش (الہام) نہ کرتا تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا اس لئے ایشور نے اپنے علم (یعنی قرآن ۱۲) کے اپدیش سے اس دوسرے مطلب کو پورا کیا ہے پرمیشور بڑا رحیم ہے اگر ایسا نہ کرتا تو ہمیشہ جہالت کا سلسلہ قائم رہتا اور انسان دھرم ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات کے حصول سے محروم رہکر پرم آنند (راحت اعلیٰ) نہ پا سکتا۔ (رگ وید آدی بھاشہ بھومکا صفحہ ۸)

Marfat.com

بتلایئے! اگر قرآن نہ آتا تو عرب جیسے خونخوار وحشی اور شرک آلود ملک کو کون ہدایت کرتا۔ دید دانو) کو تو وہ راستہ بھی معلوم نہ تھا نہ وہ غیروں کو ہدایت کرکے اپنے میں ملاتے تھے نہ دید میں یہ کشش تھی کہ غیر کو کھینچ لاتا جس کا بدیہی ثبوت ہے کہ بقول آپکے دو ارب سال دید بنے کو ہو گئے آجتک کہیں کسی ملک میں بجز ہند کے کوئی بھی اس کا نام لیوا نہیں کوئی اتنا بھی تو نہیں جانتا ؎

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

توریت انجیل والوں کا حال یہ تھا کہ بجائے توحید کے تثلیث میں آجتک باوجود دعوے تہذیب اور "یہ" اور "وہ" سرشار ہیں سنیئے قرآن اپنے بیان میں قاصر نہیں ہے وہ اپنی وجہ آپ بتلاتا ہے وید کی طرح "مریاں ہمے پرانند" کا محتاج نہیں۔ خدا عربوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ

عربی میں قرآن اس لئے اتارا ہے تاکہ تم نہ کہنے لگو کہ ہم سے پہلے لوگوں پر کتاب اتری تھی اور ہم اُن کی تعلیم سے بے خبر تھے۔

بیشک واقعی اُن کو بندر بنایا تھا جھوٹ کیوں ہوتا۔ مگر ایسے نہیں کہ آپکو تناسخ کی سوجھے بلکہ اُن کے اسی جسم کو جس میں وہ تھے بندر بنا دیا تھا نہ کہ حسب معمول ماں کے رحم میں جاکر جیسے دیدک مت والے بنتے ہیں اور کہتے ہیں مفصل رسالہ بحث تناسخ میں دیکھو۔

۱۵۔ اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے تاکہ تم سمجھو (آیت)

محقق اگر مردوں کو خدا زندہ کرتا تھا تو اب کیوں نہیں کرتا؟ کیا وہ قیامت کی رات تک قبروں میں پڑے رہیں گے؟ کیا آجکل دورہ سپرد ہیں؟ کیا اتنی ہی خدا کی نشانیاں ہیں۔ کیا زمین سورج چاند وغیرہ نشانیاں نہیں ہیں؟ کیا کائنات میں جو گوناگون مخلوقات سامنے نظر آتی ہے۔ یہ کوئی کم نشانیاں ہیں؟

مدقق ۱۵ اس آیت کا ترجمہ جو آپنے لکھا ہے غلط ہے۔ اصل ترجمہ یہ ہے کہ "اسی طرح خدا مردوں کو زندہ کر دیگا" چنانچہ شاہ عبد القادر صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے "اسی طرح خدا جلا دیگا مُردے" پس آپکا سوال سرے سے غلط ہو گیا۔ جو بناء فاسد

Marfat.com

علی الفاسد تھا۔ آجکل دوسرے سپرد نہیں بلکہ جزاء و سزا بھگت رہے ہیں آپ نے قرآن پڑھا ہوتا تو آپ کو معلوم ہوتا سنیئے!

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ فرعون اور اُس کے اتباع کے حق میں فرمایا اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا (صبح و شام فرعونیوں کو آگ پر پیش کیا جاتا ہے) قیامت میں ایسے ہی جسموں کے ساتھ اُٹھینگے۔ جیسے جسموں کے ساتھ وہ دنیا میں جیتے تھے۔ ورنہ جزا سزا تو مرتے ہی شروع ہو جاتی ہے۔

بیشک کل کائنات خدا کی قدرت کے نشان ہیں۔ دیکھئے خدا فرماتا ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ لیکن سوامی جی! آیت موصوفہ میں کس کس نشانی کا نام لیا ہے اور کس کس کی نفی کی ہے جو آپ یہ اعتراض کرنے بیٹھے ہیں۔

۱۶- وے ہمیشہ کیلئے بہشت میں رہنے والے ہیں (آیت ۷۵)

مستحق چونکہ جیو (روح) غیر متناہی گناہ و ثواب کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے ہمیشہ کے لئے بہشت یا دوزخ میں نہیں رہ سکتے اور اگر خدا ایسا کرے تو وہ بے منصف اور لاعلم ٹھیرے۔ اگر قیامت کی رات انصاف ہوگا تو انسانوں کے گناہ و ثواب مساوی ہونے چاہئیں۔ اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو اُن کا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور مسلمان لوگ دنیا کی پیدائش سات آٹھ ہزار برس سے بھی کم بتلاتے ہیں۔ کیا اس سے پیشتر خدا نکما بیٹھ رہا تھا؟ اور کیا قیامت کے پیچھے بھی نکما رہیگا۔ یہ باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند ہیں کیونکہ پرمیشور کے کام ہمیشہ قائم رہتے ہیں اور جس قدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں اُسکے مطابق ہی اسکو وہ نمود دیتا ہے لہٰذا قرآن کی یہ بات سچی نہیں ہے۔

مستحق (۱۶) سوامی جی کو اگر عدالت مل جاتی تو شاید چور کو اتنی ہی مدت قید کرتے جتنی اُس نے چوری کرنے میں خرچ کی ہوتی۔ پنڈت جی اگر اعمال کے وقت جتنی جزا سزا ہے تو کرشن جی گیتا میں کیوں کہتے ہیں کہ روح نیک اعمال کر کے تناسخ کے چکر سے چھوٹ جاتی ہے

---

۱۵ ایک نیک آدمی مشرکوں کو سمجھاتا تھا۔ اُنہوں نے اسکو مار دیا۔ خدا فرماتا ہے اُسے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا اُس نے داخل ہو کر کہا کہ کاش میری قوم کے لوگ جانیں کہ کس طرح خدا نے مجھے بخشا اور میری عزت کی ۱۲ یقین کرنیوالوں کیلئے کل زمین میں خدا کی نشانیاں ہیں بلکہ خود تمہارے اندر بھی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟

Marfat.com

گو آپ اس کو کسی خاص وجہ سے نہ مانتے ہوں لیکن کرشن جی کا پرمان آپکے گمان سے کہیں بڑھکر ہے آپ کسی دلیل سے بتلاویں کہ اعمال کے وقت سے مساوی جزا سزا کا ہونا ضروری ہے حالانکہ قانون شاہی میں ہم ایسے جرم بھی دیکھتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت میں کئے جاتے ہیں۔ اور عمر بھر قید اُن کی سزا ہے چنانچہ آپ بھی بحوالہ منوجی (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۱ سملاس چھٹا نمبر ۴۲) پر لکھتے ہیں کہ "سرکاری ملازم کو رشوت لینے پر ضبطی جائداد اور تمام عمر کیلئے جلاوطن اور جھوٹی گواہی دینے پر زبان کاٹ ڈالی جائے اور بعد مرگ راحت سے بے نصیب"

فرمائیے! مدت کے مساوی سزا ملی یا زیادہ۔ سچ پوچھو تو اپنی من گھڑت باتوں کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آدمی کو بجز ندامت کے کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ ہاں یہ خوب دلیل ہے جو پنڈت جی نے نقرہ نمبر ۱۰۴ میں دی ہے:-

اگر میٹھا ہی روز کھایا جاوے تو تھوڑے ہی دنوں میں زہر کی مانند معلوم ہونے لگتا ہے: سملاس (۱۴) نمبر (۱۰۴)

بھلا سوامی جی! آپنے میٹھے کی مثال دی تو نمکین کی کیوں نہ دی۔ اگر کوئی مدت مدید تک میٹھا کر میٹھے سے گھبرا آتا ہے تو اس لئے کہ میٹھا اس کے مرغوب خاطر اسقدر نہیں ہوتا جسقدر نمکین ہوتا ہے۔ پس وہ میٹھے سے نہیں بلکہ غیر مرغوب چیز سے نفرت کر جاتا ہے کیا ہی سمجھ کا پھیر ہے۔ بھلا اگر کوئی شخص دنیا میں بہت مدت تک عیش و آرام میں رہے تو کسی وقت اس کا جی چاہتا ہوگا کہ میں قید خانہ میں بھی کچھ مدت گزاروں؟

سماجیو! نیم دھرم سے کہنا۔ آٹھ ہزار سال دنیا کی عمر آپ نے کہیں قرآن کے اکتیسویں پارہ میں تو نہیں دیکھی؟ کسی آیت یا حدیث میں یہ مضمون نہیں ملتا بلکہ محض آپکا یا آپ جیسوں کا خیال ہے۔

ہاں خوب کہی کہ اس سے پیشتر خدا نکما بیٹھا تھا پنڈت جی! لیجئے ہم آپکو بتلاتے ہیں یہ تو آپکی معمولی بات ہے کہ مسلمان دنیا کی عمر آٹھ ہزار سال سے مانتے ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ مسلمان بڑے پاپی ہیں کہ ماسوی اللہ کل کائنات کو حادث (نویں) ضرور جانتے ہیں کیونکہ کل کائنات مرکب ہیں اور مرکب کبھی قدیم (انادی) نہیں ہو سکتا۔ اس تقریر کی فصاحت

Marfat.com

کیلئے آپ ہی کے کلام کو پیش کرنا مناسب ہے۔ آپ خود ناستکوں (دہریوں) کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"بغیر فاعل کے کوئی بھی حرکت یا حرکت سے پیدا ہونیوالی شے نہیں بن سکتی جو زمین وغیرہ اشیاء ترکیب خاص سے ملکر بنی ہوئی نظر آتی ہیں وے ازلی کبھی نہیں ہوسکتیں"

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۷ سملاس (۸) نمبر (۲۸)

نیز صفحہ ۵۵۷ پر لکھتے ہیں

جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے وہ ازلی ابدی کبھی نہیں ہوسکتا" (ستیارتھ پرکاش باب ۱۲)

پس فرمائیے کہ دنیا کی عمر چاہے آپ کتنی ہی لگالیں اور کتنے ہی اس کے کلپ (بار بار پیدائش) کہیں۔ مگر اس سے تو آپ انکار نہیں کرسکتے کہ دنیا مرکب ہے اور جو مرکب ہے حادث (نویں) ہے نتیجہ صاف ہے کہ دنیا کے حدوث کی ابتدا ہے جس سے پہلے وہ نہ تھی۔ چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں۔

جو شے اتصال سے بنتی ہے وہ اتصال سے پیشتر نہیں ہوتی۔ اور انفصال کے اخیر پر بھی نہیں رہتی" (صفحہ ۲۸۸ مذکور سملاس (۸) نمبر (۲۸)

پس آپکے کلام سے بھی لازم آیا کہ خدا کسی وقت نکما بیٹھا ہوگا۔ ایسا ہی کسی وقت نکما بیٹھیگا۔ اگر آپ کہیں کہ موجودہ دنیا کی ابتدا و انتہا ہے۔ مگر اس کا سلسلہ ازلی ہے ایک دنیا کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری علی ہذا القیاس (ستیارتھ پرکاش باب ۸ نمبر ۳۴) تو یہ آپکے اصول مسلمہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ انادی پدارتھ (قدیمی اشیاء) آپنے صرف تین ہی گنی ہیں پرمیشور (خدا) جیو (روح) پرکرتی (مادہ عالم) ناقابل تقسیم اجزا (ستیارتھ باب ۸)

پس اگر ان چیزوں کے سوا دنیا کے سلسلہ کو بھی آپ نے قدیم اور ازلی مانا تو چار چیزیں کیوں ازلی نہیں مانتے ہو۔ جس سے دہریہ پن کی بنیاد پختہ ہو۔ یہ امر بالکل بدیہی ہے کہ اجزاء خارجیہ کو کل پر تقدم زمانی ہوتا ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ایک وقت ضرور ایسا ہوتا ہے کہ اجزاء ہوں۔ مگر کل جو ان سے بنا ہے نہ ہو چنانچہ آپ بھی مانتے ہیں کہ "جو شے اتصال سے بنتی ہے وہ اتصال سے پیشتر نہیں ہوتی" (حوالہ مذکور) پس اس اصول کے مانتے ہوئے بھی

Marfat.com

دنیا کے سلسلہ کو قدیم کہنا متنا قضین کا قائل ہونا ہے جو داناؤں سے بعید ہے پس نتیجہ صاف ہے کہ دنیا کا سلسلہ کسی خاص وقت سے چلا ہے جسکو خدا نے اسکے لئے مناسب سمجھا اس سے پہلے خدا بیکار رہو یا باکار ہم دونوں کے سوچنے سے باہر ہے ہمارا تو صرف اتنا ہی قول ہے کہ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ خدا نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے ؎

جب کچھ نہ تھا تب نراکار تھا خلقت کا پیدا کرنہار تھا

۱۷- اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا نہ ڈالو تم لہو اپنے آپس کے اور نہ نکال دو کسی آپس کے اپنے کو گھروں اپنے سے۔ پھر اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو۔ پھر تم وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو آپس اپنے کے اور نکال دیتے ہو۔ ایک فرقے کو آپس میں سے گھروں اُن کے سے

(آئت ۸۴-۸۵)

محقق بھلا اقرار کرنا اور کرانا محدود العقل آدمیوں کی بات ہے یا خدا کی؟ جب خدا ہمہ دان ہے تو ایسی بیہودہ باتیں دنیا داروں کی مانند کیوں کریگا؟ آپس میں لہو نہ بہانا اور اپنے ہم مذہبوں کو گھر سے نہ نکالنا اور دوسرے مذہب والونکا لہو بہانا اور گھر سے انہیں نکال دینا بھلا کونسی اچھی بات ہے؟ یہ تو بیوقوفی اور طرفداری سے بھری ہوئی فضول بات ہے۔ کیا خدا پہلے ہی سے نہیں جانتا تھا کہ یہ اقرار کے خلاف کرینگے؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا بھی عیسائیوں کی بہت سی صفات رکھتا ہے اور یہ قرآن دوسری کتاب کا محتاج ہے کیونکہ اسکی تھوڑی سی باتوں کو چھوڑ کر باقی سب بائیبل کی ہیں۔

مدقق ایسے لایعنی اعتراض اگر کوئی اور کرتا تو اسکی شکائت بھی ہوتی۔ پنڈت جی کی طبیعت میں تو ایسی باتیں بھری ہوئی تھیں اسلئے بحکم "العادۃ طبیعۃ ثانیۃ" کسی قدر معذور ہیں کیا عجیب منطق چھانی ہے کہ اقرار کرانا بھی محدود العقل آدمیوں کا کام ہے پنڈت جی! خدا کے اقرار لینے کے معنی حکم کے ہوتے ہیں اگر حکم دینا بھی محدود العقل آدمی کا کام ہے تو تمام وید بھگوان کی تفسیر لکھنے کی تکلیف کیوں گوارا کی تھی؟ آخر اس میں

Marfat.com

بھی حکم احکام ہیں باقی مرنے مارنیکا جواب فقرہ نمبر ۲ میں آچکا ہے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ "پہلے نہیں جانتا تھا کہ یہ اقرار کے خلاف کرینگے" کیا پرمیشور نہیں جانتا تھا کہ آریہ ورت کے آریوں نے میری مجوّزہ ہدائتوں پر تو عمل کرنا نہیں۔ جس کا بدلہ اُن کو دنیا ہی میں محمود غزنوی اور محمد غوری سے دیا جائیگا پھر کیوں ہتھیاروں کی صفائی اور لیس رکھنے کی ہدایت کرتا رہا (چیئرز) دیکھو نمبر ۲ ص ہاتھ لا اُستاد کیوں کیسی کہی؟

"سچ ہے بہت لوگ ایسے ضدی ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہیں ان کی عقل تاریکی میں پھنسکر زائل ہو جاتی ہے" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷)

۱۸۔ یہ وے لوگ ہیں کہ مول لیا زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے پس نہ ہلکا کیا جاویگا اُن سے عذاب اور نہ وے مدد کئے جاوینگے (آیت ۸۶)

محقق بھلا ایسی نفرت و حسد کی باتیں کبھی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہیں؟ جن لوگونکے گناہ ہلکے کئے جاوینگے یا جنکو مدد دیجاویگی۔ وے کون ہیں؟ اگر وے گنہگار ہیں اور گناہوں کے بلا سزا دیئے ہلکے کئے جاوینگے تو بے انصافی ہوگی جو سزا دیکر ہلکے کئے جائینگے تو جن کا بیان اس آیت میں ہے یہ بھی سزا پاکے ہلکے ہو سکتے ہیں اور سزا دیکر بھی ہلکے نہ کئے جاوینگے تو بے انصافی ہوگی۔ اگر گناہوں سے ہلکے کئے جانیوالوں سے مطلب پرہیزگاروں سے ہے تو اُن کے گناہ تو آپ ہی ہلکے ہیں خدا کریگا کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تحریر کسی عالم کی نہیں اور واقعی دھرماتماؤں کو سُکھ اور ادھرمیوں کو دُکھ اُنکے اعمالوں کے مطابق ہمیشہ دینا چاہیئے۔

محقق ۱۸ ؎ نہ محقق بود نہ دانشمند چار پایہ بر و کتابے چند

سوامی جی! اتنی نفرت کہ "میں بدکار ظالموں کو کبھی اشیرباد نہیں دیتا" (رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۲ ورگ ۱۸۔ منتر ۲) "اگر۔ مگر" میں آپ نے جتنا وقت کھویا کسی عربی پاٹھ شالا میں جاکر اس آیت کا مطلب پوچھ لیتے۔ کہ یہ لوگ کون ہیں تو اتنی تکلیف آپ کو نہ ہوتی نہ اسلام کی نسبت غلط فہمی پھیلانیکا آپ کو پاپ ہوتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو آپ بھی ستیارتھ پرکاش باب (۱۰) میں بحوالہ منوجی کہ آئے ہیں کہ۔

Marfat.com

جو شخص وید کی مذمت کرتا ہے وہی ناستک (ملحد) ہے"

بلکہ یہ وہی ہیں جن کی بابت وید میں کہا گیا ہے

"وہ پرمیشور کی ظل حمائت سے محروم رہکر ہمیشہ کی موت یعنی جینے مرنے کے چکر میں رہتے ہیں" (یجروید ادھیائے ۲۵ منتر ۱۳)

سنو اور غور سے سنو! اصل الفاظ قرآنی یہ ہیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ

(یہی لوگوں نے دین کے بدلے دنیا کو پسند کیا پس ان سے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ہی اُن کو کسی سے مدد پہنچیگی)

مہاجیو! اگر عربی سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہو تو ان الفاظ پر غور کرو۔ نہیں تو ترجمہ ہی دیکھ لو اور اپنے سوامی کے اعتراضوں کی داد دو۔

۱۹۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پیچھے ہم پیغمبر کو لائے اور دیے ہم نے عیسےٰ بیٹے مریم کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے ساتھ روح پاک کے۔ کیا پس آیا جب تمہارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے جی تمہارے تکبر کیا تم نے پس ایک فرقہ کو جھٹلایا تم نے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہو (آیت ۸۷)

محقق جب قرآن میں شہادت ہے کہ موسیٰ کو کتاب دی تو اُس کا ماننا مسلمانوں کے لئے لازم آیا اور جو جو اُس کتاب میں نقص ہیں وے بھی مسلمانوں کے مذہب میں آگئے اور معجزے کی باتیں سب فضول ہیں اور سادہ لوح آدمیوں کے بہکانے کے واسطے گھڑی گئی ہیں۔ کیونکہ قانون قدرت اور علم کے برخلاف تمام باتیں جھوٹی ہی ہوا کرتی ہیں۔ اگر اسوقت معجزے تھے تو اب کیوں نہیں ہوتے چونکہ اس وقت نہیں ہوتے اس لئے اسوقت بھی نہیں ہوتے تھے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔

مدقق ۱۹ بائیبل کے ماننے کے الزام کا جواب نمبر ۵ میں دے چکا ہوں پنڈت جی کی عادت ہے کہ سادہ لوحوں کے بہکانے کو نمبروں کی تعداد بڑھاتے

Marfat.com

ہیں۔ معجزوں کا جواب بھی نمبر ۱۴ میں ہو چکا ہے

(۲۰) اور اس سے پہلے کافروں پر فتح چاہتے تھے جو کچھ پہچانا تھا۔ جب اُس کے پاس وہ آیا جھٹ کافر ہو گئے۔ کافروں پر لعنت ہے اللہ کی (آیت ۸۹)

محقق جس طرح تم غیر مذہب والوں کو کافر کہتے ہو۔ اُسی طرح کیا وے تم کو کافر نہیں کہتے؟ اور وہ اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے تمہیں لعنت دیتے ہیں پھر کہو کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟ جب غور سے دیکھتے ہیں تو سب مذہب والوں میں جھوٹ پایا جاتا ہے اور جو سچ ہے وہ سب میں یکساں ہے۔ یہ سب جھگڑے جہالت کے ہیں۔

مدقق اس فقرہ میں تو سوامی جی نے فیصلہ ہی کر دیا جس کا مطلب ان لفظوں میں سمجھنے سے کوئی امر مانع نہیں کہ ستیارتھ پرکاش جس میں تمام مذاہب کا کھنڈن (رد) ہے بالکل جہالت سے بھری ہوئی ہے۔ ہم اگر یہ بات کہتے تو ہمارے سماجی دوست ہم سے ناراض ہوتے اور ہمیں متعصب اور کیا نہیں کیا القاب بخشتے مگر شکر ہے کہ مدعی کے اپنے بیان نے فیصلہ کر دیا ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں — زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہ کنعاں کو

باقی رہا غیر قوموں کا ہمیں کافر کہنا۔ ہم اس سے ناراض نہیں "کافر" کے معنی "منکر" کے ہیں۔ ہم خود کہتے ہیں۔

کافر معنی

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

ہم تمہارے دین کے منکر ہیں مذہبی امور میں ہماری تمہاری مخالفت ہمیشہ کیلئے ہے جب تک تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ (قرآن شریف)

ہاں سوامی جی! جس طرح آپ وید کے منکروں کو دہریہ اور ملحد کہتے ہیں اسیطرح عیسائی اور ہندو آپکو بوجہ انجیل اور پورانوں سے انکار کرنے کے بیدین سمجھتے ہونگے پھر کہئے! تم میں سے کون جھوٹا اور کون سچا ہے؟ یہاں تو سوامی جی بڑی صلح کی پالیسی چلے ہیں۔

لہ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۷

Marfat.com

اصل یہ ہے کہ پنڈت جی کے کئی رنگ ہیں۔ لیکن ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت را مے شناسم

(۲۱) خوشخبری ایمانداروں کو۔ اللہ فرشتوں پیغمبروں جبرائیل اور میکائیل کا جو دشمن ہے اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے (آیت ۹۸)

محقق جب مسلمان کہتے ہیں کہ خدا لاشریک ہے پھر یہ فوج کی فوج شریک کہاں سے کر دی؟ کیا جو اوروں کا دشمن ہے وہ خدا کا بھی دشمن ہے؟ اگر ایسا ہے تو ٹھیک نہیں کیونکہ خدا کسی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔

مدقق ۲۱ ترجمہ مرقومہ بالا کے دیکھنے والے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ دیانند جی کو غلط بیانی میں کہاں تک آنند (مزہ) آتا ہے۔ ترجمہ ایسا نقل کیا ہے جس کا سر ہے نہ پیر ہے کیوں نہ ہو سوامی کا پرمان کیا ہی سچ ہے "آگے پیچھے نہ دیکھنے والے جاہلوں کو علم کہاں" بھومکا صفحہ ۲۵

مگر خیر ہمیں تو اُن کے سوال کا جواب دینا ہے سماجی مترّ تو گلا پھاڑ پھاڑ کر پرمیشور اکیلا سرب شکتیمان کہتے ہیں۔ پھر کیا سبب ہے کہ وید بتلاتا ہے۔

پرماتما کے اس خزینہ قدرت کو جس کی دیوتا حفاظت کرتے ہیں کون جان سکتا ہے؟

(اتھروید کانڈ ۱۰ پرپھاٹک ۲۳۔ انوواک ۴ منتر ۲۳)

وید یہ بھی کہتا ہے۔

تینتیس دیوتا اُس پرماتما کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں۔ وہ اسکی قدرت کے جزوی مظہرات ہیں۔ جو لوگ اس برہم یعنی وید محیط کل ایشور کو پہچانتے ہیں۔ وہی اُن تینتیس دیوتاؤں کو جانتے اور اُن کو اسی ایک برہم کے سہارے قائم مانتے ہیں" (ایضاً منتر ۲۹)

جب پرمیشور ایک لاشریک ہے تو پنڈت جی یہ فوج (شریک) کہاں سے آگئی یہ ہے سوامی جی کی لیاقت علمی اتنا بھی نہیں جانتے کہ مخلوق خدا کا نام کے ساتھ محض ذکر آجانا شرک نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اسی حیثیت سے آئے جس حیثیت سے خدا کا نام آیا ہے تو شرک ہوتا ہے

Marfat.com

بھلا اگر کوئی کہے کہ خدا اُس پاپی کو نشٹ کرے جس نے دیانند جی کو زہر سے ہلاک کیا تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

ناظرین! پنڈت جی کے اسی فقرے پر آپ حیران نہ ہوں آگے بھی بہت سے مواقع[1] آپ سنینگے کہ سوامی جی شرک سے ایسے ہی بھاگتے ہیں جیسے گوشت خوری سے۔ چنانچہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو ملانا بھی شرک سمجھینگے۔ کیوں نہ ہو بیچارے سانپوں کے ڈسے ہوئے رسیوں سے ڈرتے ہیں۔ مدتوں کے شرک اور بُت پرستی میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کے اعتراضات سُن سُنکر اس راستہ پر آئے ہیں۔ اس لئے کسی قدر معذور بھی ہیں۔ مگر افسوس ؎

کس نیاموخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

ہاں یہ خوب کہی کہ "خدا کسی کا دشمن نہیں ہو سکتا" ہم پنڈت جی کے حافظہ کی کہاں تک شکایت کریں ایشور کا پرمان سنیئے! اور غور سے سنیئے!

"میں بدکار ظالموں کو کبھی اشیرباد (نیک دعا) نہیں دیتا" (رگ وید اشٹک ۱ ورگ ۱۸ منتر ۲)

بتلایئے! یہ کون لوگ ہیں۔ جن کو اشیرباد نہیں ملتی وہی ہیں جن کو قرآن میں عدو اللہ یا اِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکَافِرِیْنَ کہا گیا ہے۔ سوامی جی یہ سمجھے بیٹھے ہونگے کہ جس طرح ہم اپنے دشمن کو ہو سکے تو دم بھر جینے نہیں دیتے خدا بھی ایسا ہی کرتا ہوگا مگر ان کو معلوم نہیں ؎

ولیکن خداوند بالا و پست بہ عصیاں در رزق بر کس نہ بست

۲۲ اور کہو کہ معافی مانگتے ہیں ہم معاف کرینگے تمہارے گناہ اور زیادہ نیکی کرنے والوں کے (آیت ۵۹)

تحقیق بھلا یہ خدا کی ہدایت سب کو گنہگار بنانیوالی ہے یا نہیں کیونکہ جب گناہ معاف ہونیکا سہارا آدمی کو ملتا ہے۔ تب گناہوں سے کوئی بھی نہیں ڈریگا۔ اس واسطے ایسا کہنے والا خدا اور یہ خدا کی بنائی ہوئی کتاب نہیں

[1] فقرہ نمبر ۲ ۵ و فقرہ نمبر ۵ ۵ وغیرہ ۱۲ ۔ ایسا ہی مطبوعہ ہے ۱۲

Marfat.com

ہوسکتی۔ وہ عادل ہے بے انصافی کبھی نہیں کرتا اور گناہ معاف کرنے سے تو بے انصاف ہوجاتا ہے۔ مگر جیسا قصور ہو ویسی سزا دینے سے ہی عادل ہوسکتا ہے۔

مدقیق ۳۲ یہ مسئلہ سوامی جی کا قابل غور ہے۔ اس کو پنڈت جی نے کئی ایک موقعوں پر لکھا ہے جن سب کا مطلب یہی ہے کہ توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ہم حسب وعدہ پہلے وید منتر مسئلہ سوامی بیان کرکے اُس کا مدعا سماجیوں سے پوچھتے ہیں۔ منتر مذکور سے پہلے خود پنڈت جی بھومکا میں ایک تمہید لکھتے ہیں۔ وہ بھی قابل غور ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"اس ایشور کی ہدائیت کئے ہوئے دھرم کو ماننا ہر انسان پر یکساں فرض ہے اور چونکہ اسکی مدد کے بغیر سچے دھرم کا علم اور پابندی اور تکمیل کامیابی نہیں ہوسکتی اس لئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہیئے"

"اے اگنی (پرمیشور) عہد وصداقت کے مالک و محافظ میں سچے دھرم پر چلوں گا یعنی اس کی پابندی کروں گا۔ اے پرمیشور! مجھے سچے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنے کی طاقت ہو۔ آپ مجھکو ہمت دیجئے۔ کہ میرا یہ سچے دھرم کا عہد آپکی عنایت سے پورا ہو (عہد یہ ہے) میں آج سے سچے دھرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹے چلن اور ادھرم سے دوری اختیار کرتا ہوں" (یجروید ادھیائے ۱ منتر ۵)

اب سوال یہ ہے کہ اس عہد کے مطابق جسکو اسلامی محاورہ میں توبہ کہتے ہیں۔ اس عہد (توبہ) کرنیوالے کو کیا فائدہ۔ خدا کے سامنے تو ایسی عاجزی سے اظہار اخلاص کیا اور وہاں سے جواب ملا کہ تیرے پچھلے گناہ تو بدستور ہیں جن کی پاداش میں تو ایک دفعہ پاخانہ کا کرم یا جنگل کا بندر یا بن کا سؤر بنیگا۔ کیونکہ بغیر اس کے ہمارا عدل اور رحم بگڑتا ہے البتہ آئندہ کو اگر تو نے کچھ نیک کام کئے تو اُن کا تجھے عوض ملیگا۔ پھر بتلائیے ایسے ایشور سے تو معمولی بنئے دکاندار بھی کئی درجے اچھے ہیں یا نہیں؟ جن کے نوکر اگر اخلاص سے توبہ کریں اور آئندہ کو فرمانبرداری اور نیک چلنی کا عہد کریں تو وہ بھی ایک دو دفعہ اُن کو بخش ہی دیتے ہیں۔ مگر پرمیشور ایسا دیالو (مہربان) ہے کہ باوجودیکہ اُسے بندے کے دل کا حال بھی بخوبی معلوم ہے کہ وہ محض اخلاص سے میرے آگے گڑگڑاتا ہے۔ تاہم اُس کے حال پر رحم

Marfat.com

کرکے اُس کے قصور معاف نہیں کرتا۔ سچ پوچھو تو پرمیشور بھی سچا ہے۔ وہ (بقول آریہ سماج) اسی طرح توبہ پر گناہ معاف کرتا جائے تو اُس کے ملک اور حکومت میں خلل نہیں آتا ہے کیونکہ اُنہیں بدکاروں کو تو اُس نے حیوانی قالبوں میں ڈال ڈال کر دنیا کو آباد رکھنا ہے اگر یہی بیڑیں ہاتھ سے نکل گئیں تو وہ لائیگا کہاں سے؟ فَافْهَمْ (چیئرز)

تعجب تر تو یہ ہے کہ سوامی جی کے منہ سے بھی کبھی کبھی بلا اختیار سچی بات نکل جاتی ہے گو کسی پیرایہ میں نکلے۔ آپ خود ستیارتھ پرکاش باب نمبر ۱۳ میں مانتے ہیں کہ عدل اور رحم خداوندی آپس میں متضاد نہیں۔ پس ہم پنڈت جی کی تقریر کی تشریح کرنے کیلئے اُنہیں اور اُن کے چیلوں کو بتلاتے ہیں کہ عدل کے معنے ہیں وضع الشی فی محلہ (ہر ایک چیز کو اس کے ٹھکانے پر رکھنا) اور رحم کے معنی ہیں ارادہ خیر" یا کسی کی حالت زار پر ترس کھانا"۔ یہ صفت "ارادۂ خیر" پنڈت جی بھی خدا کی نسبت مانتے ہیں (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۵ سملاس ۷ نمبر ۱۹) پس آپ بتلائیے کہ ایک شخص جو دلی اخلاص سے خدا کے آگے بغیر کسی عذاب دیکھنے کے گڑگڑاتا ہے۔ توبہ کرتا ہے۔ تو اُس کا عدل (جس کے معنے تھے ہر ایک چیز کو ٹھکانے پر رکھنا) اس توبہ کیلئے بھی کوئی محل تجویز کریگا اور اُس کی گریہ وزاری اور بے دیکھے آہ و بکا کا بھی کوئی محل ہے؟ بندوں کے ہر ایک فعل کیلئے جب کوئی نہ کوئی محل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس فعل (توبہ) کا کوئی محل نہ ہو پس بتلائیے کہ قبول توبہ عین عدل اور رحم دونوں ہے یا نہیں۔ بلکہ توبہ کا قبول نہ ہونا اور گناہوں کا معاف نہ ہونا سراسر ظلم اور خلافِ عدل ہے۔ کیونکہ وضع الشی فی محلہ (چیزوں کی ٹھکانہ پر رکھنا) کے خلاف ہے۔ اصل میں سوامی جی کو حقوق العباد (بندوں کے حقوق) اور حقوق الالٰہ (خدا کے حقوق) میں اشتباہ ہو گیا۔ سوامی کی تقریر سے جو صفحہ ۳۵۰ ستیارتھ پرکاش سملاس (۷) پر ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دونوں میں تمیز نہیں سو ہم اپنے سماجی دوستوں کو بتلاتے ہیں کہ ان میں بہت بڑا فرق ہے اور ہم بھی قسم اوّل میں قبول توبہ کے قائل نہیں۔ جب تک وہ شخص جس کا کچھ نقصان کیا ہو معاف نہ کرے۔ کیونکہ اس سے انتظام عالم بگڑتا ہے اور قسم ثانی میں قبول توبہ کو مانتے ہیں

عدل و رحم متضاد نہیں

حقوق العباد معاف کیے بغیر ہوگا؟

Marfat.com

بشرطیکہ صدق دل اور خاص نیّت سے محض خدا کے عذاب اور اپنی سوء عاقبت کے خوف سے توبہ کرے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ توبہ کرتے وقت آئندہ کا پختہ خیال جی میں اُس کام کے نہ کرنے کا کرے۔ سنو

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

اللہ کے نزدیک توبہ انہی لوگوں کی قبول ہوتی ہے۔ جو غلبہ نفسانی میں پھنسکر بُرے کام کرتے ہیں۔ پھر جھٹ سے توبہ کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

معافی اُن لوگوں کے لئے ہے جو گناہ کرکے خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں پر بخشش مانگتے ہیں اور (جانتے ہیں کہ) خدا کے سوا کوئی بخش نہیں سکتا۔ اور اپنے کئے پر دانستہ اڑے نہیں رہتے۔

سوامی جی نے اس پر غور سے کام نہیں لیا کہ جتنی صفات کمال دنیا میں ہیں اُن سب کا سرچشمہ صفات خداوندی ہیں۔ مثلاً سخاوت ایک صفت کمال ہے تو در اصل اُسی سرچشمہ کا ایک نشان ہے۔ ایسا ہی عدل رحم محبّت وغیرہ صفات کمال سب کی سب اُسی سرچشمہ کے نشان ہیں۔ جسکو اللہ۔ پرمیشور۔ گاڈ۔ خدا وغیرہ کہتے ہیں۔ پس جب ہم دنیا میں بہت سے مقدمات میں مدعیان اور مستغیثان کو معاف کرتے بھی دیکھتے ہیں۔ اور اُن کی تعریف کرتے ہیں اور بسا اوقات کہا کرتے ہیں کہ ؎

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

تو خدا کی نسبت کونسی دلیل اس صفات کمال کے ماننے سے ہمیں مانع ہے؟ ہاں سوامی جی کا یہ کہنا کہ توبہ سے گناہوں کی جرأت ہوتی ہے۔ عجب حیرت افزا ہے پنڈت جی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ دنیاوی کاروبار میں جس میں بندوں کو اپنے قصوروں کی معافی کا علم بھی ہو جاتا ہے معافی سے جرأت اور دلیری نہیں ہوتی۔ تو خدائی معافی میں جس کا علم بھی دنیا میں قطعی طور پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکر موجب جرأت ہوگا؟ ہاں ایسے آدمیوں کی توبہ

Marfat.com

اسلام میں بھی قبول نہیں۔ جو گناہ کرتے ہوئے یہ دلیری رکھیں کہ توبہ سے گناہ معاف کرا لینگے

پس ہم فرمان خداوندی سُنا کر اس فقرہ کو ختم کرتے ہیں سنو! اور غور سے سنو!

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ

تو میرے گنہگار بندوں کو کہدے کہ میری رحمت سے بے امید نہ ہوں۔ بیشک اللہ (توبہ کرنے پر) سب گناہ معاف کر دیگا۔ وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے۔

(۲۳) جب موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا۔ ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مار اُس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے (آیت ۶۰)

محقق دیکھئے ان ناممکن باتوں کے برابر کوئی دوسرا شخص کیا کہیگا؟ ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشموں کا نکلنا بالکل ناممکن ہے۔ ہاں اس پتھر کو اندر سے پولا کر کے اس میں پانی بھرنے اور بارہ سوراخ کرنے سے ایسا ہونا ممکن ہے اور کسیطرح نہیں۔

مدقق ۲۳ معجزہ کے ممکن اور غیر ممکن ہونے کے متعلق ہماری مفصل تقریر تفسیر ثنائی جلد ثالث حاشیہ نمبر اوّل میں ہے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ معجزہ غیر ممکن نہیں بلکہ اس کا نبوت کیساتھ ایک ایسا مجہول الکیفیت تعلق ہے جیسا کہ انسان کی روح اور عقل کا جسم کے ساتھ۔ پس جہاں نبوت ہوگی وہاں معجزہ کا ہونا قانون قدرت ہے بلا نبوت معجزہ نہیں۔ سوامی جی کے اس قول سے تو سب سے زیادہ حیرانی ہے۔ کیونکہ فقرہ ۳۷ میں خود ہی فرماتے ہیں کہ۔

معجزہ

"جس مذہب کو ہزاروں کروڑوں آدمی مانتے ہوں اس کو جھوٹا کہنے والے سے بڑھکر جھوٹا کون ہے" (ستیارتھ صفحہ ۶۹۷۔ سلاس ۱۴۔ نمبر ۳۷)

لیکن یہاں پر یہ قاعدہ بھول گئے اور یہ خیال نہ فرمایا کہ معجزہ کو سوا آپکی ذات خاص یا آپکے چیلوں کے (جن کا شمار ہاتھوں کی انگلیوں پر ہو سکتا ہے) سب اہلِ مذاہب

Marfat.com

(مسلمان۔ یہودی۔ عیسائی۔ ہندو۔ بودھ وغیرہ) مانتے ہیں۔ اور اپنے اپنے بزرگوں کی نسبت بہت سے معجزات اور کرامات کا اپنے لفظوں میں اظہار کرتے ہیں۔ پس آپ خود ہی فیصلہ دیں کہ آپ جو ایسی بات کو جسے قریب قریب کُل دنیا کے لوگ مانتے ہیں کھنڈن (رد) کرتے ہیں۔ آپ سے بڑھکر..... کون ہے؟

معجزہ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ عام مروجہ طریق کے خلاف واقعہ ہوتا ہے جسکو پیرنیچرل (خلاف قانون قدرت) کہتے ہیں۔ بس اس امر کی تحقیق پر سارا مدار ہے۔ اگر اس کا ثبوت ہو جائے کہ مروجہ عادت کے خلاف بھی ہوا یا ہو سکتا ہے اور کم سے کم فریقین (اہل اسلام اور آریہ) میں مسلم ہو جائے تو دونوں میں سے کسی کا حق نہیں کہ معجزہ پر اعتراض کرے پس آیئے اسی اصولی مسئلہ کی ہم تحقیق کریں۔

ناظرین! یہ تو آپ لوگوں کو معلوم ہوگا۔ جبکی آپ شہادت دے سکتے ہیں کہ عام مروجہ طریق یہ ہے کہ انسان کو پیدائش سے پہلے کے حالات معلوم نہیں ہیں۔ نہ آئندہ بعد موت کے واقعات بتا سکتا ہے۔ گو آریہ سماجی موجودہ زندگی سے پہلی زندگی کے قائل ہیں لیکن اتنا وہ بھی مانتے ہیں کہ گذشتہ اور آئندہ واقعات کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا۔ ہم اسکے متعلق سوامی دیانندجی کی ہدائیت سُناتے ہیں۔ آپ سوال وجواب کی صورت میں لکھتے ہیں۔

اگر جنم بہت ہیں تو پہلے جنم اور موت کی باتیں کیوں یاد نہیں رہتیں۔

جواب۔ جیو محدود العلم ہے۔ ہر سہ زمانہ کو مشاہدہ میں لانے والا نہیں اس لئے یاد نہیں رہتا۔ اور جس مَن کے ذریعے علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک وقت میں دو علم حاصل نہیں کر سکتا۔ بھلا پہلے جنم کی بات تو دور رہنے دیجئے۔ اس جنم میں جیو جب حمل میں ہوتا ہے جہاں جسم تیار ہوا اور پھر متولد ہوا۔ نیز پانچ سال کی عمر سے پہلے جو جو باتیں ہوئی ہیں۔ اُن کو کیوں یاد نہیں کر سکتا۔ علی ہذا القیاس بحالت بیداری یا خواب بہت سا کاروبار بدیہی طور پر کر کے سشپتی یعنی گہری نیند کی حالت میں اس عالم بیداری وغیرہ کے کاروبار کیوں یاد نہیں کر سکتا اور تم سے کوئی پوچھے کہ بارہ برس سے پہلے تیرھویں برس کے پانچویں مہینے کے نویں دن دس بجے پر پہلے منٹ میں تم نے کیا کیا

Marfat.com

تھا۔ تمہارا منہ۔ ہاتھ۔ کان۔ آنکھ۔ جسم کس طرف اور کس قسم کا تھا اور من میں کیا سوچ تھی جب اس جسم میں یہ حال ہے تو پچھلے جنم کے یاد رہنے کے متعلق شکوک پیدا کرنا محض لڑکپن کی بات ہے۔ نیز کوئی شخص پچھلے اور اگلے جنم کے حالات کو جاننا چاہے تو جان بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ جیو کا علم اور وجود محدود ہے۔ یہ بات ایشور کے جاننے کی ہے نہ جیو کی (ستیارتھ پرکاش سملاس ۹ نمبر ۱۳۱ صفحہ ۳۲۹)

حوالہ مذکور سے صاف ثابت ہے کہ پچھلے جنموں کا حال کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ خاصہ خداوندی ہے جس میں کوئی روح شریک نہیں ہوسکتی۔ بہت خوب آگے چلئے سوامی جی کی سوانحعمری میں اُن کا قول یوں نقل ہے۔

"پنڈت کمل نین جی کا قول ہے کہ جودھپور جانے وقت سوامی جی فرماتے تھے کہ شریر (جسم) کا اب کچھ بھروسہ نہیں نہ جانے کس وقت چھوٹ جائے اور میں اس کام (تفسیر وید) کیلئے پھر دوبارہ جنم لونگا اور اس وقت جو میرے درودھ (مخالف) ہوئے ہیں۔ وہ سب شانت (موافق) ہو جائینگے۔ آریہ سماجوں کی ترقی سے بھی بڑی بھاری مدد ملیگی۔ میں اسوقت وید کا بقیہ بھاشیہ (ترجمہ) کردونگا

(سوانحعمری کلاں صفحہ ۸۶۷)

اس حوالہ سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ سوامی جی کی روح کو آئندہ جنم کا علم ہوگیا تھا۔ دوم اُس آئندہ وقت میں آپکو گزشتہ جنم کا علم ہوگا۔ تب ہی تو آپ اپنے ناتمام کام (تفسیر وید) کو تمام کرینگے۔ یہ دونو علوم عام قانون قدرت کے برخلاف ہیں۔ ایک اور شہادت سنیئے پنڈت لیکھرام مقتول آریہ مسافر لکھتا ہے۔

مسمی پیارے لال ساکن موئی ضلع بریلی جس کا چچا ۱۸۵۷ء میں مارا گیا۔ جب چند روز گزرے تو اُس نے طوطے کا جنم لیا اور یہ شیوہ اختیار کیا کہ ہر شام کو اپنے گھر آتا اور ایک پنجرہ آہنی میں جو اُس کے گھر رکھا ہوا تھا۔ بسیرا لیتا اور صبح کو اُڑ جاتا چند روز یہی کیفیت رہی۔ غرض ایک دن جو وہ طوطا گیا تو پھر نہ آیا۔ لوگوں کو اس کا بڑا خیال رہا۔ اُن دنوں کا ذکر ہے ایک گوسائیں کی عورت ساکن موضع سدھوں اپنے کام

Marfat.com

کو کسی گاؤں میں جاتی تھی۔ راستے میں بوجہ غلبہ تشنگی موضع موئی اپنے کسی جان پہچان کے گھر آئی اس کا طفل پنجسالہ پوتے رام کے گھر آیا اور مستورات سے کہا کہ فلاں فلاں کہاں ہیں کہا کہ فلاں مرگئے اور فلاں کام کو فلاں جگہ گئے ہیں۔ پھر لڑکے نے بیان کیا کہ پہلا میرا نام پیارے لال ہے اور یہ گھر میرا ہے۔ یہاں ایک نیم کا درخت تھا وہ کیا ہوا۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ ہم نے کاٹ ڈالا۔ پھر اس لڑکے نے اپنے مارے جانے اور مرکر طوطا بننے اور پھر اس صیاد کے پنجے میں پھنسکر مرنے اور پھر گوسائیں کے گھر میں پیدا ہونے کا ماجرا بیان کیا اور اپنے ماں باپ۔ نانی۔ چچی کو پہچان کر اپنی ٹوپی اور کتابیں مانگی۔ اس کی والدہ سابقہ نے عذر کیا کہ یہ اشیاء تمہارے بھتیجے کے استعمال میں آگئیں ہم تم کو اور دیں گے۔ حاضرین کو اس لڑکے کی ایسی باتوں پر کمال تعجب ہوا۔ بعدہ وہ اپنی والدہ جدیدہ کیساتھ چلا گیا" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۷)

اس حوالہ سے جو کچھ مصنف مذکور نے ثابت کیا ہے وہی ہمارا مدعا ہے یعنی پیارے لال کو طوطا بننے کی حالت میں پہلا علم رہا۔ پھر توتا رام بنکر طوطا کی جون بلکہ اس سے پہلی جون کا علم بھی حاصل رہا۔ حالانکہ عام قانون قدرت یہی ہے کہ کسی سابقہ جنم کا علم نہ ہو مگر اس طوطا رام کو ہوا۔

ان دونوں شہادتوں سے صاف ثابت ہے کہ یہ واقعات قانون قدرت کے برخلاف ہیں جسکی بابت سوامی دیانند نے اظہار کیا تھا کہ یہ خاصہ خداوندی ہے۔

بس اب مطلع صاف ہے کہ جس طرح یہ دونو واقعات خلاف قانون قدرت کے ہوئے ہیں اسیطرح معجزات انبیاء بھی بظاہر خلاف عامہ قانون قدرت کے ہوتے ہیں۔ درحقیقت انکے لئے بھی قانون ہوتا ہے۔ پس اتنے ہی سے معجزہ کی حقیقت سمجھ میں آسکتی ہے۔

سماجی مترو! ؎

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خارِ محبت میں کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(۲۴) اور اللہ خاص کرتا ہے جسکو چاہتا ہے ساتھ اپنے رحم کے۔

(آیت ۸۶)

Marfat.com

محقق کیا جو مخصوص اور رحم کئے جانے کے لائق نہیں اُن کو بھی مخصوص کرتا اور اُسپر رحم کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو خدا بڑا گر بڑ مچانے والا ہے۔ پھر اچھا کام کون کریگا؟ اور بُرے کام کون چھوڑیگا؟ کیونکہ ایسی صورت میں خدا کی رضامندی پر انسان بھروسہ کرینگے اور اعمالوں کے نتائج پر نہیں۔ اس گر بڑ کیوجہ سے تو سب نیک اعمال کرنے سے دست بردار ہو جائیں گے۔

مدقق (۲۴) پنڈت جی! پوچھ لینے میں کیا حرج تھا۔ اگر آپ ایکسال کیلئے کسی عربی پاٹھ شالا میں قرآن پڑھ لیتے۔ منوجی نے سچ کہا ہے۔ جو وید (یا قرآن) بغیر اُستاد کے پڑھتا ہے وہ چور ہے سنیئے قرآن نے خود دوسری آئت میں اس کی تفسیر کردی ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (جس شخص کو خدا نبی کرتا ہے اُس کے حال سے خوب واقف ہوتا ہے)

محقق ہاں آپ بتلائیے کہ بموجب ہدائت یجروید ادھیائے ۲۱ منتر ۲۲ جو شخص یہ دعا کرے کہ مجھ کو تمام سُکھ یا تمام عالم کی حکومت عطا کر اُسکو کیا ملیگا۔ کیا ایک وقت میں سارے ہندوستان کے رہنے والے سارے عالم کی نہیں صرف ہندوستان کی حکومت مانگیں تو سب کو ملیگی۔ یا کسی خاص کو سب کو تو کیونکر مل سکتی ہے؟ اگر کسی خاص کو تو کیوں؟ اگر پہلے اعمال کا نتیجہ ہے تو اس دعا کا کیا فائدہ؟ علاوہ اس کے سابقہ اعمال کا نتیجہ نیک بھی رحم الٰہی کا اثر ہے۔ سوچکر جواب دیجئے۔ ہمارا تو ایمان ہے ؎

جو کچھ ہُوا ہُوا کرم سے تیرے جو ہوگا وہ تیرے ہی کرم سے ہوگا

(۲۵) ایسا نہ ہو کہ کافر لوگ حسد کرکے تم کو ایمان سے منحرف کر دیویں۔ کیونکہ ان میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں۔ (آئت ۱۱۰)

محقق اب دیکھئے خدا ہی اُن کو یاد دلاتا ہے کہ تمہارے ایمان کو کافر لوگ نہ گرا دیویں۔ کیا خدا ہمہ دان نہیں ہے؟ ایسی باتیں خدا کی نہیں ہوسکتی ہیں۔

مدقق (۲۵) یہ دوسرا مقام ہے کہ ہم بآواز بلند کہتے ہیں کہ بھولے سوامی جی کو انصاف بلکہ

Marfat.com

فہم سے بھی کوئی مطلب نہ تھا۔ اس فقرہ کا ترجمہ معلوم نہیں پنڈت جی نے کہاں سے نقل کیا ہے ہمارے عربی قرآن میں نہ تو اس ترجمہ کی کوئی آیت ملتی ہے اور نہ مترجم قرآن میں یہ ترجمہ ہے۔ ہم نے سمجھا تھا کہ پنڈت لیکھرام ہی ہیں یہ کمال ہے کہ اپنی طرف سے ترجمہ میں تھیں[۵۱] کا لفظ بڑھا کر تناسخ کا ثبوت دیا تھا۔ مگر ستیارتھ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ در اصل سوامی جی جیسے دھرم میں لیکھرام کے گرو تھے۔ اس چالاکی میں بھی وہ آپ ہی سے فیضیاب تھا۔

محقق جی کے دل کا حال تو خدا کو معلوم ہے کہ اس سوال سے اُن کا مطلب کیا تھا۔ ہاں جس آیت کا نمبر لگایا ہے وہ یہ ہے غور سے سنو!

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

یعنی خدا فرماتا ہے" نماز پڑھتے رہو۔ زکوۃ دیتے رہو۔ جو کچھ بھلائی اپنے لئے پہلے سے بھیجو گے اس کو خدا کے ہاں پاؤ گے جو کچھ بھی تم کرتے ہو خدا دیکھ رہا ہے"

اگر کوئی سماجی دوست پنڈت جی کا منقولہ ترجمہ ہمیں دکھاویں تو ہم مبلغ صد[۵۲] روپیہ انکی نذر کرینگے۔

سماجیو! منہ نہ چھپاؤ۔ سامنے آؤ مرد میدان بنو۔ کہا گیا تمہارا چوتھا اصول کہ "سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے"

اگر ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے کے اور نہیں تو آؤ ہم دونو اس پر عمل کریں ؎

تا سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

---

۵۱ پنڈت لیکھرام نے رسالہ ثبوت تناسخ میں قرآن سے تناسخ کا ثبوت دیتے ہوئے یہ آیت بھی لکھی ہے وَلَا طَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جسقدر جانور ہیں یہ بھی تمہاری طرح جماعتیں ہیں چونکہ اتنے سے پنڈت مذکور کا کام نہ چلتا تھا اس لئے اس نے تھیں کا لفظ بڑھا کر یوں ترجمہ کیا کہ "یہ جانور امتیں تھیں مثل تمہاری" اسی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

۵۲ آجتک باوجود سالہا سال گزر جانیکے کوئی سماجی یہ انعام لینے کو سامنے نہیں آیا۔

Marfat.com

اس سے بڑھ کر ستیارتھ کے اُن مترجموں پر افسوس ہے جنہوں نے کتاب ستیارتھ کا ترجمہ کرتے ہوئے قرآن شریف مُتَرجَم کو سامنے تو رکھا مگر یہ نہ ہو سکا کہ جہاں ترجمہ نہیں ملتا اس نمبر کو کاٹ دیتے اور اگر کاٹ دینے میں خوف تھا تو جیسے اور متعدد مواقع پر حواشی لگائے ہیں۔ ان مواقع پر بھی حواشی لگاتے اور صاف کہتے کہ سوامی سے غلطی ہوئی یا اُن کو اُردو خوانوں نے غلطی میں ڈالا۔ مگر یہ کرتے تو کیونکر کرتے تحقیق سے غرض نہیں انصاف سے مطلب نہیں سوامی جی کے ہاتھ میں باگ ہے جدہر چاہیں لئے پھریں۔ جن کا یہ دو حرفہ اصول ہو ؎

پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جا بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جا

اُن سے انصاف اور ایسی تصحیح؟ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

ایک آریہ مہاشے نے کتاب ہذا طبع اول چھپنے کے بعد بتلایا کہ سوامی جی سے آئت کے نمبر بتلانے میں غلطی ہوئی ہے۔ مگر اس ترجمہ کی آئت قرآن شریف میں ہے آخر اس نے یہ آئت بتلائی

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ

مہاشے مذکور سے جس طرح فیصلہ ہوا اُسے وہی جانتا ہوگا مگر عام ناظرین کی خاطر اس آئت کا ترجمہ ہی نقل کرنا کافی ہوگا۔ خدا فرماتا ہے۔

"بہت سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان کے لانے کے بعد محض اپنی عناد اور حسد سے باوجود حق ظاہر ہو جانے کے کافر بنا دیں"

اگر سوامی جی کی مراد یہی آئت ہے تو بتلایئے اس آیت سے خدا کی ہمہ دانی ثابت ہوتی ہے یا بے علمی؟ سماجیو! چوتھے اصول کو یاد کر کے بتلانا سچ ہے ؎

گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

(۲۶) تم جدہر منہ کرو۔ اُدھر ہی منہ اللہ کا ہے (آئت ۱۱۶)

محقق اگر یہ بات سچی ہے تو مسلمان قبلہ کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر

Marfat.com

کہیں کہ ہم کو قبلے کیطرف منہ کرنیکا حکم ہے تو یہ بھی حکم ہے کہ چاہے جسطرف کو منہ کرو۔ کیا ایک بات سچّی اور دوسری جھوٹی ہوگی؟ اور اگر اللہ کا منہ ہے تو وہ سب طرف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ایک منہ ایکطرف رہیگا۔ سب طرف کیونکر رہ سکیگا اس واسطے یہ بات ٹھیک نہیں۔

مدقق (۲۶) آیت کے معنے صاف ہیں کہ جدہر کو منہ کرکے دعا کروگے خدا کی توجہ اور قبولیت پاؤگے نہیں معلوم سوامی جی کو اعتراض کرنے پر کیوں ایسی رال ٹپکی جاتی ہے کہ بے سوچے سمجھے نمبر پر نمبر بڑھا کر اپنی دوّیا کا ثبوت دیئے جاتے ہیں مطلب آیت کا یہ ہے جو ہم نے بتلایا۔ نماز کے وقت میں کعبے کی طرف رُخ کرنا الگ حکم ہے اُسکو اس سے تعلق نہیں وہ ایک خاص وقت ہے یہ عام دعا کا وقت ہے زیادہ تفصیل نمبر ۳۰ میں آویگی۔ اللہ کے منہ سے مراد توجہ اور قبولیت ہے چنانچہ ہم نے ترجمہ کردیا فافہم

(۲۷) جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے۔ جب وہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ یہ نہیں کہ اُسکو کرنا پڑتا ہے بلکہ اُسے کہتا ہے کہ ہو جا پس ہو جاتا ہے (آیت ۱۱۸)

محقق بھلا جب خدا نے حکم دیا کہ ہو جا۔ تو یہ کس نے سنا؟ اور کس کو سنایا گیا اور کون بن گیا؟ کس مادہ سے بنایا گیا۔ جب یہ لکھتے ہیں کہ آفرینش کے پہلے سوائے خدا کے کوئی بھی دوسری چیز نہ تھی تو یہ دنیا کہاں سے ہوئی علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا تو اتنا بڑا جہان علت کے بغیر کہاں سے ہوگیا۔ یہ بات صرف لڑکپن کی ہے۔

مدقق (۲۷) اس فقرہ میں سوامی نے مادہ کے متعلّق سوال اُٹھایا ہے یعنی مسلمان جو آریوں کی طرح مادہ کے قائل نہیں تو دنیا کس چیز سے بنی ہے۔ اس لئے ہم بھی اس فقرہ میں کسی قدر تفصیل سے مادہ کے حالات بتلا دینگے اور جہانتک ہوسکیگا سائنس کے مسلّمہ اصول سے کام لیں گے اور ناظرین کو دکھا دینگے کہ آریوں کا دعویٰ "جہاں سائنس کی روشنی پہنچیگی وہاں آریہ دھرم کا جھنڈا سب سے پہلے لہرائیگا" کہانتک ثبوت رکھتا ہے۔ مگر اس تقریر سے پہلے آیت موصوفہ کا مطلب بیان کرتے

Marfat.com

ہیں آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے نزدیک جلدی سے جلدی کسی کام کا ہو جانا اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا کہ تم اُس کا تصوّر ذہن میں لاتے ہی اُسکو ہونے کا حکم کرو اور وہ ہو جائے مثلاً کسی مکان کا نقشہ ذہن میں سمایا اور تم نے اس کی تیاری کا حکم دیا۔ وہ فوراً ہو گیا۔ اسیطرح سمجھو کہ خدا کے کام جلدی ہی ہوتے ہیں اُن میں کسی چیز کی روک ٹوک نہیں نہ کوئی ان میں مانع ہو سکتا ہے جس کام کو جتنے وقت میں وہ کرنا چاہے اُتنے ہی وقت میں ہوتا ہے ناممکن ہے کہ تخلف ہو سکے یہ نہیں کہ خدا اُسکو کُن کہتا ہے کُن کہنے میں تو دو حرف بولنے کی دیر لگتی ہے۔ وہاں تو ارادہ ہی ہوا اور مفعول حاضر (دیکھو تفسیر بیضاوی وغیرہ)

پس اس کے بعد ہم سوامی جی کی طرف روئے سخن پھیرتے اور سوال کرتے ہیں پنڈت جی نے مادہ کی کیفیت اور ماہیّت جو بتلائی وہ یہ ہے

سب سے لطیف جزو جو کاٹا نہیں جاتا۔ اس کا نام پرمانو ہے۔ ساٹھ پرمانوؤں کے ملے ہوئے کا نام انو۔ ودانو کا ایک دونیک جو کثیف ہوا ہے تین دونیک کی آگ چار دو نیک کا پانی پانچ دونیک کی مٹی" (ستیارتھ صفحہ ۲۹۸۔ سلاس ۸ نمبر ۵۰)

سوامی جی کے اس کہنے سے کہ وہ کاٹا نہیں جاتا۔ صاف سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اپنی عدم قابلیّت سے نہیں کٹ سکتا یا کوئی آلہ اس کے کاٹنے کے لائق نہیں ملتا جو اُسکو کاٹ سکے گو فی نفسہ اس میں کٹنے کی قابلیّت ہے صورت ثانیہ اگر ہے یعنی وہ قابلیّت تو کٹنے کی رکھتا ہے۔ مگر ایسا باریک آلہ کوئی نہیں مل سکتا جس سے اس کو کاٹا جائے۔ تو ثابت ہوا کہ پرمانو اپنے وجود میں مرکب ہیں۔ مگر بوجہ عدم آلہ تقسیم کے منقسم نہیں ہو سکتے پس ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔

"جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے وہ ازلی ابدی کبھی نہیں ہو سکتا" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۵۷ سلاس ۱۲۔ نمبر ۶۲)

نتیجہ یہ ہے کہ سوامی جی جس مادہ کو قدیم کہتے ہیں وہ خود اُن کے قول سے حادث (نویں) بن گیا۔

Marfat.com

اور اگر صورت اوّل ہے یعنی اُن پرمانوؤں میں جنکو آپ دنیا کا مادہ مانتے ہیں تقسیم کی استعداد اور قابلیت ہی نہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسے پرمانوؤں کا وجود ہی نہیں ہوسکتا۔ کیوں؟ غور سے سنیئے!

اقلیدس کی بیسویں شکل کا دعویٰ ہے کہ ہر ایک مثلث کے دو ضلع تیسرے سے ضرور بڑے ہونگے اور عروسی شکل کا دعویٰ ہے کہ مثلث قائم الزاویہ کے ضلع مقابل قائم الزاویہ پر جو مربع بنیگا وہ دوسرے دونوں کے مجموعہ کے برابر ہوگا۔ پس اسی اصول کو مدنظر رکھ ہم مادہ کے دس اجزا کی لکیر اس طرح (——) بنا کر دوسری لکیر اس طرح [.....] اس کے ساتھ لگا کر تیسرا ضلع ان دونوں پر اس طرح [△] لگاتے ہیں اور بعد ازاں تینوں ضلعوں پر مربعے اس طرح [ا ج ب] بنا کر پوچھتے ہیں کہ بتلایئے بحکم عروسی ضلع ا کا مربع ضلع ب اور ج دونو کے مجموعہ کے مساوی ہوگا۔ اور اس میں تو شک نہیں کہ مربع ب اور ج ہر ایک سو سو اجزا کا ہے کیونکہ ہر ضلع دس دس اجزا سے مرکب ہے۔ اور دس دہے کے سو۔ پس مربع ا کا بحکم عروسی دو سو اجزا کا ہوا۔ اور بوجہ صحیح نہ ہونے جذر دو سو کے ہر ایک ضلع میں کسر ہوگی۔ یعنی مربع کلاں کا جو مقابل زاویہ قائمہ کے بنا تھا کوئی ضلع بلا کسر سالم اجزا سے مرکب نہ ہوگا پس جن اجزا کی کسر اُن میں ہوگی وہ تقسیم ہونگے۔ جس سے باقی اجزا کا قابل تقسیم ہونا بھی ثابت ہو جائیگا۔ کیونکہ نوع سب کی ایک ہی ہے اور قابل تقسیم کا حادث ہونا تو بدیہی امر ہے جسے آپ بھی صفحہ ۷، ۵ پرمان چکے ہیں۔ پس مادہ کا حدوث اس دلیل سے بھی ثابت ہوا۔

اور سنئے! اس سے بھی آسان طریق لیجئے! دو پرمانو (جزو لایتجزی) کو ہم اس طرح (ـــ) ملا کر رکھینگے۔ ان سے اوپر تیسرا پرمانو اس طرح (ـ) رکھکر پوچھینگے کہ تیسرا پرمانو دونوں طرف ملتا ہے یا ایک طرف۔ ایک طرف ملنے سے وسط میں نہ ہوگا۔ ہم نے تو وسط میں رکھا ہے اور اگر دونوں طرف ملتا ہے تو کچھ شک نہیں کہ اُسکی دو طرفیں ہوں گی جن سے اُس اوپر والے کی تقسیم لازم آئیگی۔ چونکہ نوع سب کی ایک ہے اس لئے

Marfat.com

سب کی تقسیم اور ترکیب لازم آویگی۔ اس تقریر کو اور آسان لفظوں میں سنئے کہ ہم تین پرمانوؤں کو اس طرح (۰۰۰) رکھکر سماجی دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ درمیان کا پرمانو دونوں طرف ملے گا یا نہیں؟ اگر دونو طرف ملیگا تو تقسیم اور ترکیب لازم آئی اور اگر باوجود درمیان ہونے کے دونو طرف نہیں ملتا تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس میں کمیّت (طول عرض) نہیں جب ایک میں نہیں تو باقی میں کہاں سے آئیگا۔ کیونکہ نوع سب کی ایک ہے پس بتلایئے کہ اجسام میں (جو پرمانوؤں سے مرکب ہیں) کمیّت (طول عرض) کہاں سے آئی۔ کیا نیستی سے ہستی ہونا ممکن ہے؟ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۲۔ سملاس ۸ نمبر ۱۷) دیکھ کر جواب دینا۔

اور سنئے! ہم آپ سے یہ بھی نہیں پوچھتے کہ آپ کا مادہ قابل تقسیم ہے یا نہیں؟ کچھ بھی ہو ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اتنا تو آپ بھی مانتے ہونگے کہ مادہ ابتدائی حالت میں بھی کسی نہ کسی شکل سے متشکل تھا اور یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ جس شکل سے بھی وہ متشکل ہو وہ شکل حادث ہوگی۔ کیونکہ اگر حادث نہ ہوتی تو زائل بھی نہ ہوتی کیونکہ قدیم کو زوال نہیں چنانچہ آپ بھی مانتے ہیں کہ

"جو شے نادی (قدیم) ہے وہ کبھی دور نہیں ہو سکتی" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۶۳ باب ۱۲)

حالانکہ ہم اُس کا زوال بدیہی دیکھ رہے ہیں کہ حالت ترکیب میں مادہ کی پہلی شکل نہیں رہتی اور بعد ازاں بھی ردوبدل ہوتا ہے۔ پس جب تمام اشکال حادثہ ہیں اور یہ ضرور ہے کہ مادہ کسی نہ کسی شکل سے متشکل ہو۔ کیونکہ شکل نام ہے اس کیفیت کا جو کسی چیز کو بوجہ محدود ہونے کے عارض ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ مادہ کے اجزاء اپنے وجود میں محدود ہیں۔ غیر محدود نہیں پس نتیجہ صاف ہے۔ کہ مادہ کے اجزاء کسی حالت میں ہوں جبکہ متشکل ہیں تو مادہ بھی حادث ہے کیونکہ مادہ بغیر کسی نہ کسی شکل کے ہو نہیں سکتا۔ اور اشکال تو سب کی حادث ہیں کیونکہ زوال پذیر ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مادہ کے اجزا بھی جو کسی نہ کسی شکل کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ضرور حادث ہونگے پس بتلایئے کہ آپ کا مادہ کس مادہ سے پیدا ہوا تھا۔ وفیہ مافیہ۔ فافہم

Marfat.com

سائنس سے پہلے جھنڈا اڑانے والو! کہاں ہو۔ ان دلائل کو سوچو اور شکستہ جھنڈے کی مرمت کراؤ۔

پس جب تک آپ ان دلائل کا جواب نہ دیں۔ آپ کا حق نہیں کہ سوال کریں کہ "خدا نے دنیا کو کس چیز سے پیدا کیا" ہاں بطور احسان ہم آپ کو آپ ہی کی کتاب سے استنباط کرکے بتلاتے ہیں۔ سنیئے!

پرمیشور کے ہاتھ نہیں۔ لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور قابو رکھتا ہے پاؤں نہیں۔ لیکن محیط ہونیکے باعث سب سے زیادہ صاحب سرعت ہے۔ آنکھ نہیں۔ لیکن سب کو ٹھیک ٹھیک دیکھتا ہے۔ کان نہیں پھر بھی سب کی باتیں سنتا ہے حواس باطنی نہیں۔ مگر تمام دنیا کو جانتا ہے۔ اور اس کو حد کے ساتھ جاننے والا کوئی بھی نہیں ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۲۔ سملاس ۷۔ نمبر ۳۶)

اس سے بھی واضح ایشور کا پرمان سنو!

"اس پرمیشور نے پرتھوی یعنی زمین کے بنانے کیلئے پانی سے رس کو لیکر مٹی بنایا۔ اسی طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی (مادہ) سے اور پرکرتی (مادہ) کو اپنی قدرت سے پیدا کیا" (یجروید اکتیسواں ادھیائے مندرجہ بھومکا سوامی دیانند۔ بیان پیدائش عالم)

پس جو اس منتر کا ترجمہ اور مطلب ہے وہی ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے ہم مانتے ہیں کہ آسمان چاند سورج وغیرہ انسانوں کی طرح کسی نہ کسی مادہ سے پیدا ہوئے۔ مگر آخر کو وہ مادہ خدا نے بے مادہ پیدا کیا۔ کیا سچ ہے ؎

کسی موجود سے ایجاد کرنا نام رکھتا ہے — مگر لوح عدم پر نقش کرنا کام رکھتا ہے

پس ہمارا عقیدہ صاف صاف یہ ہے ؎

جب کچھ نہ تھا تب زا کار تھا — خلقت کو پیدا کر رہا تھا

نوٹ:۔ آریوں کے اصول ثلاثہ روح مادہ اور سلسلہ عالم کی قدامت کا ابطال ہمارے رسالہ اصول آریہ میں دیکھئے۔ قیمت ۳؍

Marfat.com

(۲۸) جب ہم نے لوگوں کیلئے کعبہ کو جائے ثواب اور امن دینے والی بنائی۔ تم نماز کیواسطے ابراہیم کی جگہ پکڑو (آیت ۱۲۶)

محقق کیا کعبہ کے پہلے مقدس جگہ خدا نے کوئی بھی نہیں بنائی تھی۔ اگر بنائی تو کعبہ کے بنانے کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ اگر نہیں بنائی تھی تو پہلے پیدا ہوئے لوگوں کو مقدس جگہ سے محروم ہی رکھا تھا پہلے خدا کو مقدس جگہ بنانے کی یاد نہ رہی ہوگی۔

مدقق ۲۸ سچ ہے:۔

"انسان کو کامل علم کیلئے اس طرح دلیل کرنی چاہیئے کہ اس منتر (یا آیت) کا مطلب کیا ہوگا۔ اس طرح سوچنے یا غور کرنے کو اوہا کہتے ہیں صرف منتر (یا آیت) سنکر یا محض دلیل سے منتروں کے معنے بیان کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھکر معنے کرنے چاہئیں۔ ان منتروں (یا آیتوں) کا ان لوگونکو جو رشی اور ریاضت کرنے والے نہیں ہیں اور نیز ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا مصنفہ سوامی دیانند کا اردو ترجمہ صفحہ ۵۲)

یہ بھی بالکل سچ ہے

بہت لوگ ایسے ضدی اور متمرد ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشاء تاویل کیا کرتے ہیں خصوصاً مذاہب والے لوگ کیونکہ مذہب کے پاس خاطر سے اُن کی عقل تاریکی میں پھنسکر زائل ہو جاتی ہے (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷)

پس اب ہم آیت کا ماقبل و مابعد بتلاکر سوامی جی کی نسبت رائے لگانا ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ ہمارے بتلانے کی حاجت بھی نہیں۔ سوامی جی نے وہ الفاظ خود ہی نقل کر دیئے ہیں یعنی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى جس کا مطلب یہ ہے کہ "بعد تیار ہو جانے کعبہ شریف کے خدا نے حکم دیا۔ کہ جہاں اس مسجد (کعبہ) میں ابراہیمؑ نے نماز پڑھی ہے۔ تم وہاں نماز پڑھو" اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ کعبہ شریف ملک عرب کی آبادی کے وقت بنا ہے اور اُس وقت کے لوگونکو ابراہیمؑ کی پیروی کا حکم ہوا۔ اس کا کوئی ذکر نہیں کہ اس سے پہلے کوئی مقدس مقام تھا یا نہیں یہ تو پنڈت جی کا معمولی

Marfat.com

اجتہاد ہے جو بحکم "ایجاد بندہ ..... "قابل پذیرائی نہیں۔

اور اگر ہم اس بات کے قائل ہوں کہ کعبہ شریف سب دنیا سے پہلے بنا اور وہیں سے دنیا کی آبادی شروع ہوئی اور حضرت ابراہیمؑ کو بانی ثانی کہیں تو معلوم نہیں کہ سوامی جی کس دلیل سے ہماری تکذیب کر سکینگے گو وہ اپنے خیال میں اس بات کے قائل ہوں کہ دنیا کی ابتدا سب سے پہلے تبت میں ہوئی (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۵ سطاس ۸ نمبر ۴۵) جس پر کوئی دلیل نہیں۔ نہ ہی سوامی جی نے کوئی دلیل بتلائی۔ لیجئے! ہم بتلاتے ہیں سنیئے!

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ (سب سے پہلا عبادتخانہ جو دنیا میں لوگونکے لئے بنایا گیا وہ کعبہ ہے جو مکہ میں ہے) بس اب تو کوئی اعتراض نہیں

(۲۹) وے کون آدمی ہیں کہ جو ابراہیم کے دین سے پھر جائیں۔ لیکن جس نے اپنی روح کو جاہل بنایا اور تحقیق ہم نے دنیا میں اُسکو پسند کیا اور حقیقت میں آخرت میں وے ہی نیک ہیں (آیت ۱۳۱)

محقق یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو ابراہیم کے دین کو نہیں مانتے۔ وے سب جاہل ہیں؟ ابراہیم کو ہی خدا نے پسند کیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اگر دیندار ہونے کے پسند کیا تو دیندار اور بھی بہت سے ہو سکتے ہیں۔ اگر بلا دیندار ہونے کے پسند کیا تو بے انصافی ہوئی؟ ہاں یہ تو ٹھیک ہے کہ جو دھرماتما (دیندار) ہے وہی خدا کو عزیز ہوتا ہے۔ ادھرمی (بے دین) نہیں۔

مدقق (۲۹) سوامی جی کی بیباکی کی کوئی حد ہے؟ دیکھئے تو کیسے معقول سوال کرتے ہیں۔ چشم بد دور۔ پنڈت جی کیطرف سے نیا بنّہ کسی نے خوب کہا ہے ؎

نازک کلامیاں میری توڑیں عدو کا دل
مَیں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

سوامی جی! یہ کیونکر ممکن ہے کہ۔

"ویدوں کا منکر ناستک (دہریہ اور ملحد) ہے" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۷ سطاس (۱۰) نمبر (۲)

Marfat.com

یہ بھی بھلا ممکن ہے؟

اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے تو یہی جواب دینا چاہیئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۲۔ سملاس ۷۔ نمبر ۸۱)

یونہی "اگر مگر" کا شوق نہ ہو تو قرآن اپنا مضمون آپ بتلاتا ہے۔ کیا اسی آئت میں یہ لفظ نہیں وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ (یعنی ابراہیمؑ آخرت میں نیکوکاروں سے ہے) جس کا ترجمہ سوامی جی نے کسی بڑھیا سے سُنکر یوں کر دیا کہ" اور حقیقت میں آخرت میں وے ہی نیک ہیں" مفرد کو جمع کی صورت میں بدل کرنا حق تناسخ کا ثبوت دیا۔ مگر سچ بھی کیا ہی جادو ہے کہ آخر کسی نہ کسی پیرایہ میں منہ سے نکل ہی جاتا ہے چنانچہ آپ ہی لکھتے ہیں "جو دھرماتما ہے وہی خدا کو عزیز ہے ادھرمی نہیں"! بیشک! سنیئے اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ (بیشک ابراہیمؑ بڑا بردبار دردرسیدہ خدا کی طرف رجوع کرنیوالا تھا) پھر یہی اُس کے چُنے جانے کی وجہ ہے۔

(۳۰) تحقیق ہم تیرے منہ کو آسمان میں پھرتا دیکھتے ہیں۔ ضرور ہم تجھے اُس قبلہ کو پھیرینگے کہ پسند کرے اُس کو۔ پس منہ مسجد الحرام کی طرف پھیر جہاں کہیں تم ہو اپنا منہ اُسکی طرف پھیر لو۔ (آئت ۱۴۵)

تحقیق کیا یہ چھوٹی بُت پرستی ہے؟ نہیں نہیں بڑی۔

عدم تحقیق بڑے ہی جاہل اور ستمرد ہیں وہ لوگ جو متکلّم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کرتے ہیں خصوصاً ہٹ دھرمی۔ جن کی عقل مذہب کی تاریکی میں پھنسکر زائل اور معدوم ہو جاتی ہے" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷)

افسوس! ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور ہیں پنڈت جی! اگر یہ اصول صحیح ہے کہ ہر کلام کے وہی معنی صحیح ہیں جو متکلّم کی مراد ہے تو سنیئے ہم آپکو متکلّم کی مراد بتلاتے ہیں۔ دور کیوں جاتے ہیں۔ ایک ہی آیت پر غور کر لیا ہوتا سمجھیو! غور سے سنو فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ

ان مشرکوں کو چاہیئے کہ خدا کی عبادت کریں جو بھوک میں ان کو کھانا دیتا ہے اور

Marfat.com

خوف ہیں ان کو امن بخشتا ہے۔

سوامی جی! آپ کو اپنے بھائی ہندوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے اتنا خیال بھی نہ آیا ۔وہ تو صاف اور صریح لفظوں میں اُنہی سے جن کے وہ بت سامنے رکھتے ہیں۔ دعائیں ریں اور انہی سے اپنی حاجات طلب کریں کیا ہماری نماز کے الفاظ ہیں بھی کوئی لفظ ایسا پکو ملا ہے جسکے یہ معنے ہوں کہ ہم اس کعبہ سے حاجات طلب کرتے ہیں یا اُس کو مخاطب بناتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ کعبہ کا نام تک بھی ساری نماز کے الفاظ ہیں آپ کو نہ ملیگا۔ سطلب قرآنی تو بالکل صاف ہے۔ مگر اس کا کیا علاج ہو کہ۔

ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

مفصل دیکھنا ہو تو ہمارا رسالہ نماز اربعہ دیکھو جس میں مسلمانوں۔ آریوں۔ ہندوؤں عیسائیوں کی عبادتوں کا مقابلہ دکھایا گیا ہے۔

(۳۱) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ مت کہو کہ یہ مردے بلکہ وے زندہ ہیں (آیت ۱۵۵)

محقق بھلا خدا کی راہ میں مرنے مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کیوں نہیں کہتے ہو کہ یہ بات اپنا مطلب پورا کرنے کیلئے ہے۔ یعنی یہ لالچ دینگے۔ تو لوگ خوب لڑیں گے۔ اپنی فتح ہوگی۔ مارنے سے نہ ڈریں گے۔ لوٹ مار کرنے سے عیش و عشرت حاصل ہوگی بعد ازاں گلچھرّے اُڑائینگے۔ اپنی مطلب براری کے لئے اس قسم کی اُلٹی باتیں گھڑی ہیں۔

مدقق (۳۱) آج معلوم ہوا کہ پنڈت جی دل میں وید کے رشیوں کو کچھ اور ہی سمجھتے ہیں صرف اپنا مطلب سیدھا کرنیکو اُن کے الہام کے قائل ہیں۔ سنو! پرمیشور کہتا ہے۔

"اے انسانو! تمہارے آید آتشگیر اسلحہ اور تیر و کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو"

(رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳ ورگ ۱۰ منتر ۲)

Marfat.com

بتلائیے! ایسی جنگ میں اگر آریہ مریں تو کس کی راہ میں مرینگے؟ پرمان تو پرمیشور کا ہے پھر راہ کسکی؟ کیا یہ سچ ہے کہ یونہی رشیان ویدنے گلچھرّے اُڑانے کو پرمیشور کا نام لے دیا۔ ورنہ دراصل "مطلب سعدی دیگر ست" کیوں جی سوامی جی سچ ہے ؎

بدنہ بولے زیرگردوں جوکوئی میری سُنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

مفصّل فقرہ دوم میں بصفحہ ۱۶/۱۷ کتاب ہذا دیکھو۔

(۳۲) اور یہ کہ اللہ سخت تکلیف دینے والا ہے۔ شیطان کے پیچھے مت چلو۔ تحقیق وہ واقعی تمہارا دشمن ہے اس کے سوائے اور کچھ نہیں کہ بُرائی اور بے شرمی کی اجازت دے اور یہ کہ تم کہو اللہ پر جو نہیں جانتے (آئت ۱۶۶-۱۶۹-۱۷۰)

محقق کیا تمہارا خدا بدوں کو عذاب دینے والا اور نیکوں پر رحم کرنے والا ہے؟ یا مسلمانوں پر رحم کرنیوالا۔ اور دوسروں کو سزا دینے والا۔ موخر الذکر صورت میں وہ خدا ہی نہیں ہوسکتا۔ اگر خدا طرفدار نہیں ہے تو جو آدمی جس جگہ دھرم کریگا اُس پر خدا کا رحم اور جو ادھرم کریگا اُسکو خدا سزا دیگا۔ ایسی حالت میں محمد صاحب اور قرآن کو شفیع ماننا ضروری نہ رہا اور جو سب کو بُرائی کرانے والا ہر ایک انسان کا دشمن شیطان ہے اُس کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا؟ کیا وہ آئندہ کی بات نہیں جانتا تھا؟ اگر کہو کہ جانتا تھا۔ لیکن آزمائش کیلئے بنایا تو بھی درست نہیں کیونکہ آزمائش کرنا محدود العقل کا کام ہے۔ ہمہ دان خدا سب رُوحوں کے اچھے بُرے اعمالوں کو ہمیشہ سے ٹھیک ٹھیک جانتا ہے۔ اور اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے تو شیطان کو کس نے بہکایا؟ اگر کہو کہ شیطان خود بخود بہکایا جاتا ہے تو اور بھی خود بخود بہکائے جاسکتے ہیں درمیان میں شیطان کا کیا کام ہے؟ اور اگر خدا ہی نے شیطان کو بہکایا تو خدا شیطان کا بھی شیطان ٹھیریگا۔ ایسی بات خدا کی نہیں ہوسکتی اور جو کوئی کسی کو بہکاتا ہے وہ بدصحبت اور لاعلمی کے باعث خود گمراہ ہوجاتا ہے۔

تحقیق (۳۲) بیشک خدا مسلمانوں پر بشرطیکہ پابند احکام اسلام ہوں رحم کریگا اور کافروں

Marfat.com

پر جو خدا کے احکام کی تکذیب پر کمر بستہ ہوں۔ دُکھ کی مار ڈالیگا۔ اگر اس کا نام طرفداری ہے تو بتلایئے! کوئی شخص وید کا منکر ہو تو پرمیشور کے نزدیک کیوں ناستک اور ملحد ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۷۔ سملاس (۱۰) نمبر ۲) دیکھئے پنڈت جی کی چالاکی لکھتے ہیں "جو آدمی جس جگہ دھرم کہ لیگا بھلا اس سے کون منکر ہے۔ آپ ہندوستان میں رہکر مسلمان ہوں اور احکام اسلام کے پابند رہیں اور ایک آدمی مکہ شریف میں ہو۔ دونوں کو برابر اجر ملیگا۔ یہ بتلایئے! وید کے مخالف رہکر کسی اجر کا مستحق ہے؟ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۲ باب ۷ نمبر (۸۱) ملاحظہ کر کے جواب دیں قرآن اور سید الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ اتباعہ وسلم کی سفارش یہی کیا کم ہے کہ اُن کے وسیلے سے بہت سے کفار ناہنجار راہ راست پر آئے گو بہت سے اپنے مرض الموت میں ہلاک اور تباہ بھی ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

سوامی جی کے بھولاپن کی کہاں تک شکایت کریں بھلا پنڈت جی! پرمیشور کو یہ بھی معلوم تھا کہ غازی محمود غزنوی اور محمد غوری ہندوستان ہاں (آریہ ورت) کی پاک سرزمین کو ڈشٹوں (مسلمانوں) سے خراب کر دینگے۔ پھر اُن کو پیدا ہی کیوں کیا اگر کہو کہ پرجنم (تناسخ) کے مسئلہ سے اُنکو ایسا ہی جسم اور حکومت ملنی ضروری تھی۔ تو سوال یہ ہے کہ حکومت اور بادشاہی تو (بقول آپکے) کسی نیک کام پر ملتی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اُن کو پہلے نیک کرموں (عملوں) کا انعام ملتا ہے۔ پھر کیا خدا کو معلوم نہ تھا کہ یہ دونوں بادشاہ اس انعام کو ایسی طرز سے برتینگے کہ بہت سے پوتر آریوں کو اور ان کی پاک سرزمین کو تباہ کر دینگے اور آریہ ورت میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دینگے۔ اس سے بڑھ کر دیکھئے کہ بُدھ کو بھی پیدا کیا" یک نہ شد دو شد" جس نے کروڑہا آریائوں کو ناستک (دہریہ) بنا دیا۔ کہو جی کون دھرم ہے؟ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۵۱ باب ۱۲ نمبر ۴۵)

سوامی جی! سنیئے! خدا نے جو کچھ پیدا کیا۔ اسکی حکمت تو وہی جانتا ہے۔ ہاں یہ

لہ اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہیئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے (منہ مذکور)

Marfat.com

ٹھیک ہے کہ اُس نے ہر ذی عقل کو فاعل خود مختار بنایا ہے گو وہ بھی جانتا ہے کہ یہ شخص اپنی فاعل مختاری کو ضائع کر کے مستوجب سزا ہوگا۔ تاہم وہ محض اپنے فضل وکرم سے اسکو مطلع کر دیتا ہے۔ پھر جو کچھ اُس کو کرنا ہوتا ہے کرتا ہے۔ اور اپنے اعمال کا نتیجہ پاتا ہے۔ اس میری تقریر پر آپ ستیارتھ پرکاش میں دستخط کر چکے ہیں۔

سنیئے!

جس طرح جیو خود مختاری سے کام کرتا ہے اسی طرح علیم کل ہونے سے ایشور جانتا ہے۔ اسی طرح جیو کام کرتا ہے یعنی ایشور ماضی مستقبل اور حال کے علم میں اور نتیجہ دینے میں خود مختار ہے اور جیو کسیقدر زمانہ حال کے علم میں اور کام کرنے میں خود مختار ہے ایشور کا علم ازلی ہونیکے باعث فعل کے علم کی طرح سزا دینے کا علم بھی ازل سے ہے۔ اُسکے یہ دونو علم سچے ہیں۔ کیا فعل کا علم سچا اور سزا دینے کا علم کبھی جھوٹا ہوسکتا ہے؟ پس اس میں کوئی بھی نقص نہیں" (صفحہ ۲۵۳ سطاس ۷ نمبر ۲ ۵)

پس خدا نے شیطان کو پیدا کیا اور وہ جانتا تھا کہ بندونکو ورغلائیگا تاہم اُس نے محض اپنی مہربانی سے اعلان کر دیا فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (اے شیطان جو تیرے تابع ہونگے تم سب کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ میرے نیک بندوں پر تیرا تصرف ہرگز نہ ہوگا) یاد رہے کہ شیطان کسی کو ہاتھ سے پکڑ کر گمراہ نہیں کرتا۔ بلکہ محض بدراہی سجھا دیتا ہے چنانچہ وہ خود قیامت کے روز گمراہوں کو جب وہ اُسے الزام دینگے بطور جواب کہیگا مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ (میرا تم پر زور نہ تھا میں نے تم کو بلایا تھا۔ تم نے میری بات کو قبول کیا۔ پس اب مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو کرو) لوگ خود بخود بدراہی اختیار کرتے ہیں۔ ہاں اسکی شیطنت کو اتنا ہی دخل ہوتا ہے جتنا کہ کسی بدصحبتی کا اثر ہو سکتا ہے جس سے بچنا آپکے رائے کوئی بھی منکر نہ ہو تاہم یاد رہے کہ یہ اغوائے شیطانی بھی اُسیوقت ہوتا ہے جب آدمی خدا سے تعلق نیاز توڑ لیتا ہے اور اپنی مستی اور جہالت میں پھنسکر تباہ ہو جاتا ہے سنو! لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

Marfat.com

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (تم مسلمانوں اُن لوگوں کی طرح مت ہونا جو خدا کو بھول گئے خدا نے اُنکی جانوں کی فکر اُن کو بھلا دی وہی بدکار ہیں) اس مضمون پر ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں آپ بھی دستخط کر چکے ہیں۔ جہاں بودھونکی گمراہی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"اُنہوں نے کس درجہ اپنی اودیا (جہالت) کی ترقی کی جسکی نظیر اُن کے سوا دوسری نہیں ہو سکتی یقین تو یہی ہوتا ہے کہ وید اور ایشور کی مخالفت کرنیکا انکو یہی نتیجہ ملا ہے" صفحہ ۲۱۴ سملاس ۱۲ نمبر ۱۷)

کیا یہ مضمون اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ کا ہم معنے نہیں؟ پس آپ کا فرمانا کہ شیطان کو کس نے بہکایا وغیرہ بالکل شیطانی حمایت ہے۔

یہ بحث کسی قدر نمبر ۱۱ میں گزر چکی ہے ورق اُلٹ کر ضرور دیکھو۔

(۳۳) تم پر مردار لہو اور گوشت سؤر کا حرام ہے اور سوائے اللہ جس پر کچھ پکارا جاوے (آیت ۱۷)

محقق یہاں پر سوچنا چاہیئے کہ کوئی جانور خود بخود مرا ہو یا کسی کے مارنے سے دونوں حالتوں میں وہ مردار ہے۔ ہاں اُن میں کچھ فرق بھی ہے تو موت میں کچھ فرق نہیں اور جب صرف سؤر کی ممانعت ہے تو کیا انسان کا گوشت کھانا روا ہے۔ کیا یہ بات اچھی ہو سکتی ہے کہ خدا کے نام سے دشمن وغیرہ کو عذاب دیکر اُسکی جان لی جاوے؟ اس سے تو خدا کے نام پر دھبہ لگتا ہے۔ ہاں خدا نے بلا پورب جنم یعنی زندگی سابقہ کے گناہ کے مسلمانوں کے ہاتھ سے جانداروں کو عذاب کیوں دلایا؟ کیا اپنے رحم نہیں کرتا؟ انکو اولاد کی مانند نہیں جانتا؟ جس جاندار سے زیادہ فائدہ پہنچے مثلاً گائے وغیرہ انکی مارنیکی ممانعت نہ کرنے سے خدا دنیا کو نقصان پہنچانے والا ثابت ہوتا ہے اور ایذا رسانی کے گناہ سے خدا بدنام بھی ہو جاتا ہے ایسی باتیں خدا کی کتاب کی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔

ملے شیطان میرے خاص بندوں پر تیرا زور نہ ہوگا۔ ۵۲ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ

Marfat.com

مدقق ۳۳

ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے کھانے میں کیا فرق ہے؛ جو آپ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۶ سملاس (۱۰) نمبر (۱۵) میں گوشت خور قوموں کے ہاتھ کا کھانے سے منع کرتے ہیں۔ بلکہ شودروں (ہندوؤں کی نیچ قوم) کے ہاتھوں کا پکا ہوا بلکہ اُن کے برتنوں میں بھی کھانے سے کیوں منع کیا گیا ہے۔ ایسی وہم پرستی کی کیا وجہ ہے؟ خود مردہ جانور کے اندر تمام خون بند رہتا ہے اور مذبوح سے نکل جاتا ہے جس سے اسکی حرارت میں فرق آجاتا ہے۔ یہی فرق کافی ہے ایسا ہی سؤر وغیرہ بھی مضر صحت ہے خصوصاً گرم ملکوں میں آدمی کے گوشت کی حرمت دوسری آیتوں اور حدیثوں سے سمجھ میں آتی ہے باقی مضمون کا جواب نمبر ۱ و ۲ میں آچکا ہے۔ ناظرین ورق اُلٹ کر غور سے دیکھئے۔

(۴ س ۳) روزہ کی رات تمہارے واسطے حلال کی گئی کہ رغبت کرنا اپنی بی بیوں سے وے تمہارے واسطے پردہ ہیں اور تم اُن کے واسطے پردہ ہو۔ اللہ نے جانا کہ تم خیانت کرتے ہو۔ پس اللہ نے معاف کیا تم کو بس اُن سے ملو اور ڈھونڈو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھدیا ہے یعنی اولاد۔ کھاؤ پیو یہانتک کہ ظاہر ہوجاوے تمہارے واسطے کالے دھاگے سے سفید دھاگا۔ یا رات سے جب دن نکلے (آیت ۱۸۷)

محقق

یہ تحقیق ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کا مذہب جاری ہُوا تب یا اُس سے پہلے کسی نے پورانک سے پوچھا ہوگا کہ چاند رائن برت جو ایک مہینہ بھر کا ہوتا ہے اس کا طریق بیان کرو شاستر کا طریق یہ ہے کہ چاند کی کلا کے گھٹنے بڑھنے کے مطابق لقموں کو گھٹانا بڑھانا اور دوپہر کے وقت کھانا کھانا چاہیئے اس کو نہ جانکر پورانک نے کہا ہوگا کہ چاند کو دیکھ کر کھانا کھانا چاہیئے۔ اُس چاند رائن برت کو مسلمانوں نے اس قسم کا بنالیا لیکن برت میں مجامعت منع ہے پر ایک اُنکے خدا نے بڑھکر کہدی کہ تم رات کو مجامعت بھی کیا کرو اور رات میں جتنی دفعہ چاہو کھاؤ۔ بھلا یہ روزہ کیا ہُوا؟ دن کو نہ کھایا رات کو کھاتے رہے یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہے کہ دن میں نہ کھانا اور رات کو کھانا۔

Marfat.com

مدقق سوامی جی جھوٹ بولنا سب مذہبوں میں بُرا ہے۔ قرآن شریف میں تو اس پر لعنت آئی ہے۔ مگر

افسوس ہٹ دہرمی مذہب کی تاریخی میں پھنسکر عقل کو زائل کر دیتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ)

پنڈت جی نے یہ سمجھا کہ جس طرح میں (پنڈت) نے ہندوؤں سے سنے سُنائے ستیارتھ پرکاش طبع اوّل میں شرادھ کو جائز لکھا اور جب اسکی غلطی معلوم ہوئی تو دوسرے طبع میں اسکی تصحیح کرکے غلطی کاتب کے منہ پر تھوپ دی۔ اسطرح یہ بھی ہوگا کیوں نہ ہو اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ چونکہ آپ نے اسپر کوئی دلیل قائم نہیں کی اس لئے ہم بھی اس کا جواب نہیں دیتے۔ آپ کو یہ بھی شائد معلوم نہیں کہ پورانگ ہندو تو غازی اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک بھی سمندر چیر کر عرب کا منہ نہ دیکھ سکتے تھے تو اُس سے سینکڑوں برس پہلے کہاں نصیب؟

پنڈت جی! آپ کو تو خلاف قانون قدرت کے سخت منکر تھے اور ستیارتھ پرکاش میں خلاف قانون قدرت کو محال جانتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ خدا بھی خلاف قانون قدرت نہیں کرسکتا۔ اب کسی مسلمان نے نماز پڑھ کر دم کر دیا کہ آپ روزہ کو خلاف قانون قدرت کہ بیٹھے ہیں۔ اگر خلاف قانون قدرت ہے تو روزہ دار روزہ رکھتے کیسے ہیں؟ آپکے نزدیک تو خلاف قانون قدرت ہو نہیں سکتا۔

سماجیو! ذرا سوچکر جواب دینا۔

(۳۵) اللہ کے راہ میں لڑو۔ اُن سے جو تم سے لڑتے ہیں مار ڈالو تم اُن کو جہاں پاؤ قتل سے کُفر بُرا ہے یہاں تک اُن سے لڑو کہ کفر نہ رہے اور ہووے دین اللہ کا انہوں نے جتنی زیادتی کری تم پر اتنی ہی زیادتی تم اُن کے ساتھ کرو (آئت ۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹)

محقق اگر قرآن میں ایسی باتیں نہ ہوتیں تو مسلمان لوگ اتنا بڑا ظلم جو کہ غیر مذاہب والوں پر کیا ہے نہ کرتے۔ بلا قصور کسی کو مارنا سخت گناہ ہے ان کے نزدیک مذہب اسلام کا قبول نہ کرنا کفر ہے اور کفر سے قتل کو مسلمان اچھا مانتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ جو ہمارے دین کو نہ مانیگا۔ اس کو ہم قتل کرینگے چنانچہ وہ ایسا

Marfat.com

ہی کرتے ہیں اور مذہب کی خاطر لڑتے لڑتے اپنی سلطنت وغیرہ کھو کر برباد ہو گئے ان کا مذہب غیر مذہب والوں سے سخت ظلم کرنا سکھاتا ہے ان سے پوچھنا چاہیئے کہ کیا چوری کا عوض چوری ہی ہے؟ جتنا نقصان ہمارا چور وغیرہ چوری سے کریں کیا ہم بھی ان کا چوری سے کریں؟ یہ بالکل بے انصافی کی بات ہے کیا کوئی جاہل ہم کو گالیاں دے تو ہم بھی اُس کو گالیاں دیں؟ یہ بات نہ خدا کی نہ خدا کے معتقد عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے۔ یہ تو صرف خود غرض لاعلم آدمی کی ہے۔

مدقق ۳۵ اس فقرے نے تو ثابت کر دیا کہ سوامی دیانند جی کا قول سونے سے لکھنے کے قابل ہے۔

"ہٹ دھرمی کی عقل تاریکی میں پھنسکر زائل ہو جاتی ہے" (دیباچہ ستیارتھ)

سوامی جی مہاراج! اس آیت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں جو آپ نے بھی نقل کئے ہیں سماجیو! سوامی جی نے اگر غور نہیں کیا تو تم ہی غور سے سنو!

"اللہ کی راہ میں لڑو اُن سے جو تم سے لڑتے ہیں"

پھر بھی آپ لکھتے ہیں کہ بلا قصور کسی کو مارنا سخت ظلم ہے۔ سچ ہے

"ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

مفصل جواب جہاد کا نمبر ۲ میں بصفحہ (۱۲/۱۲) کتاب ہذا آچکا ہے۔

(۳۶) اور اللہ نہیں دوست رکھتا ہے فساد کو اے لوگو کہ ایمان لائے ہو داخل ہو بیچ اسلام کے (آیت ۲۰۲۔۲۰۴)

محقق اگر خدا فساد نہیں چاہتا تو کیوں آپ ہی مسلمانوں کو فساد کرنے پر آمادہ کرتا ہے؟ اور مفسد مسلمانوں سے دوستی کیوں کرتا ہے؟ اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں ہی کا طرفدار ہے سب دنیا کا خدا نہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن کا بنایا نہ اُس میں کہا ہوا سچا خدا ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

مدقق سوامی جی کو ایزادی نمبروں میں مزہ آتا ہے۔ جس سے چیلوں سے خوش کرنا چاہئے ہیں مگر ہمیں ضروری نہیں جواب نمبر ۲ میں دیکھ لو۔ ہاں اتنا ضرور بتلایئے کہ "وید کا منکر دہریہ تو نہیں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۷)

(۳۷) اور اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بیشمار (آئنت ۲۰۹)

محقق کیا بلا گناہ اور ثواب کے خدا ایسے ہی رزق دیتا ہے؟ تو پھر بُرائی بھلائی کا کرنا یکساں ہے کیونکہ رنج و راحت کا حاصل ہونا اُس کی مرضی پر ہے اس لئے دھرم سے منحرف ہو کر مسلمان لوگ اپنی من مانی کارروائی کرتے ہیں اور کئی اس قرآن کے فرمودہ پر اعتقاد نہ رکھکر دہریہ ماتما بھی ہوتے ہیں۔

مدقق تناسخ چونکہ باطل ہے۔ اس لئے دنیاوی رنج و راحت کسی نیک اور بد کام کے عوض میں نہیں نیکی بدی کا اصلی عوض دوسری زندگی پر ہے جسے آپ "پرلوک" کہتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم نہایت سرکشی کرے اور اپنے فرائض کو پورا نہ کرے تو خدا اُس سے وہ نعمت چھین لیتا ہے۔ غور سے سنو! اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے عمل نہیں بدلتے)

(۳۸) اور سوال کرتے ہیں تجھ سے حیض سے کہہ وہ ناپاکی ہے۔ پس کنارہ کرو عورتوں کو بیچ حیض کے اور مت نزدیک جاؤ۔ اُن کے یہاں تک کہ پاک ہوں۔ پس جب نہالیں پس جاؤ اُن کے پاس اُس جگہ سے کہ حکم کیا تم کو اللہ نے بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے۔ پس جاؤ کھیت اپنے میں جس طرح چاہو۔ تم کو اللہ لغو قسم میں نہیں پکڑتا (آئت ۲۱۶-۲۱۸)

محقق ایام حیض میں مجامعت نہ کرنیکا حکم تو اچھا ہے۔ لیکن عورت کو کھیت سے مشابہت دینا اور یہ کہنا کہ جس طرح چاہو۔ اُن کے پاس جاؤ۔ انسان کی شہوت بھڑکانے کا موجب ہے۔ اگر خدا لغو قسم پر نہیں پکڑتا تو سب جھوٹ بولیں گے قسم توڑینگے۔ اس سے خدا جھوٹ کا اجراء کرنے والا ہو جائیگا۔

Marfat.com

مدقق ۳۸ کیسا مُورکھ (بیوقوف) ہے وہ منش (آدمی) جو اپنا گھر شیشوں کا بنا کر دوسروں پر پتھر برساتا ہے۔ سماجیو! سوامی جی کیسے پکش پاتی متعصّب ہیں کہ جس قسم کا استعارہ وہ خود بولتے ہیں، اُسی قسم کے استعارے والا کلام اگر قرآن میں اُن کو نظر آجاتا ہے تو فوراً معترض ہوتے ہیں سنو! اور غور سے سنو!

"عورت مرد کو دھیان رکھنا چاہیئے کہ ویرج (نطفہ) کو بے بہا سمجھیں جو کوئی اس بیش قیمت چیز (نطفہ) کو بیگانی عورت۔ رنڈی یا بُرے مردوں کی صحبت میں کھوتے ہیں وے بڑے بے عقل ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہو کر بھی اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوائے اور کہیں بیج نہیں بوتے جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے تو جو شخص سب سے اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو بُرے کھیت میں کھوتا ہے وہ بھاری بیوقوف کہلاتا ہے کیونکہ اس کا پھل اس کو نہیں ملتا" ستیارتھ صفحہ ۱۵۶

سملاس (۴) نمبر (۱۴۲)

بتلایئے! اس عبارت میں کھیت کس کو کہا ہے اور درخت کس کو؟ کیوں جی! سچ ہے؟ ناپاک باطنوں کو علم نہیں ہوتا (بھومکا صفحہ ۵۲)

ہاں اب یاد آیا کہ سوامی جی اس فقرہ پر "جاؤ اپنے کھیت میں جسطرح چاہو"۔ کیوں ناراض ہیں پنڈت جی نے تو عورت کو کھیتی اس درجہ تک کہا تھا کہ اگر مرد کے نطفہ میں کمزوری ہو تو دوسرے سے اولاد لیکر خاوند کی وارث کر سکتی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے **نیک بخت** اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر (سماجیو! **عمل کرو تو جانیں**) کیونکہ اب مجھ سے اولاد نہیں ہو سکیگی تب عورت دوسرے سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے[۵۱]" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۴

سملاس (۱۰) نمبر (۱۳۸)

[۵۱] دیرج دھاتا (نیوگی) کو پسند کرنے میں ناکح مرد کو بھی کچھ دخل ہے۔ یا سارا اختیار عورت ہی کو ہے اسکی بابت سوامی جی نے کچھ نہیں لکھا۔

Marfat.com

قرآن شریف نے بڑا غضب کیا کہ سوامی جی کی اس ترقی کو روک کر صرف خاوندوں کو کھیتوں میں جانے کی اجازت بخشی ہے اور یہی بڑا گناہ ہے ؎

مجھ میں ایک عیب بڑا ہی کہ وفادار ہوں میں ۔۔۔ اُن میں دو وصف ہیں بد خو بھی ہیں خود کام بھی ہیں

لغو قسم کیا

لغو قسم اس کو کہتے ہیں کہ کسی گذشتہ زمانہ کی بابت اپنے خیال میں وقوعہ صحیح سمجھ کر قسم کھا لے حالانکہ وہ غلط ہو۔ مثلاً کہے قسم ہے اللہ کی زید کل آیا تھا۔ کیونکہ اُس کے علم میں آیا تھا حالانکہ واقعہ میں وہ نہیں آیا۔ یا سبقت لسانی سے وہ منہ سے نکل جائے۔ جیسے بعض لوگ ہر بات میں واللہ باللہ کہا کرتے ہیں۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایسی قسموں پر جو غلطی سے زمانہ ماضی کے وقوعہ پر کھاؤ یا سبقت لسانی سے تمہارے منہ سے نکل جائیں مواخذہ نہیں یعنی ایسی قسموں پر وہ کفارہ نہیں جو قسم کے توڑنے کی صورت میں تم پر ہے۔ یعنی دس مسکینوں کو کھانا دینا یا تین روزے رکھنا۔ یا غلام آزاد کرنا۔ بتلایئے! کیا اعتراض ہے۔ ہاں پنڈت جی نے کیا ہی سچ کہا ہے۔

بہت سے ایسے ضدی اور متمرد ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشاء تاویل کیا کرتے ہیں خصوصاً مذہب والے لوگ کیونکر مذہب کے پاس خاطر سے اُن کی عقل تاریکی میں پھنسکر زائل ہو جاتی ہے" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷)

(۳۵۹) کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو اچھا۔ پس دُگنا کرے اُسکو واسطے اُسکے (آیت ۲۳۹)

محقق بھلا خدا کو قرض لینے سے کیا؟ کیا جس نے ساری خلقت کو بنایا۔ وہ انسان سے قرض لیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا تو بلا سمجھے کہا جا سکتا ہے۔ کیا اس کا خزانہ خالی ہو گیا تھا؟ کیا اس کو ہنڈوی پرچہ سوداگری وغیرہ میں مصروف ہونے سے خسارہ پڑ گیا تھا جو قرض لینے لگا؟ اور ایک کا دو دو دینا قبول کرتا ہے کیا یہ ساہوکاروں کا کام ہے ایسا کام تو دوالیوں یا فضو لخرچوں اور کم آمدنی والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ خدا کو نہیں۔

مدقق سوامی جی کا پرمان بالکل سچ ہے۔

مدقق "انسان کو کامل علم کیلئے اس طرح دلیل کرنی چاہیئے کہ اس منتر (یا آیت) کا مطلب

Marfat.com

کیا ہوگا؟ صرف منتر (آئت) سنکر محض دلیل (اپنی اٹکل) سے منتروں (یا آئتوں) کے معنی بیان کر دینا کافی نہیں جبتک انسان مقدم و مؤخر کو سمجھنے کی لیاقت حاصل نہ کرلے اور منتروں (اور آئتوں) کے معنی کو اچھی طرح صاف نہ کر لیوے اور اپنے ہمجنسوں میں بلحاظ مہارت علوم قابل تعریف اور اعلیٰ درجہ کا عالم نہ ہو جاوے تب تک وہ اچھی طرح خوض و فکر کے ساتھ عمدہ دلیل سے وید (یا قرآن) کے معنی نہیں کر سکتا" (بھومکا صفحہ ۵۲ ملخص)

یہ بھی سچ ہے۔

بعض ضدی لوگ خلاف منشاء متکلم کے تاویل کرتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷)

پس اگر متکلم کے منشاء کے مطابق آگے پیچھے کو ملا کر معنی کرنے صحیح ہیں تو سنیئے!

قرآن مجید بتاتا ہے انَّ اللّٰہَ یَبسُطُ الرِّزقَ لِمَن یَّشَآءُ وَیَقدِرُ (خدا ہی جسے چاہے رزق فراخ کرتا ہے اور جسے چاہے تنگ کرتا ہے) یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آیت زیر بحث میں قرض سے وہ قرض مراد نہیں جو تنگدستی میں ایک دوسرے سے لیا کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا بندوں کو ترغیب دیتا ہے کہ تم نیکی کے کاموں میں اپنے خرچوں کو ضائع نہ سمجھو بلکہ یہ سمجھو کہ ہم اللہ کو قرض دیتے ہیں جو اس کا عوض کئی درجے بڑھکر ہم کو عنایت کریگا میری اس توجیہہ پر آپ بھومکا میں دستخط کر چکے ہیں جہاں لکھتے ہیں

"جہاں معنی میں غیر امکان پایا جاتا ہے۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے مثلاً کوئی راست گو عالم کسی سے کہے کہ مچان (ہرن کا چمڑہ) بولتے ہیں۔ یہاں یہ مراد سمجھی جائیگی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے انسان بولتے ہیں" (صفحہ ۱۰)

پس جب قرآن شریف نے خود ہی بتلا دیا کہ خدا سب کا داتا ہے وہی مالک ہے، وہی خالق ہے تو قرض کے اصلی معنی ممکن نہ رہے پھر آپکا اُن پر اعتراض کرنا اپنے ہی قول کی تصدیق نہیں؟ کہ" ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (دیکھو بھومکا صفحہ ۵۲)

(۴۰) اُن میں سے کوئی ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا جو اللہ چاہتا ہے نہ لڑتے جو چاہتا ہے اللہ کرتا ہے (آئت ۲۵۳)

Marfat.com

محقق کیا جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں وہ خدا ہی کی مرضی سے ہوتی ہیں کیا وہ ادھرم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو وہ خدا ہی نہیں۔ کیونکہ نیک آدمیوں کا یہ کام نہیں کہ صلح توڑ کر لڑائی کرادیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن نہ خدا کا بنایا اور نہ کسی دیندار عالم کا بنایا ہوا ہے۔

رضا و مشیت میں فرق

مدقق سوامی جی! ہر ایک بات پر غور و فکر کرنا شرط ہے آپ نے رضا اور مشیئت میں فرق نہیں سمجھا۔ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے۔ خدا کی مشیئت سے ہوتا ہے مشیئت اس کے قانون کا نام ہے۔ بسا اوقات شاہی قانون پر عمل کرنے سے رضا حاصل نہیں ہوتی۔ ہندوستان میں سوراج کی تحریک گورنمنٹ کے قانون کے ماتحت اور موافق ہے۔ لیکن کیا گورنمنٹ راضی بھی ہے؟ خود نہ جانتے ہوں تو کسی سیاست دان سے پوچھکر بتانا۔

اب سنیئے! خدائی قانون۔ ایک ظالم کسی مظلوم پر حملہ کرکے تمام مال و اسباب چھین لیتا ہے۔ کئی طرح کے ظلم کرتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ قانون خداوندی کے مطابق وہ فعل ہوتا ہے۔ یعنی خدائی قانون ہے کہ زبردست کمزور کو دبا سکے۔ خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق پر۔ پس کسی طاقتور کا کسی کمزور پر حملہ کرکے اُس پر ظلم و ستم کرنا مطابق قانون خدا تو ہے۔ مگر کیا اس میں رضاء خدا بھی ہے؟ سماجیو! سوچکر جواب دینا۔

اور سنو! جوان مرد جوان عورت جب ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں تو دونوں کے دل میں جو جو خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ وہ قانون قدرت کے ماتحت ہوتے ہیں اس کے بعد جو فریقین سے سرزد ہو جاتا ہے۔ جسکو ہر مذہب بُرا جانتا ہے وہ بھی اُسی قانون قدرت کے ماتحت ہوتا ہے۔ تو کیا قانون قدرت کا مالک (پرمیشور) ان افعال پر راضی ہے؟ سماجیو! نیوگ اس سے مستثنےٰ ہے۔ اس لئے سوچ کر جواب دینا۔

پس آپ اس مختصر تقریر پر غور کریں اور آئندہ کو خدائی مشیئت اور رضا میں فرق سمجھا کریں۔ پس اس فقرہ کی کہ "کیا جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں خدا ہی کی مرضی سے ہوتی ہیں" یوں تصحیح کیجیے "جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں خدا ہی کی مشیئت (قانون)

Marfat.com

سے ہوتی ہیں" جس کا جواب ہم دینگے "ہاں" کیونکہ بدون مشیئت خداوندی کچھ نہیں ہو سکتا۔ قرآن کی آیت زیر بحث میں بھی یَشَآءُ کا لفظ ہے جس کا دھاتو (مصدر) مشیئت ہے۔ ورت مان کال (مضارع) یَشَآءُ فقرہ "جو چاہتا ہے اللہ کرتا ہے" کے یہی معنی ہیں کہ جو اُس کا قانون مخلوق کے متعلق ہے اُسی کے مطابق کرتا ہے جو ایک طرح سے آپ کی تائید تھی۔ کیونکہ آپ بھی پیرینچرل (خلاف قانون قدرت) کو محال جانتے ہیں۔ مگر چونکہ آپ اعتراضات کے شوق میں مست ہیں اس لئے اپنی تائید کی بھی تردید کرنے بیٹھ گئے۔ کیونکہ بقول آپکے "ہٹ دھرمی لوگ تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر لیتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷)

(الم) جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اُس کے لئے ہے۔ چاہے[1] اُس کی کُرسی نے آسمان اور زمین کو سمالیا ہے (آیت ۲۵۰)

تحقیق جو آسمان زمین پر چیزیں ہیں۔ وے سب انسانوں کے واسطے خدا نے پیدا کی ہیں۔ اپنے واسطے نہیں کیونکہ اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں جب اس کی کُرسی ہے تو وہ محدود المکان ہوا۔ جو محدود المکان ہے وہ خدا نہیں کہا تا۔ کیونکہ خدا تو ویاپک اور محیط کُل ہے۔

مدقق مہاراج دھن مہاراج! پنڈت جی بیچارے بھی معذور ہیں۔ عربی سے واقف نہیں اردو فارسی سے آشنا نہیں۔ خدا معلوم اس بے علمی سے آپ نے کیا کیا دھوکے کھائے ہونگے۔ بھوسکا صفحہ ۵۲ کی عبارت ہم کئی دفعہ نقل کر چکے ہیں۔ جس میں آپ خود بھی قائل ہیں جبتک مہارت تامہ نہ ہو کلام کے معنی نہیں سمجھے جاتے سنیئے! آیت زیر بحث یوں ہے۔ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ عربی میں لام مالکیت کیلئے آیا کرتا ہے۔ چنانچہ کہا

[1] "چاہے" کا لفظ نقل کر کے پنڈت جی نے ہمارے دعویٰ کی تصدیق کر دی کہ آپ سمجھ اور دیانت سے کام نہ لیتے تھے۔ ناظرین مترجم قرآن شریف کو دیکھیں تو یہ "چاہے" کا لفظ انکو بتلائیگا کہ ہم جو کہتے ہیں صحیح ہے۔ پھر ہماری تصدیق سے ہمیں اطلاع دیں۔
سماجیوں نے طبع اوّل کے بعد اس (چاہے) کو کاٹ دیا۔

Marfat.com

ہا کرتے ہیں هٰذَا الْمَالُ لِزَیْدٍ (یہ مال زید کا ہے) پس آئت کے معنی صاف ہیں۔
اُسی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے" چنانچہ شاہ عبدالقادرؒ صاحب نے بعینہ
یہی ترجمہ کیا ہے (دیکھو ترجمہ مذکور)۔

کرسی کے معنی

کرسی کے معنی بھی آپ نے نہیں سمجھے سنیئے! شاہ ولی اللہ صاحب کا فارسی ترجمہ
"فراگرفتہ است بادشاہی او آسمانہا وزمینہا"
یعنی آسمان اور زمین پر اللہ ہی کی حکومت ہے۔ آج معلوم ہوا کہ شاہ صاحب موصوف
نے ایسے صریح لفظوں میں کیوں ایسا ترجمہ کیا صرف آپکے سمجھانے کو۔
ہاں پرمیشور کے محیط کل ہونے کے معنی ذرہ آپکے لفظوں میں بیان کر کے تھوڑا
سا پرشن (سوال) کرنے کو ہمارا بھی جی چاہتا ہے۔
آپ ستیارتھ پرکاش میں ایشور کے جنم (تولد) نہ لینے کی دلیل لکھتے ہیں:۔ کہ
اگر کوئی شخص اس لاانتہا آکاش (جو یا آسمان) کو کہے کہ حمل میں سما گیا یا مٹھی میں رکھ
لیا گیا تو ایسا قول کبھی سچ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اکاش غیر متناہی اور محیط کل ہے اسی
واسطے اکاش نہ باہر آتا ہے اور نہ اندر جاتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور غیر متناہی اور محیط کل
ہونے کی وجہ سے اُس کا آنا جانا کبھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ کسی کا جانا اور آنا اُس جگہ
ہوسکتا ہے جہاں وہ نہ ہو۔ کیا پرمیشور رحم میں نہیں تھا جو اندر سے نکلا؟ ایشور کے
بارے میں ایسی بات علم سے بے بہرہ لوگوں کے سوائے اور کون کہہ اور مان سکتا ہے"
ستیارتھ صفحہ ۲۴۹۔ سملاس ۷۔ نمبر ۴۵۔
ان معنی سے جو محیط کل ہونیکا ترجمہ پنڈت جی نے کیا ہے (اگر ہماری سمجھ غلط نہ ہو
تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سوامی جی پرمیشور کو ایسا جانتے ہیں کہ جیسے پانی میں کھانڈ ہوتی ہے جس سے
یہ نتیجہ نکالنا کچھ دور نہیں کہ اُن کے خیال میں پرمیشور بھی متکمم (لمبائی چوڑائی۔ گہرائی والا)
ہے۔ پس جو چیز لمبائی چوڑائی والی ہوگی وہ قابل انفصال بھی ہوگی اور یہ تو پنڈت
جی بھی مانتے ہیں کہ قابل انفصال ایک وقت سے شروع ہوکر ایک وقت میں فنا ہوجایا
کرتی ہے مفصل تقریر نمبر ۱۶ میں دیکھو اور نتیجہ پاؤ۔

Marfat.com

دوسرا سوال یہ ہے کہ سوامی جی کی اس تقریر کے مطابق خدا محدود اور متناہی ہو جائیگا اس لئے کہ مخلوق خواہ کتنی ہی ہماری گنتی میں اَن گنت ہوتا ہم واقع میں اَن گنت نہیں کیونکہ اس میں شک نہیں کہ موجودہ دنیا کا آغاز تو ضرور ہے اور پنڈت جی بھی اس کا شروع مانتے ہیں (ستیارتھ صفحہ ۲۸۷۔ سملاس (۸) نمبر (۲۸) (ہم تو اس کے سلسلہ کا بھی نمبر ۱۶ میں آغاز ثابت کر آئے ہیں) پس ضرور ہے کہ ایک وقت سے اُس کی ابتدا ہو اور یہ تو بالکل بدیہی اور ظاہر ہے کہ پرمیشور نے ابتدا میں جو چیزیں پیدا کی تھیں وہ بھی محدود تھیں۔ اُن پر ہر روز اور ہر گھڑی محدود ہی بڑھتی چلی آئیں۔ محدود پر محدود بڑھنے سے محدود ہی رہیگا۔ آخر آجتک وہ سب کی سب محدود ہی ہیں۔ گو وہ ایسے درجہ تک پہنچ گئی ہوں کہ بندوں کا حساب اُس تک نہ پہنچتا ہو۔ مگر اس سے واقعی غیر محدود اور غیر متناہی نہیں ہو سکتیں پس جب یہ کل دنیا ایک حد تک محدود ہے گو اس کی حد کو ہم نہ جانیں۔ پرمیشور بھی اسکی تحدید سے محدود ہوگا۔ کون نہیں جانتا کہ پانی جب گلاس میں محدود ہے تو کھانڈ بھی محدود ہوگی پس یا تو آپ پرمیشور کو محدود اور متناہی مانیں یا آپ اس دعوے کو کہ "پرمیشور غیر متناہی ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۵ سملاس ۷) واپس لیں۔

سائنس سے پہلے جھنڈا گاڑنے والے سماجیو! ان دلائل کو سوچکر جواب دو یا قبول کرو۔

(۲۴) اللہ آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے۔ بس تو مغرب سے لے آ۔ بس جو کافر حیران تھا

تحقیق اللہ گنہگاروں کو راہ نہیں دکھلاتا (آیت ۲۵۸)

محقق دیکھئے یہ لاعلمی کی بات ہے۔ آفتاب نہ مشرق سے مغرب اور نہ مغرب سے مشرق کبھی آتا جاتا ہے۔ وہ اپنی محور میں گردش کرتا رہتا ہے اس سے تحقیق جانا جاتا ہے کہ قرآن کے مصنف کو علم ہیئت اور جغرافیہ بھی نہیں آتا تھا۔ اگر گنہگار کو راہ نہیں بتلاتا۔ تو پرہیزگاروں کیلئے بھی مسلمانوں کے خدا کی ضرورت نہیں کیونکہ دھرماتما تو دھرم کی راہ میں ہوتے ہی ہیں۔ جو گمراہ ہیں ان کو راستہ بتلانا چاہیئے۔ اس لئے اس فرض کا ادا نہ کرنا قرآن کے مصنف کی بڑی غلطی ہے۔

Marfat.com

مدقق ۴۲ ہیچ ہے ؎ نہ محقق بود نہ دانشمند چار پایہ برو کتابے چند

مشرق اور مغرب سے مراد اس مقام کا مشرق اور مغرب ہے جہاں پر حضرت ابراہیمؑ تھے جن کا یہ کلام ہے۔ اگر کوئی کنارہ دنیا کا مشرق۔ مغرب نہیں تو آپکی جغرافیہ دانی معلوم۔ اگر ہم زمین کی حرکت کے قائل ہوں اور سورج کو اپنے محور پر متحرک سمجھیں تو بھی مشرق مغرب جو دیکھنے میں آتا ہے اس کے مطابق ہر ایک شخص خصوصاً ایسے احمق کے سامنے جو خود ہی خدا بنتا ہو۔ جیسا حضرت ابراہیمؑ کا مخاطب نمرود تھا۔ جس کے جواب میں انہوں نے یہ فقرہ کہا تھا۔ ایسے مشاہدہ سے دلیل لائی جا سکتی ہے۔ سوامی جی کی بلا کو غرض ہے کہ آگے پیچھے کو دیکھیں اور غور کریں۔ اُنہیں تو فقرہ مذکور بھومکا صفحہ ۵۲ کی تصدیق منظور ہے کہ "جلد بازوں کو علم نہیں ہوتا"

سوامی جی! ہدایت دو قسم پر ہے ایک ہدایت وہ ہے جسے راہ نمائی کہتے ہیں یعنی راہ دکھانا دینا یہ تو سب بندونکو برابر ملتی ہے۔ ایک ہدایت وہ ہے جسے توفیق خیر کہتے ہیں وہ خاص برگزیدوں کا حصہ ہے۔ اس مضمون کو آپ نے بھی ستیارتھ پرکاش کے کئی ایک مواقع میں ادا کیا ہے ایک موقع کے الفاظ یہ ہیں۔

جب آتما من (جی) کو اور من حواس کو کسی شئے محسوسہ میں لگاتا ہے یا جس لمحہ میں آتما چوری وغیرہ بُرے یا رفاہ عام وغیرہ اچھے کام کرنا شروع کرتا ہے تو جیو کی خواہش اور علم وغیرہ چونکہ اُس وقت اسی خواہش کی ہوئی چیز کی طرف جھک جاتے ہیں اس لئے اُس لمحہ میں جو آتما کے اندر بُرے کام کے کرنے میں خوف تامل اور شرم اور اچھے کاموں کے کرنے میں بے خوفی عدم تاملی خوشی اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے وہ جیو آتما کی طرف سے نہیں بلکہ پرماتما (خدا) کی طرف سے ہے" ستیارتھ صفحہ ۵۵ سملاس ۷، نمبر ۱۱

اور سنیئے!

"جو پاپ کرنے کی خواہش کے وقت شک اور شرم پیدا ہوتی ہے وہ انتریامی پرماتما (خدا) کی طرف سے ہے" (ستیارتھ صفحہ ۵۵)

پس ایک وقت انسان کی بدکاری کا وہ آتا ہے کہ یہ شک اور خوف گناہوں پر اُسکو

Marfat.com

نہیں ہوتا اور وہ بے کھٹکے گناہ کرتا ہے۔ بلکہ اپنے افعال قبیحہ کو اچھا جانتا ہے اسی مضمون کو آپنے بھی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بودھوں کی گمراہی کے سبب بیان کرتے ہوئے یوں ادا کیا ہے۔

انہوں (بودھوں) نے کس درجہ اودّیا (جہالت) میں ترقی کی ہے جس کی نظیر اُن کے سوا دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہوتا ہے کہ وید اور ایشور سے مخالفت کرنیکا ان کو یہی نتیجہ ملا ہے" (ستیارتھ صفحہ ۴۸۱ ۔ باب ۱۲۔ نمبر ۲۷)

سنو! قرآن انسان کی فطری حالت بتلاتا ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (یاد رکھو کہ ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ آدمی کے دلمیں پردہ ہوجاتا ہے سمجھنے سے روک دیتا ہے)

سوامی جی! یہی وہ سچ ہے جو آپ بھومکا صفحہ ۵۲ میں (جسکی عبارت ہم نے کئی دفعہ نقل کی ہے) لکھ چکے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ "دگرراانصیحت وخودرا فضیحت"

(۳۴) کہا جانوروں سے لے اُنکی صورت پہچان رکھ پھر ہر پہاڑ پر اُن میں سے ایک ایک ٹکڑہ رکھدے پھر اُنکو بلا دوڑتے تیرے پاس چلے آئینگے (آیت ۲۵۶)

محقق واہ واہ دیکھو جی مسلمانوں کا خدا شعبدہ بازوں کیطرح کھیل کر رہا ہے کیا ایسی ہی باتوں سے خدا کی خدائی ظاہر ہوتی ہے۔ عقلمند لوگ ایسے خدا کو خیرباد کہہ کر کنارہ کشی کرینگے اور جاہل لوگ پھینگے۔ اس سے بھلائی کے عوض بُرائی اُس کے پلّے پڑیگی۔

مدقق اس آیت کے الفاظ یہ ہیں۔

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا

اس آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "چار جانور لیکر اُنکو اپنے ساتھ ہلاؤ۔ تم اُن میں سے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر رکھو" مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کو خدا کی طرف سے کہا گیا تھا کہ تم چار جانور لیکر اپنے ساتھ ہلاؤ۔ پھر اُن کو پہاڑوں پر رکھ کر اپنی طرف بلاؤ چونکہ وہ تم سے پہلے ہونگے اس لئے تمہارے بلانے پر تمہارے پاس فوراً آئینگے اس سے تم سمجھنا کہ خدا مردوں کو زندہ کرسکتا ہے کیونکہ یہ وحشی جانور چند روزہ تمہاری موانست سے ایسے مانوس ہوگئے کہ تمہارے بلانے

Marfat.com

پر تمہارے پاس آئینگے۔ مخلوق تو ساری خدا سے فطری طور پر مانوس ہے پھر کیا تعجب ہے کہ خدا کے بلانے پر وہ اس کے حکم کی تعمیل کریں۔ بلکہ نہ کریں تو تعجّب ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن شریف کے اصلی الفاظ اور اُن کے ترجمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا جو ہوتا ہے وہ الگ باتوں پر ہوتا ہے جس کے قائل خود ذمہ دار ہیں۔ قرآن ذمہ دار نہیں مفصل ترک اسلام اور تغلیب الاسلام میں ملاحظہ ہو۔

(۴۴) جس کو چاہے حکمت دیتا ہے (آیت ۲۶۹)

محقق اگر جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے۔ تو جسکو نہیں چاہتا حکمت نہیں دیتا ہوگا یہ خدا کی بات نہیں بلکہ جو طرفداری چھوڑ کر سب کو حکمت کی ہدایت کرتا ہے وہی خدا اور سچا واعظ ہوسکتا ہے دوسرا نہیں۔

مدقق اس فقرہ کا جواب نمبر ۴۲ میں اور اس سے پہلے کئی دفعہ آچکا ہے پنڈت جی کو نمبر شماری کا شوق چرا جاتا ہے علاوہ اس کے مشیئت (منشاء) کے معنی نمبر (۴۰) میں ہم بتلا آئے ہیں۔

(۴۵) وہ کہ جس کو چاہیگا معاف کریگا جسکو چاہے عذاب دیگا۔ کیونکہ وہ سب چیزوں پر قادر ہے (آیت ۲۸۰)

محقق کیا بخشش کے مستحق کو نہ بخشنا اور غیر مستحق کو بخشنا غیر منصف بادشاہ کا سا کام نہیں ہے؟ اگر خدا جسکو چاہتا ہے گنہگار یا دھرماتما بناتا ہے تو روح کو گناہ و ثواب کرنیوالا نہ کہنا چاہیئے۔ جب خدا نے اُس کو ویسا ہی کیا تو انسان کو تکلیف و راحت بھی نہ ہونی چاہیئے۔ جیسے سپہ سالار کے حکم سے کسی نوکر نے کسی کو مارا تو اُس کا ثمرہ حاصل کرنیوالا وہ نہیں ہوتا ویسے ہی دے بھی نہیں ہیں

مدقق بھولے سوامی! یہ کس لفظ کا مطلب ہے کہ مستحق کو خدا نہ بخشیگا اور غیر مستحق کو بخشیگا مشیئت دھاتو (مصدر) کے معنی جس سے یشاء ورت مان کال (مضارع) بنا ہے۔ نمبر ۴۰ میں ہم بتلا آئے ہیں علاوہ اس کے اُس سے پہلے بھی ایک موقع میں اُس کا ذکر ہے پس آیت کے معنے صاف ہیں کہ جو لوگ اُسکی بخشش کے قانون کے پابند رہے ہونگے یعنی

Marfat.com

مستحق ہونگے۔ اُن کو بخشیگا اور جو نہیں رہے ہونگے اُن کو نہیں۔ مگر
"ضدیوں کو علم کہاں" (دیکھو مکا صفحہ ۵۲ دیکھو)
(۶۴) سورہ آل عمران۔ اس سے اچھی اور کیا پرہیزگاروں کو خبر دوں کہ اللہ کیطرف سے بہشتیں ہیں جن میں نہریں چلتی ہیں۔ اُن میں ہمیشہ رہنے والی پاک بیبیاں ہیں اللہ کی خوشی ہے اللہ انکو دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے (آیت نمبر ۱۳)

محقق بھلا یہ بہشت ہے یا طوائف خانہ؟ اس کو خدا کہیں۔ یا استریوں (عورتوں) کا دلدادہ۔ کیا کوئی بھی عقلمند ایسی باتیں جس میں ہوں اُسکو خدا کی بنائی ہوئی کتاب مان سکتا ہے؟ خدا طرفداری کیوں کرتا ہے؟ جو بیبیاں بہشت میں ہمیشہ سے رہتی ہیں۔ کیا وے یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں۔ یا وہیں پیدا ہوئی ہیں؟ اگر یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں اور قیامت کی رات[1] میں سب کا انصاف ہوگا۔ اس عہد کو کیوں توڑا؟ اگر وہیں پیدا ہوئی ہیں تو قیامت تک وے کیونکر گزارہ کرتی ہیں؟ اگر انکے واسطے آدمی بھی ہیں یہاں سے بہشت میں جاتے مسلمانوں کو خدا بیبیاں کہاں سے دیگا؟ اور جیسے بیبیاں بہشت میں ہمیشہ رہنے والی بنائیں۔ ویسے مردوں کو وہاں ہمیشہ رہنے والے کیوں نہیں بنایا؟ اس واسطے مسلمانوں کا خدا بھی بے انصاف اور بے سمجھ ہے۔

مدقق سوامی جی کا ترجمہ تو تمام و کمال نور ہوتا ہے مگر اس فقرے کے لفظوں نے تو بخوبی ثابت کر دیا کہ سوامی جی کا پرمان واقعی سونے سے لکھنے کے قابل ہے کہ "ہٹ دھرمی کی عقل پر پتھر" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷) اللہ اللہ جس شخص کو اتنی بھی خبر نہیں کہ مبتدا اور خبر میں تمیز کر سکے۔ معمولی اردو۔ اور اردو سے ناگری کیا ہوا ترجمہ بھی صاف نقل نہیں ہو سکتا۔ تو ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسے علم و عقل کے مہاتما نے کہاں تک قرآن شریف پر جس کو ہزارہا دوان (اہل علم) الہامی کتاب مانتے ہیں اور راہ نجات جانتے ہیں غور و فکر کی ہوگی۔ ہم ہر فقرہ پر یہ شکایت کرتے تو ایسی شکایت ہی سے کتاب بھر جاتی۔ ناظرین خصوصاً ہمارے سماجی دوست اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے ذرا اپنے سوامی کا ترجمہ منقولہ خصوصاً جہاں ہم نے ترجمہ کی

Marfat.com

کی نقل پر اعتراض کئے ہیں۔ مترجم قرآنوں سے مقابلہ کریں۔

فقرہ نمبر ۹ میں بھی سوامی جی نے یہی اعتراض کیا ہے۔ پنڈت جی کو اعتراض پڑھنے کا ایسا شوق چرایا ہوا ہے کہ ایک ہی اعتراض کو کئی ایک مواقع پر کرکے مورکھوں میں نمبر شماری کراتے ہیں۔ قرآن شریف کا مطلب کسی عالم سے پوچھ لیا ہوتا؟ قرآن میں اہل بہشت کیلئے بیبیوں کا ہونا بیشک مذکور ہے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پر سوامی جی کو کیا سوال ہے؟ اگر خدا کسی نیک آدمی کی نیک بیوی کو بہشت میں اسکے ساتھ ہی جگہ دے تو کیا قباحت ہے؟ ہاں جو نیک مرد بے نکاح مرینگے اُن کا ملاپ اُن عورتوں سے ہوگا جو ویسی ہی نیک اعمالی میں بے نکاح مرینگی یا خدا اُن کیلئے بہشت میں اُن کے مناسب عورتیں پیدا کر دیگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اہل بہشت مردوں کو ایک عورت سے زیادہ کی خواہش ہوگی تو اور عورت وہاں کی پیدائش سے اُس کو مل جائیگی۔ پنڈت جی نے چونکہ تمام عمر خلاف قانون قدرت تجرد میں گزاری ہے۔ اس لئے وہ جب سنتے ہیں کہ اہل بہشت کو بیویاں ملیں گی تو وہ حیران ہوتے ہیں کہ میں تو باوجود اپنی ہمہ جد و جہد دنیا میں بھی بے نصیب رہا مسلمان اس لوک (دنیا) کے علاوہ پرلوک (آخری زندگی) میں بھی کامیاب ہوئے جاتے ہیں۔ آہ ؎

جدا ہوں یار سے ہم اور نہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

باقی جواب نمبر ۹ میں ملاحظہ ہو۔

(۴۷) تحقیق اللہ کی طرف سے دین اسلام ہے (آیت ۱۹)

محقق کیا اللہ مسلمانوں ہی کا ہے اور دوں کا نہیں؟ کیا تیرہ سو برس سے پہلے خدا کا مذہب تھا ہی نہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں بلکہ کسی متعصب کا بنایا ہوا ہے۔

مدقق (۴۷) ایک شخص نے ایک طوطے کی پرورش کی اور اُسے "دریں چہ شک" کا لفظ ایسا ضبط کرایا کہ ہر ایک بات کے جواب میں طوطا "دریں چہ شک"

Marfat.com

بیساختہ کہہ دیتا۔ آخر ایک دفعہ مالک اُس کا بازار میں بیچنے کو لے گیا اور خریدار کے پوچھنے پر سو روپیہ مول کیا۔ خریدار کی تکرار پر مالک نے کہا کہ طوطا مہاراج سے پوچھ لو۔ طوطا رام جی جھٹ بول اُٹھے کہ "**دریں چہ شک**" خریدار نے سمجھا کہ ایسا طوطا کہاں سے ملیگا۔ کہ فارسی میں ہر بات کا جواب دیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پنڈت جی کو یہ لفظ ضبط ہے کہ "مسلمانوں ہی کا خدا ہے۔ اوروں کا نہیں" مگر جب اپنے پر گزرتی ہے تو صاف کہہ جاتے ہیں کہ "وید کا منکر ناستک (دہریہ ملحد) ہے" (ستیارتھ صفحہ ۳۴۷ اور

"اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے تو یہی جواب دینا چاہیئے کہ ہمارا **اعتقاد وید ہے**" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۲ سملاس ۷۔ نمبر ۸۱)

تیرہ سو برسوں سے پہلے کا جواب نمبر (۱) میں ملاحظہ ہو۔

(۸۴) ہر ایک روح کو پورا دیا جاویگا۔ جو اُس نے کمایا اور وے نہ ظلم کیئے جاویں گے کہو یا اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے جسکو چاہے دیتا ہے جس سے چاہے چھینتا ہے جسکو چاہے عزّت دیتا ہے جسکو چاہے ذلّت دیتا ہے۔ سب کچھ تیرے ہی ہاتھ میں ہے ہر ایک چیز پر تو ہی قادر ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں بٹھاتا ہے اور مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے۔ اور جس کو چاہے بیشمار رزق دیتا ہے مسلمانو کو چاہیئے کہ کافروں کو دوست نہ بناویں سوائے مسلمانوں کے۔ پس جو کوئی یہ کرے پس وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ کہہ جو تم چاہتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو میری۔ اللہ چاہیگا تم کو اور تمہارے گناہ معاف کریگا۔ تحقیق بخشنے والا مہربان ہے۔ (آئت ۲۱ ۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷)

تحقیق جب ہر روح کو اعمال کا پورا پورا ثمرہ دیا جاویگا تو گناہ معاف نہیں ہو سکینگے اور اگر معاف ہونگے تو پورا ثمرہ نہیں دیا جاویگا۔ اور بے انصافی ہوگی اگر بلا نیک اعمال کے سلطنت دیگا۔ تو بھی غیر منصف ہو جائیگا۔ بھلا زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کبھی ہو سکتا ہے۔ خدا کا انتظام مکمّل اور لازوال ہے کبھی اس میں تغیّر و تبدّل نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھئے تعصب کی باتیں جو دین اسلام میں

Marfat.com

نہیں ہیں۔ اُن کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ غیر مذہب کے نیکوکاروں سے بھی دوستی نہ رکھنا اور بدمسلمانوں سے دوستی رکھنے کی تعلیم دینا خدا کے شایاں نہیں۔ اس لئے یہ قرآن اور قرآن کا خدا اور مسلمان لوگ محض تعصب جہالت سے پُر ہیں اور مسلمان لوگ تاریکی میں ہیں اور دیکھئے محمدؐ صاحب کی لیلا کہ اگر تم میری طرف ہوگے تو خدا تمہاری طرف ہوگا۔ اگر تم تعصّب سے گناہ کروگے تو اُسکی معافی بھی کریگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محمدؐ صاحب کی نیت صاف نہ تھی اور محمد صاحب نے اپنی مطلب برآری کیلئے یہ قرآن بنایا ہے۔

مدقق "کیسے ہٹ دھرمی ہیں وہ لوگ جو مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو کھو بیٹھتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷) ہر کام کا پورا بدلہ وہی ہوتا ہے جو حاکم نے مقرر کیا ہو۔ پس جن گنہگاروں کے نیک اعمال زیادہ اور بد اعمال کم ہونگے ان کا بدلہ یہی ہے کہ وہ نجات یاب ہوں غور سے سنو!

اَمَّا[1] مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ

اور جن کے گناہ نیکیوں سے بڑھ کر ہونگے اُن کی سزا جہنم ہے سنو!

اَمَّا[2] مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ

پھر بھی یہ قانون مقرر ہے کہ ایسے گنہگاروں میں سے جو جہنم کے قابل ہونگے اگر کوئی گنہگار خدا سے باغی یعنی مشرک نہیں تو کسی قدر سزا دیکر اُنکو بھی نجات مل سکیگی غور سے پڑھو

اِنَّ[3] اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

پس آپ کے پہلے حصّہ کا جواب آگیا۔ زندوں سے مردے اور مردوں سے زندے ہر روز نکلتے ہم خود دیکھ رہے ہیں۔ کیا جن مُردوں کو آگ میں جلاتے ہو۔ وہ تم زندوں میں سے نہیں تھے؟ اور جو روزمرّہ پیدا ہوتے ہیں وہ پہلے مردہ (بیجان منی) نہیں ہوتے؟ دیکھئے قرآن شریف اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔

---

[1] جن کے نیک اعمال زیادہ ہونگے وہ نجات پاجاوینگے۔
[2] جن کے نیک اعمال کم ہونگے وہ جہنم میں جاوینگے۔
[3] خدا مشرک کے سوا جس کو چاہے گا (بعد کسیقدر سزا کے) بخش دیگا۔

Marfat.com

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ

سچ ہے:-

کامل علم کیلئے ہر بات کا مقدم مؤخر اور موقع مناسب دیکھنا اور سوچنا ضرور ہے اور نیز ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

کافر کہنے کا جواب فقرہ نمبر ۲ میں آچکا ہے۔ آپ اپنی خود تطویل بلا طائل، میں مجبور ہیں تو ہم بھی اپنی عادت (اختصار) پر مجبول ہیں۔

غیر مذہب کے نیک لوگوں کے ملنے سے منع نہیں کیا، بلکہ اُن پاپیوں ڈشٹوں سے منع کیا جن کا حال خود خدا نے بتلایا ہے کان کھول کر سنو!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

سماجیو! بھومکا صفحہ ۵۲ کو جس کی عبارت ہم نے کئی دفعہ لکھی ہے دیکھو اور قرآن کی داد دو جو ایسی حرکات ناانصافی سے کیسے سخت لفظوں میں منع کرتا ہے۔

غور سے سنو!

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

ہاں سوامی جی اگر آپ ایسے ہی صلح کل اور نرم طبیعت تھے کہ غیر مذہب کے لوگوں کو اپنی طرح جانتے تھے تو بیچارے بے زبان برہموؤں پر کیوں ایسے خفا ہیں جو لکھتے ہیں۔

انہوں نے انگریز مسلمان۔ چنڈال وغیرہ سے بھی کھانے پینے کی تمیز نہیں رکھی۔ انہوں نے

---

۵۱ کیسے تم اللہ سے منکر ہوتے ہو۔ حالانکہ تم بے جان (بصورت معنی) تھے۔ پھر اُس نے تم کو زندگی بخشی

۵۲ مسلمانو! غیر قوموں سے دوستی نہ لگاؤ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے تمہاری تکالیف سے خوش ہوتے ہیں۔ خود اُن کے مونہوں سے شرارتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور جو غصہ تمہارے حق میں اُنکے دلوں میں بھرا پڑا ہے۔ بہت بڑھکر ہے۔ ہم نے تم کو نشان بتلا دیئے ہیں۔ اگر تمکو عقل ہے تو سمجھو۔

۵۳ کیوں ایسی باتیں کہتے ہو جن پر خود عمل نہیں کرتے۔ خدا کے ہاں یہ غضب کی بات ہے کہ کہے پر خود عمل نہ کرو

Marfat.com

یہی سمجھا ہوگا کہ کھانے اور ذات کا امتیاز توڑنے سے ہم اور ہمارا ملک سُدھر جائیگا لیکن ایسی باتوں سے سُدھار کہاں اُلٹا بگاڑ ہوتا ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۹۷ سملاس ۱۱ نمبر ۱۰۵)

اور بھی سنیئے! پنڈت جی پرمان دیتے ہیں۔

اب ادبار بخت آریوں کی سُستی۔ غفلت اور باہمی نفاق کیوجہ سے دوسرے ملکونمیں راج کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے بلکہ خود آریہ ورت (ہند) میں بھی اسوقت آریوں کو کامل آزاد اور خود مختار اور بے خوف راج نہیں۔ جو کچھ ہے اُسکو بھی غیر ملک والے پامال کر رہے ہیں کچھ تھوڑے سے راجہ خود مختار ہیں۔ جب بُرے دن آتے ہیں۔ تب ملک کے رہنے والونکو کئی طرح کی تکلیف بھوگنی پڑتی ہے۔ کوئی کتنا ہی کرے لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہوتا ہے۔ یعنی غیر ملکوں کا راج پورا پورا آرام دہ نہیں ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۸۔ سملاس ۸ نمبر ۴۹)

گروکل اور آریہ کالج کے حامیو! سوامی جی کی جلی عبارت سے متفق ہو؟

پنڈت جی! مسلمان اور عیسائی خواہ کتنے ہی نیک ہوں اُن کے ساتھ کھانا روا نہیں ہاں مجھے یاد آیا۔ وید کی پابندی کے سوا کوئی نیک کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ

"وید کا منکر ناستک (دہری) ہے"

(ستیارتھ پرکاش سملاس ۷)

کافر کہنے کا جواب نمبر ۲۰ میں دیکھو!

سوامی جی! ہیں؟ ایسی بے انصافی پرمیشور سے کراتے ہو کہ وید کی مت والوں کے سوا کوئی بھی آستک (قائل خدا) نہیں (چیٹرز)

(۴۹) جسوقت کہا فرشتوں نے کہ اے مریم تجھ کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور پاک کیا اوپر دنیا کی عورتوں کے (آیت ۳۹)

محقق بھلا جب آج کل خدا کے فرشتے اور خدا کسی سے باتیں کرنے کو نہیں آتے تو پہلے کیونکر آتے ہونگے؟ اگر کہو کہ پہلے کے آدمی دیندار تھے آج کل کے نہیں تو یہ بات غلط ہے۔ جب عیسائی اور مسلمانوں کا مذہب چلا تھا۔ اُس وقت اُن ملکوں

Marfat.com

میں جنگلی اور جاہل آدمی زیادہ تھے۔ اسی واسطے خلاف از علم مذہب چل گئے اب عالم وفاضل زیادہ ہیں اس وجہ سے ایسا مذہب اب چل نہیں سکتا۔ بلکہ جو جو ایسے ردّی مذہب ہیں وے معدوم ہوتے جاتے ہیں۔ ان کے ترقی پانے کی تو بات ہی کیا ہے۔

مدقق ۴۹ بھلا جب آج کل کسی کو الہام نہیں ہوتا تو پہلے وید کیونکر الہام ہوئے ہونگے؟ یا آج کل کوئی جوان آدمی پیدا نہیں ہوتا تو پہلے بھی کیونکر جوان جوان پیدا ہوئے ہونگے؟ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۴ سملاس ۸ نمبر ۲۴) اگر کہئے کہ اُن دنوں ضرورت تھی تو ٹھیک اسی طرح معجزہ کی اُن دنوں ضرورت تھی اور یہ تو ظاہر ہے کہ ضرورت اور عدم ضرورت کا معلوم کرنا فاعل کا کام ہے۔ ہم بسا اوقات بارش کی ضرورت سمجھتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک وقت مناسب نہیں ہوتا تو بارش بھی نہیں ہوتی۔ ہاں یہ خوب کہی کہ جب عیسائی اور مسلمانوں کا مذہب چلا تھا اُس وقت جہالت تھی ٹھیک ہے اس لئے کہ اُسوقت وید پر اُن لوگوں کا عمل تھا۔ کیونکہ وید تو ابتدائے پیدائش سے انسانوں کو یکے بعد دیگرے (وراثت میں) ملے تھے (چیٹرز) سماجیو! تمہاری کیا رائے ہے؟

(۵۰) اُس کو کہتا ہے کہ ہو۔ پس ہو جاتا ہے۔ اور مکر کیا کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہت مکر کرنیوالا ہے (آیت ۴۴-۵۰)

محقق ۵۰ جب مسلمان خدا کے سوائے دوسری کوئی چیز نہیں مانتے۔ تو خدا نے کس سے کہا اور اُس کے کہنے سے کون ہو گیا۔ اس بات کا جواب مسلمان لوگ سات جنم میں بھی نہیں دے سکینگے۔ کیونکہ علّت کے بغیر معلول ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلا علّت کے معلول کہنا ایسی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ بلا اپنے والدین کے میرا جسم ہو گیا۔ جو دھوکا کماتا ہے یا مکر و فریب کرتا ہے وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا تو درکنار شریف آدمی بھی ایسا کام نہیں کرتا ہے۔

مدقق ۵۰ فقرہ ہذا میں حصّہ اوّل مادہ سے متعلق ہے۔ جس کا جواب ہم فقرہ نمبر ۲۷ میں دے چکے ہیں۔ البتہ لفظ "مکر" میں پنڈت جی نے مکر کیا ہے۔ سو اگر بھومکا مصنف خود صفحہ ۵۲ پر عمل کرتے تو یہ غلطی اُن سے سرزد نہ ہوتی۔ مکر کے معنی لغت میں خفیہ حکم یا خفیہ تدبیر ہے

مکر ۷ معنی

Marfat.com

پس آئت کے معنی یہ ہوئے کہ کافروں نے حضرت مسیح علیہ السّلام کو تکلیف پہنچانے میں خفیہ تدابیر کیں اور خدا نے اُس کے بچانیکے خفیہ احکام جاری کئے اور خدا کی تدبیر سب پر غالب ہوتی ہے چونکہ خدا کے سارے کام بندوں کی نظر سے غائب ہی ہوا کرتے ہیں ورنہ بتلادیں کہ جان کنی کے وقت کیا خدا سامنے آکر دھپڑ مارتا ہے؟ نہیں بلکہ ایسے خفیہ اسباب ہوتے ہیں جو اندر ہی اندر اپنا کام کر جاتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا مَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰہُ یہی معنی ہیں اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ اور آیت زیر بحث کے۔

اصل یہ ہے کہ بعض الفاظ عربی کے عربی میں اُتنی سختی نہیں رکھتے جتنی اُردو میں دکھاتے ہیں مثلاً جاہل جس کا ترجمہ نادان ہے یا احمق جس کا ترجمہ بھی بے سمجھ ہے عربی میں بعینہٖ اُتنا ہی وزن رکھتے ہیں جتنا اُردو میں نادان رکھتا ہے۔ یعنی ایک معمولی کم عقل اور اُردو میں یہ دونو لفظ (جاہل اور احمق) جس قدر کراہت رکھتے ہیں اہل زبان سے مخفی نہیں یہی حال "مکر" کا ہے عربی میں خیر الماکرین گلیڈسٹون اور مصطفٰے کمال پاشا جیسے لائق پولیٹشن اعیان کو کہا جاتا ہے نہ کہ ہر کہ دمہ کو۔ مگر ہندی زبان میں یہ لفظ "مکر" بُرے مکروہ معنی میں بولا جاتا ہے۔ اس لئے آریوں کے گروہ اور خود آریوں کو بھی مکروہ لگتا ہے ورنہ اصل میں مکروہ نہیں۔ علاوہ اس کے سوامی جی کو بھی مسلم ہے کہ

جہاں اصلی معنی نہ ہوسکیں وہاں استعارہ یا مجاز مراد ہوتا ہے" (بھومکا صفحہ ۱۰)

پھر کیا وجہ ہے کہ سوامی جی نے یہاں مجاز مراد نہ لی۔ کیونکہ دھوکا کمزور آدمی کیا کرتا اور خدا تو سب بندوں کا خالق و مالک ہوتا ہے وہ خود کہتا ہے

وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ[1]

سوامی جی صاف معنے کیوں کرتے جبکہ اپنے قول کی تصدیق منظور تھی کہ

ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

مفصل ہماری کتاب تُرک اسلام بجواب ترک اسلام میں دیکھو

(۵۱) کیا یہ کفایت نہ کریگا کہ مدد کرے تم کو ساتھ تین ہزار فرشتوں کے (آیت ۱۸)

---

[1] تیرا پروردگار گھات میں ہے [2] خدا سب بندوں پر غالب ہے۔

Marfat.com

محقق اگر مسلمانوں کو تین ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد دیتا تھا تو اب جبکہ اُنکی بادشاہت بہت سی برباد ہوگئی اور ہو رہی ہے کیوں مدد نہیں دیتا؟ اس لئے جاہلوں کو لالچ دیکر پھنسانیکا ڈھکونسلا ہے۔

مدقق خوب کہی۔ مگر سوامی جی! کیا وجہ ہے کہ ایشور کا وعدہ مندرجہ رگوید سلطان محمود غزنویؒ اور محمد غوریؒ کے مقابلہ میں ظاہر نہ ہوا بلکہ آج تک بھی ویسا ہی ہے سنو! ایشور آگیا (حکم) دیتا ہے۔

تمہارے آیدہ آتشگیر اسلحہ اور تیر کمان وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تمہاری فوج جرار کار گزار اور نامی گرامی ہو۔ تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو" (کبھی ہوئی بھی؟) رگ وید اشٹک ۱ ادھیائے ۳ ورگ ۱۔ منتر ۲۔

اگر کہیں کہ وید میں یہ بھی مذکور ہے کہ۔

"جب تک لوگ دھرم پر چلتے رہتے ہیں تب تک سلطنت بڑھتی رہتی ہے اور جب بداعمال ہوجاتے ہیں تو راج نیست و نابود ہو جاتا ہے" (منڈل ۱۔ سکت ۳۱۔ منتر ۲)

تو اسی وزن کا قرآنی پرمان بھی سنیئے! اور غور سے سنیئے!

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ[1]

پنڈت جی! کیا ہی سچ ہے کہ۔

"ہٹ دھرمی مذہب کی تاریخ میں پھنسکر عقل کو زائل کر لیتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ)

(۵۲) اور مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے بلکہ اللہ کا رساز تمہارا ہے اور وہ بہتر ہے مدد کرنے والا اور اگر مارے جاؤ تم بیچ راہ اللہ کے یا مر جاؤ تم البتہ بخشش ہے طرف اللہ کے سے (آیت ۱۲۲۔ ۱۴۵۔ ۱۵۱۔)

محقق دیکھئے مسلمانوں کی غلطی کہ جو اپنے مذہب کے نہیں اُن کے لڑنے کے واسطے خدا سے دعا کرتے ہیں کیا خدا سادہ لوح ہے جو اُن کی بات مان لیگا

[1] تم ہی غالب رہو گے۔ بشرطیکہ ایمان میں مضبوط ہو گے۔

Marfat.com

اگر مسلمانوں کا کارساز اللہ ہی ہے تو پھر مسلمانوں کے کام کیوں برباد ہوتے ہیں اور خدا بھی مسلمانوں کے ساتھ جھوٹی محبت میں پھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر خدا ایسا طرفدار ہے تو دیندار آدمیوں کی عبادت کے لائق نہیں ہو سکتا۔

مدقق پنڈت جی! "پنڈت" کے معنی تو دانا کے تھے آپ پنڈت ہو کر ایسی باتیں کریں گے تو غیر کیا کریگا؟ ؎

خوب کیے لاکھوں ستم اس پیار میں کبھی آپنے ہم پر خدانا خواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

قرآن نے تو کفار مقابلین پر مدد کی درخواست سکھائی ہے۔ مدد بھی کیسی ہمیشہ نہیں بلکہ اُن کے دفع شر کی۔ یہ تو صرف آپکے فہم قاصر کا نتیجہ ہے۔ ہاں ایشور کا پرمان سنیئے!

میں اس محافظ کائنات، صاحب جاہ وجلال نہایت زور آور فاتح کل تمام دنیا کی کائنات کے راجا قادر مطلق اور سب کو قوت دینے والے پرمیشور کو جس کے آگے تمام زبردست بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنے والا اِندر ہے ہر جنگ میں فتح پانے کیلئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں" (رگ وید ادھیائے ۲۰۔ منتر ۵۰)

مفصل نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو۔ مسلمانوں کی بربادی کا جواب نمبر ۱۵ میں آچکا ہے۔

(۵۳) اور نہیں ہے اللہ کہ خبردار کرتا تمکو اوپر غیب کے۔ لیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جسکو چاہے۔ پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اُس کے کے۔

(آیت ۱۷۳)

محقق جب مسلمان لوگ سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کو خدا کا شریک مانتے ہیں تو پیغمبر صاحب کو کیوں ایمان میں خدا کے ساتھ شریک کیا ہے؟ اللہ نے پیغمبر پر ایمان لانا لکھا ہے۔ اس لئے پیغمبر بھی شریک ہو گیا۔ پھر لاشریک کہنا ٹھیک نہ ہوا۔ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے پر ایمان لانا چاہیئے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کر سکتا تو ضرور خالی از قدرت ہوا۔

Marfat.com

مدقق (۵۳)

پنڈت جی کیا ہی سچ ہے ؎ پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است مشرکوں کی اولاد بلکہ خود مشرک ہو کر بھی شرک سے ڈریں تو کمال خوشی ہے مسلمانو نکا تو اس پر بھی یقین ہے کہ دو دونے چار اور پانچ دونے دس بلکہ اور سنیئے وہ اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی آریوں کے سوامی مہاراج ہیں بلکہ اور سنیئے وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ سوامی جی کے سوال نہایت معقول اور ودیا سے خالی ہیں بتلائیے کتنے خداؤں کے قائل ہوئے سچ ہے ؎ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست۔

آپ لکھتے ہیں کہ "اگر مطلب اس کا یہ سمجھا جاوے" اگر۔ مگر" کے کیا معنی؟ کوئی اور مطلب بھی ہے؟ یہی تو ہے کہ حضرت محمد۔ موسےٰ۔ عیسےٰ (علیہم السلام) اللہ کے بندے اور رسول ہیں ہاں یہ بڑا ادق سوال ہے کہ اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کر سکتا الخ نمبر ۳۱ میں ہم لکھ آئے ہیں کہ سوامی جی دل میں ویدوں سے منکر تھے۔ دیکھئے اور کان لگا کر ہمارے دعویٰ کی دلیل سنیئے!

اُس پرماتما کا خزانہ قدرت تنتیس دیوتاؤں سے محفوظ یا ان میں قائم ہے پرماتما کے اُس خزانۂ قدرت کو جسکی دیوتا حفاظت کرتے ہیں۔ کون جان سکتا ہے"

(اتھروید کانڈ ۱۰۔ پرپھاٹک ۲۳۔ الوواک ۴۔ منتر ۲۳)

اور سنیئے!

تنتیس دیوتا اُس پرماتما کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں (ایضاً منتر ۲۷)

اور سنیئے! اگنی وائو وغیرہ ملہمان وید کے ملہم ہونے پر وشواس (یقین) کرنا چاہیئے یا نہیں ٹھیک اسی طرح حضرات انبیاء خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام پر ہم کو یقین ہے۔

پنڈت جی! خدا کے کام جسقدر دنیا میں ہیں وہ اسی قسم کے ہیں کہ خدا نے اُن کے اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔ اسی طرح بندوں کی ہدایت کیلئے بھی اس نے یہ طریق قائم کیا ہوا ہے کہ حسب موقع و ضرورت اپنے بندوں میں سے جس کو اس عہدہ جلیلہ کے قابل سمجھتا ہے (اگنی[1]۔ وائو۔ برہما ہوں یا موسیٰ عیسیٰ محمد علیہم السلام ہوں) مامور فرما دیتا ہے

[1] اگنی وائو وغیرہ ملہمان وید کی نسبت ہمیں چونکہ کچھ علم نہیں ہے اس لئے ممکن ہے (بقیہ برصفحہ ۹۷)

Marfat.com

ناظرین! پنڈت جی اپنی خو میں مجبور ہیں۔ اس موقعہ پر ایک مقام کا حوالہ دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ آپ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ ؎

نیش عقرب نہ از پئے کین است مقتضائے طبیعتش این است

ستیارتھ پرکاش کے تیرہویں باب میں پنڈت جی نے عیسائیوں سے جنگ جاری کر رکھی ہے۔ اُس میں سے نمبر ۲۸ کی عبارت ہم بعینہ نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین اس ریفارمر (لیڈر قوم) کے انصاف کی داد دینے کے قابل ہو جائیں۔

"خداوند میرا خدا ابراہام کا خدا مبارک ہے جس نے میرے خاوند کو اپنی رحمت اور اپنی راستی سے خالی نہ چھوڑا۔ خداوند نے مجھے میرے خاوند کے بھائیوں کے گھر کی طرف راہ دکھائی"

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے ایک نوکر کو اپنے بیٹے اسحاق کی شادی اپنی برادری میں کرنے کیلئے بھیجا اور پتہ بتایا چنانچہ وہ نوکر وہاں کامیاب ہوا۔ اور یہ الفاظ بطور شکریہ اُس نے کہے اس پر محقق صاحب (پنڈت جی) دُرافشانی کرتے ہیں۔

"کیا وہ ابراہام ہی کا خدا تھا؟ اور جس طرح آج کل بیگاری یا رہبر رہنمائی کرتے ہیں ویسا ہی خدا نے بھی کیا ہوگا۔ لیکن آج کل راستہ کیوں نہیں دکھلاتا اور آدمیوں سے باتیں کیوں نہیں کرتا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ایسی باتیں خدا کی یا خدا کی کتاب کی کبھی نہیں ہو سکتیں، بلکہ جنگلی آدمیوں کی ہیں" (نمبر ۲۸)

عیسائیو! کہاں ہو؟ دیکھا خدا نے سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تم سے بدلہ لینے والا کیسا پیدا کیا ؎

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد خمیر مایۂ دکّانِ شیشہ گر سنگ است

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کہ نیک اور برگزیدہ ہوں، مگر یقیناً نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کے حالات کا علم نہیں۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے

Marfat.com

(۴۵) اے ایمان والو صبر کرو۔ باہم روکے رکھو اور لڑائی میں لگے رہو اور اللہ سے ڈرو کہ تم چھٹکارا پاؤ (آیت ۱۷۸)

محقق یہ قرآن کا خدا اور پیغمبر دونوں لڑائی باز تھے۔ جو جنگ کا حکم دیتا ہے وہ امن میں خلل انداز ہوتا ہے کیا برائے نام خدا سے ڈرنے سے رہائی ہوسکتی ہے؟ یا ادھرم کے جنگ وغیرہ کرنے کے ڈر سے۔ اگر پہلی بات درست ہے تو ڈرنا نہ ڈرنا برابر ہے اور اگر دوسری بات درست ہے تو ٹھیک ہے۔

مدقق بڑا ہی پاپی ہے وہ شخص جس کا اپنا گھر شیشہ کا ہو اور دوسروں پر پتھر برسائے مگر کیا کرے۔

"ہٹ دھرمی کی تاریکی میں پھنسکر عقل زائل ہو جاتی ہے" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷)

جہاد اور جنگ کا مفصّل ذکر نمبر ۲ میں ہم کر آئے ہیں۔ یہاں ہم صرف منوجی کا پرمان سناتے ہیں۔ جسکو سوامی جی نے بھی واجب التعمیل سمجھ کر نقل کیا ہے سنیئے!

"جب معلوم ہو جائے کہ فوراً لڑائی کرنے سے کیقدر تکلیف پہنچیگی اور بعد میں کرنیسے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہوگی تب دشمن سے میل کرکے وقت مناسب تک صبر کرے" (کیوں نہ ہو مطلب بُری بلا ہے۔ مصنف)

"جب اپنی تمام رعایا فوج کو غائت درجہ خوشحالی ترقی پذیر سعادت مند جانے اور ویسا ہی اپنے کو بھی سمجھے تب دشمن سے جنگ کرلیوے"

اور سنیئے!

"جب اپنی مکمل طاقت یعنی فوج کو خورسند اور آسودہ اور خوشحال دیکھے اور دشمن کی طاقت برخلاف اس کے کمزور ہو جائے۔ تب دشمن کی طرف جنگ کرنے کیواسطے کوچ کرے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۶۔ باب ۶ نمبر ۴۷)

سماجیو! منہ نہ چھپاؤ۔ صاف کہہ دو کہ ہو اکیا۔ آخر سوامی جی اور منوجی آریہ سماج کے ایک ممبر تھے۔ جن سے غلطی ممکن ہے اگر تم یہ جواب دوگے تو ہم سے لکھوالو کہ ہم تم کو نقرہ نمبر ۲ کی طرف کبھی بھی توجہ نہ دلائیں گے۔

Marfat.com

خدا سے ڈرنے کے یہی معنی ہیں کہ اُس کے حکموں کی تکمیل اور ممنوعات سے پرہیز کرو
خدا خود متقیوں کی تعریف کرکے بتلاتا ہے کہ اللہ سے ڈرنیوالے کون ہیں سنیئے!
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ
عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي
الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ
مگر افسوس!
جو لوگ موقع و محل مناسب نہ دیکھیں نہ آگے کو پیچھے سے ربط دیں۔ ایسے ناپاک
باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

(۵۵) سورۃ النسا یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو کوئی کہا مانے اللہ اور رسول اُس کے کا داخل کریگا اُس کو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والی بیچ اُن کے اور یہ ہے مراد پانا بڑا۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور گزر جائے حدوں اس کی سے داخل کریگا۔ اُس کو آگ میں ہمیشہ رہنے والی بیچ اُسکے اور واسطے اُس کے عذاب ہے ذلیل کرنیوالا (آیت ۱۲-۱۳)

محقق خدا نے خود ہی محمد صاحب کو اپنا شریک بنالیا ہے اور خود قرآن ہی میں یہ بات لکھدی ہے اور دیکھو خدا پیغمبر کے ساتھ کیسا پھنسا ہے کہ جس نے بہشت میں رسول کی شراکت کرلی ہے۔ کسی ایک بات میں بھی مسلمانوں کا خدا خود مختار نہیں تو لاشریک کہنا بے معنی ہے۔ ایسی ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی

لہ خدا سے ڈرنیوالے وہ لوگ ہیں جو خدا پر اور پچھلے دن کی زندگی پر اور فرشتوں اور کتاب اور پر اور نبیوں پر ایمان لائیں اور اللہ کی محبت میں عزیب قرابت والوں یتیموں مسکینوں مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور غلام آزاد کرانے میں خرچ کریں۔ نماز پڑھیں۔ اور زکوۃ دیں وعدہ کرکے پورا کریں اور تکلیفوں اور مصیبتوں اور جنگ کے موقع پر مضبوط رہیں۔ یہی لوگ ایمان کے دعوے میں سچے اور یہی متقی پرہیزگار ہیں +

Marfat.com

کتاب میں ہرگز نہیں ہو سکتیں۔

مدقق کیسا پاپی اور عقل کا دشمن ہے وہ شخص جو متکلم کے خلاف منشا کلام کے معنی بتلاتا ہے۔ (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷) جی میں تو آتا ہے کہ سوامی جی کے پرمان پر عمل کریں۔

کبھی بن پوچھے یا بے انصافی سے پوچھنے والے کو یعنی جو فریب سے پوچھتا ہو اُس کو جواب نہ دیوے اُس کے سامنے عقلمند آدمی بے حس شے کی طرح خاموش ہے" منقول از منوسمرتی (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۰ سملاس ۱۰ نمبر ۳)

مگر فرمان خداوندی وَذَكِّرْ بِهٖ[1] اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ[2] کے لحاظ سے ناظرین کو نمبر ۲۱ و ۵۳ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

(۵۶) اور ذرّہ کے برابر بھی اللہ ظلم نہیں کرتا اور اگر ہووے نیکی دُگنا کریگا اس کو (آیت ۳۸)

محقق اگر ایک ذرہ بھر خدا بے انصافی نہیں کرتا تو نیکی کا ثواب دُگنا کیوں دیتا ہے؟ اور مسلمانوں کی طرفداری کیوں کرتا ہے؟ واقعی اعمال کا دگنا یا پورا ثمرہ نہ دینے سے خدا غیر منصف ٹھیرتا ہے۔

مدقق سوامی جی! آپنے بڑی غلطی کھائی کہ میدان مناظرہ کو سماج مندر سمجھ گئے کہ جسطرح اناپ شناپ سماج میں کہہ دینے پر کوئی پوچھ نہیں اسی طرح میدان مناظرہ میں بھی نہ ہوگی۔ مگر یہ کبھی نہ سنا تھا کہ ؎

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ صاحب — یہاں پگڑی اچھلتی ہے اُسے میخانہ کہتے ہیں۔

کسی نیکدل مزدور کے اخلاص کے لحاظ سے مقررہ اُجرت سے زیادہ دینا کس انصاف کے خلاف ہے؟ مفصل جواب فقرہ نمبر ۲۲ میں ملاحظہ ہو۔

نام کے مسلمان کی کوئی عزت نہیں بلکہ دہرمی کی عزّت ہے سُنو!

---

[1] سمجھاوے تاکہ کوئی آدمی اپنے اعمال بد کی وجہ سے ہلاک نہ ہو۔

[2] سوامی جی کا لقب ہے۔

Marfat.com

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهٖ
اور سنو! اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ۔

(۵۷) جب تیرے پاس سے باہر نکلتے ہیں مصلحت کرتے ہیں سوائے اُس چیز کے کہ کہتا ہے تو اور اللہ لکھتا ہے جو مصلحت کرتے ہیں اور اللہ نے اُلٹا کیا اس کو بسبب اُس چیز کے کہ کمایا اُنہوں نے۔ کیا ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ راہ پر لاؤ جسکو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس ہرگز نہ پاویگا تو واسطے اُس کے راہ (آیت ۷۹ - ۸۷)

محقق اگر خدا ایسی باتوں کا روزنامچہ رکھتا ہے تو وہ ہمہ دان نہیں ہے۔ اگر ہمہ دان ہے تو لکھنے کا کیا کام ہے۔ اور مسلمان کہتے ہیں۔ شیطان ہی سبکو بہکانے کیوجہ سے ملعون ہوا ہے تو جب خدا ہی انسانوں کو گمراہ کرتا ہے تو پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق رہا۔ ہاں اتنا فرق کہہ سکتے ہیں کہ خدا بڑا شیطان اور وہ چھوٹا شیطان کیونکہ مسلمانوں ہی کا قول ہے کہ جو بہکاتا ہے وہی شیطان ہے۔ تو اس اصول سے خدا کو بھی شیطان بنا دیا۔

ملفوظ جس لفظ پر سوامی جی کو شبہ ہے وہ لفظ یہ ہیں۔

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ

جس کا لفظی ترجمہ یہی ہے جو پنڈت جی نے نقل کیا ہے مگر ہم کئی جگہ بتلا آئے ہیں اور پنڈت جی کے دستخط بھی کرا آئے ہیں کہ "جہاں اصلی معنی محال ہوں وہاں مجازی ہوتے ہیں۔

پس خدا کا لکھنا کیا معنی۔ یعنی وہ ان کو بدلہ دیگا۔ باقی شیطانی باتوں کا جواب فقرہ نمبر ۱۱ و نمبر ۳۲ میں دیا جا چکا ہے۔

(۵۸) اور نہ بند کریں ہاتھوں اپنے کو پس پکڑو ان کو اور مار ڈالو جہاں پاؤ اور مسلمان کا مسلمان کو مارنا واجب نہیں مگر انجانے جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو پس آزاد کرنا ہے

---

۵۱ مسلمانو! نجات نہ تمہاری خواہشوں پر موقوف ہے۔ نہ اہل کتاب کی خواہشوں پر بلکہ جو کوئی برا کام کریگا سزا پاویگا۔

۵۲ تم میں سے بڑا مکرم وہ ہے جو پرہیزگار ہو۔

Marfat.com

ایک گردن مسلمان کا اور خون بہا سونپی ہوئی طرف لوگوں اس کے کے۔ مگر یہ کہ خیرات کردیویں پس اگر ہووے اُس قوم سے کہ دشمن ہیں واسطے تمہارے اور جکوئی مسلمان کو جان کر مار ڈالے۔ پس وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور غضب اللہ کا اوپر اُسکے اور لعنت ہے (آیت ۸۹ - ۹۰ - ۹۱)

محقق اب دیکھئے پرلے درجہ کی تعصب کی بات کہ جو مسلمان نہ ہو اُسکو جہاں پاؤ مار ڈالو۔ اور مسلمان کو نہ مارو۔ بھول سے بھی مسلمانوں کے مارنے میں دوزخ اور غیروں کے مارنے سے بہشت ملیگا۔ ایسی تعلیم کنوئیں میں ڈالنی چاہیئے ایسی کتاب ایسے پیغمبر اور ایسے مذہب سے سوائے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں ان کا نہ ہونا اچھا ہے ایسے جاہلانہ مذہبوں سے عقلمندوں کو علیحدہ رہکر وید وکت احکام کو تسلیم کرنا چاہیئے کیونکہ ان میں جھوٹ ذرہ بھی نہیں ہے تم کہتے ہو کہ جو مسلمان کو مارے اسکو دوزخ ملیگا اور دوسرے مذہب والے کہتے ہیں کہ جو مسلمان کو مارے اُسکو بہشت ملیگا اب بتلاؤ کہ ان دونوں مذہبوں میں سے کسکو قبول اور کسکو ترک کریں۔ ایسے جاہلونکے من گھڑت مذہبونکو چھوڑکر وید وکت مت ہی سب انسانونکے قبول کرنے کے لائق ہے جسمیں آریہ مارگ یعنی نیک آدمیونکی راہ پر چلنا اور بددں کی راہ سے باز رہنے کی تعلیم دیگئی ہے اور وہی سب سے افضل ہے۔

مدقق اس فقرہ میں تو پنڈت جی بڑے گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مہاراج! کھیر (خیر) تو ہے۔ ایسے کیوں گھبرائے۔ کیا سویرے سویرے کسی مسلمان کا منہ دیکھ لیا۔ مفصل جواب نمبر ۲ وغیرہ موقعوں پر ہم لکھ آئے ہیں۔ یہاں صرف سوامی جی کے اس فقرہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایسی کتاب ایسے خدا اور ایسے مذہب سے سوائے نقصان کے فائدہ کچھ نہیں سنیئے! قرآن بھی آپکی تصدیق کرتا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا[1]

[1] ہم (خدا) قرآن کو لوگوں کیلئے شفا نازل کرتے ہیں اور مومنوں کیلئے رحمت مگر ظالموں کو بجز نقصان کے کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا۔

Marfat.com

سماجیو! آؤ ہم تمہیں سوامی کی بے سمجھی یا درد و غگوئی بتلا دیں قرآن مجید کے ترجمہ میں وہ لفظ دیکھو جس پر ہم نے خط دیدیا اور اپنے سوامی کے اعتراض میں بھی زیر لفظ کو دیکھئے نہ دیکھتے ہو یا نہ سمجھتے ہو تو سنو! قرآن مجید میں مذکور ہے "جان کر مارے" اور سوامی جی کہتے ہیں "بھول کر بھی مار دے" تو دوزخ ہے کیا اب بھی اس میں کوئی شک ہے؟ کہ ضدی اور متعصب جو عقل کو کھو بیٹھتے ہیں تکلم کے خلاف منشا کلام کے معنی کیا کرتے ہیں (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷)

(۵۹) اور جو کوئی کرے برخلاف رسول کے پیچھے اُس کے کہ ظاہر ہووے واسطے اُس کے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے ضرور ہم اس کو دوزخ میں داخل کرینگے (آیت ۱۱۴)

محقق اب دیکھئے خدا اور رسول کے تعصب کی باتیں محمد صاحب وغیرہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم خدا کے نام سے ایسی باتیں نہ لکھیں گے تو اپنا مذہب ترقی نہ پاویگا اور مال نہ ملیگا عیش و عشرت نصیب نہ ہوگی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی مطلب براری اور دوسرے کام نکالنے میں کامل اُستاد تھے۔ اسی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ جھوٹ کے ماننے والے اور جھوٹ پر چلنے والے ہونگے۔ نکو کار عالم ان کی باتوں کو مستند نہیں مان سکتے۔

مدقق جو کوئی دوسرے مذہب کو جسے کروڑہا آدمی مانتے ہوں جھوٹ کہے اُس سے بڑا جھوٹا کون ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۹۷ بار ۱۴ نمبر ۳۷)

پنڈت جی!

کیسی بکش باتیوں (متعصبوں) کی سی بات ہے کہ جو وید کو نہ مانے وہ ناستک (دہریہ) ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۷ سملاس ۱۰ نمبر ۱)

اور سنئے!

"جو کوئی پوچھے کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہیئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۲ سملاس ۱۰ نمبر ۸۱)

Marfat.com

مفصّل جواب پہلے نمبروں میں کئی جگہ آچکا ہے۔

(۶۰) جو اللہ کے فرشتوں کتابوں۔ رسول اور قیامت کیساتھ کفر کرے تحقیق وہ گمراہ ہے تحقیق جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر میں ہرگز اللہ اُن کو نہیں بخشیگا اور نہ راہ دکھلاویگا (آیت ۱۳۴-۱۳۵)

محقق کیا اب بھی لاشریک رہ سکتا ہے؟ کیا لاشریک کہتے جانا اور اس کے ساتھ بہت سے شریک بھی مانتے جانا اجتماع ضدین نہیں۔ کیا تین بار معاف کرنیکے بعد خدا معاف نہیں کرتا؟ اور تین بار کفر کرنے پر راہ دکھلاتا ہے اور چوتھی بار سے آگے نہیں دکھلاتا اگر تمام آدمی چار چار بار بھی کفر کریں تو کفر بہت ہی بڑھ جائے۔

صدقہ ۶۰ سوامی جی کے شریک کا مفصل جواب نمبر ۲۱ و ۵۳ و نمبر ۵۵ و غیرہ میں ملاحظہ ہو دوسرے حصّہ میں بھی آپ نے بھومکا صفحہ ۵۲ پر عمل نہیں کیا۔

ہر کلام کیلئے موقع محل مناسب پہچاننا اور آگے پیچھے غور کرنا ضروری ہے" (بھومکا صفحہ ۵۲)

سنیئے! اس آیت کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر خود کردی ہے غور سے سنیئے

مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

پس تین اور چار کی تعداد مراد نہیں بلکہ انجام کا لحاظ ہے گو مضمون صاف ہے۔ مگر اس کا علاج کیا ہو کہ بقول پنڈت جی مہاراج

"ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

(۶۱) تحقیق اللہ جمع کرنیوالا ہے منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں تحقیق منافق فریب دینے والے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دینے والا ہے اُن کو اے لوگو جو ایمان لائے ہو مسلمانوں کے سوائے کافروں کو دوست مت بناؤ (آیت ۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰)

محقق مسلمانوں کو بہشت میں اور دیگر لوگوں کو دوزخ میں جانے کا کیا ثبوت ہے واہ جی واہ! اگر خدا منافقوں کے فریب میں آتا ہے اور دوسروں کو فریب دیتا ہے تو ایسا خدا ہم سے دور رہے وہ دھوکے بازوں سے جا کر ملے اور دھوکے باز اُسے ملیں کیونکہ جیسے کو تیسا ملے تب ہی گزارہ ہوتا ہے جن کا خدا دھوکے باز ہے اُس

Marfat.com

کے معتقد دھوکے باز کیوں نہ ہوں؟ کیا بدکار مسلمانوں سے دوستی اور غیر مذہب کے اچھے لوگوں سے دشمنی کرنا کسی کو واجب ہے؟

مدقق (۶۱) مسلمانوں کے جنتی ہونے کا وہی ثبوت ہے جو آپکے اس فقرہ کا ثبوت ہی کہ "جو کوئی پوچھے کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہیئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۰ سلاس ۷ نمبر ۸)

اور سنیئے! ایک بھاری ثبوت مسلمانوں کے جنت میں جانیکا یہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہب پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ جو اعتراضات آتے تھے وہ یہی کل کائنات ہیں جو آپنے کئے ہیں۔ جنکی آؤ بھگت آریوں نے دیکھ لی ہے مفصل ثبوت دیکھنا ہو تو ہمارا مباحثہ الہامی کتاب اور تقابل ثلاثہ توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ غور سے پڑھو۔ خدا نہ کرے تو کسی کے فریب میں آتا ہے اور نہ ہی کسی کو فریب دیتا ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ

صرف منتر (یا آیت) سُنکر یا محض دلیل سے منتروں (اور آیتوں) کے معنی بیان کردینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ہر محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھکر معنے کرنے چاہئیں" (بھومکا صفحہ ۵۲)

اور سنیئے!

جہاں معنے میں غیر امکان یا یا جاتا ہو وہاں استعارہ (یا مجاز) ہوتا ہے (بھومکا صفحہ ۱۰)

پس آپکے صاف معنی ہیں کہ منافق اظہار ایمان کرکے خدا کے رسول کو فریب دیتے ہیں۔ خدا اُن کو اس فریب کی سزا دیگا۔

پہلے فقرہ میں ہم نے خدا کے لفظ سے خدا کا رسول مراد لیا ہے اس کو عربی میں حذف مضاف کہتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مرکب لفظ سے بوجہ شہرت کے ایک جز و حذف کر دیتے ہیں جیسے آریہ سماج کی جگہ صرف سماج ہی بولا جاتا ہے۔ مگر ہاں ایسے استعمال کیلئے کوئی قرینہ ضروری ہوتا ہے اس کے معنی یہ نہیں جیسے بعض سبٹ دھرمیوں[1] نے غلط سمجھے ہیں کہ مضاف الیہ سے ارادہ مضاف ہے نہیں بلکہ مضاف وہاں حذف ہوتا ہے اسکی دوسری مثال عربی میں لینا چاہو

[1] پنڈت لیکھرام مصنف تکذیب کی طرف اشارہ ہے ۱۲ سہ قیمت علاوہ قیمت چہر محصول علاوہ۔

Marfat.com

توسنو! جَاهِدُوْا فِی اللّٰہِ جس کا لفظی ترجمہ ہے "اللہ میں جہاد کرو" مگر اصل میں مضاف محذوف ہے یعنی فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ "اللہ کی راہ میں جہاد کرو"۔ پس ٹھیک اسی طرح آئت زیر بحث اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ کے یہ معنی ہیں کہ منافق اللہ کے رسول کو فریب دیتے ہیں قرینہ ان معنی کا یہ ہے کہ اور ایک مقام میں اللہ تعالےٰ نے اس فریب کا ذکر کیا ہے تو خاص پیغمبر صاحب کو فریب خوردہ بتلایا ہے سنو!

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیُشْہِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِہٖ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ

دوسرا قرینہ اس توجیہ کا وہ آیت ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اس دھوکا کے متعلق مسلمانوں کا ذکر کیا ہے اور رسول کا ذکر نہیں کیا بلکہ بجائے رسول کے خود اپنا نام لیا ہے سنو! یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ خدا کو (یعنی خدا کے رسول کو) اور ایمانداروں کو دھوکا دیتے ہیں اس لیے کہ جو معاملہ سفیر سے من حیث السفیر ہوتا ہے وہ حقیقت میں صاحب سفیر سے ہوتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ڈپٹی کمشنر سے جو ایک ادنیٰ نائب السلطنت ہے کوئی عہد و پیمان یا بغاوت کرے وہ بعینہٖ سلطنت اور والی سلطنت سے ہے گو اس عہد اور بغاوت کی اُسے خبر بھی نہ ہو۔ یہی معنے ہیں اُس آئت کے جس پر متعصبین نے اپنے تعصب کا ثبوت دیا ہے کہ محمد صاحب کو آخر کار خدا بننے کا شوق ہوا تھا سنو! وہ یہ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

خدا کی نسبت فریب کا لفظ بھی اسی طرح قابل تاویل ہے کیونکہ فریب جو کمزور زورآور سے کرتا ہے اُس کا امکان خدا میں نہیں ہو سکتا ہے خدا خود فرماتا ہے وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ (وہ اپنے سب بندوں پر غالب ہے) پس معلوم ہوا کہ فریب دینا جو کمزوری سے ہوتا ہے خدا کی نسبت صحیح نہیں لہٰذا اُس کے معنی یہی صحیح ہیں کہ خدا اُن کو اس کی سزا دیگا۔

سوامی جی! بھومکا صفحہ ۵۲ پر ہم نے عمل کیا یا تم نے اپنے کہے پر خود ہی عمل نہ کیا کہو جی!

۱؎ بعض لوگوں (منافقوں) کی باتیں دنیا میں بھلی معلوم ہوں اور وہ تیری محبت اور اخلاص پر اللہ کو گواہ کرتے ہیں حالانکہ وہ سخت دشمن ہیں۔

۲؎ جو لوگ تجھ سے (اے رسولؐ) بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

Marfat.com

کون دھرم ہے؟

مسلمانوں کی دوستی اور غیروں سے دشمنی کا جواب نمبر ۸۴ میں ملاحظہ ہو۔

(۶۲) اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ حق کے پروردگار تمہارے سے پس ایمان لاؤ اللہ معبود اکیلا ہے۔ (آیت ۱۶۶-۱۶۷)

محقق کیا جب پیغمبروں پر ایمان لانا لکھا تو ایمان میں پیغمبر خدا کا شریک ہوا یا نہیں خدا محدود المکان ہے محیط کل نہیں تب ہی تو اُس کے پاس سے پیغمبر آتے جاتے ہیں ایسا تو خدا نہیں ہو سکتا کہیں محیط کل لکھتے ہیں کہیں محدود المکان اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن ایک شخص کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ بہت لوگوں نے بنایا ہے

مدقق (۶۲) بڑا پاپی ہے وہ منش جو متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کرے (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷)

مفصل کیلئے نمبر ۲۱ و نمبر ۵۳ و نمبر ۵۵ وغیرہ ملاحظہ ہو۔

(۶۳) سورہ مائدہ | تم پر حرام کیا گیا مردار۔ لہو۔ سؤر کا گوشت۔ جس پر اللہ کے سوائے کچھ اور پڑھا جاوے۔ گلا گھوٹنے۔ لاٹھی مارے۔ اوپر سے گر پڑے۔ سینگ مارے اور درندہ کا کھایا ہوا۔ (آیت ۲)

محقق کیا اتنی ہی چیزیں حرام ہیں؟ اور بہت سے حیوان اور حشرات الارض وغیرہ مسلمانوں کیلئے حلال ہیں یہ تمام باتیں انسان کی گھڑنت ہیں خدا کی نہیں اس لئے مستند ہی نہیں۔

مدقق (۶۳) کیا ہی معقول سوال ہے پنڈت جی! آپ بھی تو بتلایئے کہ سوائے ماس (گوشت اور انڈوں جیسی لذیذ غذا کے آریوں پر کچھ اور چیز بھی حرام ہے؟ باقی نمبر ۳۳ ملاحظہ ہو۔

(۶۴) اور قرض دو تم اللہ کو اچھا البتہ میں تمہاری بُرائی دور کر دونگا اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرونگا۔ (آیت ۱۱)

محقق واہ جی واہ مسلمانوں کے خدا کے گھر میں کچھ بھی دولت نہیں رہی ہوگی اگر ہوتی

Marfat.com

تو قرض کیوں مانگتا؟ اور اُن کو کیوں بہکاتا یہ کہہ کر تمہاری بُرائی دور کر کے تمکو بہشت میں بھیجوں گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے نام سے محمدؐ صاحب نے اپنا مطلب نکالا ہے

متقی (۶۴) جو لوگ آگے پیچھے موقع و محل مناسب کو نہ سمجھیں۔

ایسے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (دیکھو مکا صفحہ ۵۲)

مفصّل نمبر ۳۹ میں ملاحظہ ہو۔

(۶۵) بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور دیا تم کو جو کچھ نہ دیا کسی کو (آیت ۱۷-۱۸)

محقق جس طرح شیطان جس کو چاہتا ہے گنہگار بناتا ہے ویسے ہی مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر بہشت اور دوزخ میں خدا ہی جاوے۔ کیونکہ وہ گناہ ثواب کا کرانیوالا ہے۔ روحیں محتاج بالغیر ہیں جسطرح کہ فوج اپنے سپہ سالار کے زیر حفاظت رہتی اور اُسکے حکم سے کسی کو مارتی ہے تو اُس حالت میں نیکی و بدی سپہ سالار کو ہوتی ہے فوج کو نہیں۔

متقی (۶۵) مشیت اور رضاء کا جواب نمبر ۴ میں دے آئے ہیں۔ البتہ اس فقرہ کا کہ وہ (خدا) گناہ و ثواب کرانیوالا ہے" جواب مختصر عرض کرتے ہیں۔

سوامی جی سنیئے!

پرمیشور پرمان دیتا ہے اور اُس پرمان سے پہلے آپ تمہید لکھتے ہیں:۔ کہ "اس ایشور کے ہدایت کئے ہوئے دھرم کو ماننا ہر انسان پر یکساں فرض ہے اور چونکہ اس کی مدد کے بغیر سچے دھرم کا گیان (علم) اور انشتان (پابندی) اور پوری تکمیل و کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہیئے (دیکھو مکا صفحہ ۶)

اس سے آگے یجروید کا منتر دعائیہ نقل ہے جو ہم نے نمبر ۲۲ میں نقل کیا ہے۔

پس بتلایئے کہ جب ہدایت پر میشوری پر کاربند ہونا بغیر اسکی مدد کے نہیں ہو سکتا تو

Marfat.com

گناہ و ثواب کرانیوالا کون ہے؟ وہی نراکار۔ سچدانند۔ سرب شکتیمان وَحدَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ تاہم ہم یہی کہیں گے کہ آپنے مشیئت الٰہی کے معنی جس سے یہاں کا لفظ لیشاد ورتمان کال (مضارع) نکلا ہے نہیں سمجھے۔ نمبر ۴ پھر غور سے دیکھو۔

(۹۶) اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا (آیت ۹۰)

تحقیق دیکھئے! یہ بات خدا کے شریک ہونے کی ہے۔ پھر خدا کو لاشریک ماننا فضول ہے۔

تحقیق فضول باتوں کا جواب بار بار نہیں دیا جاتا نمبر ۲۱ و نمبر ۵۳ و نمبر ۵۵ وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

(۹۷) معاف کیا اللہ نے اُس چیز سے جو کہ گزرا اور جو کچھ پھر کریگا۔ پس بدلہ لے گا اللہ اُس سے (آیت ۹۳)

تحقیق کئے ہوئے گناہوں کو معاف کرنا گویا گناہ ہونکو کرنے کا حکم دے کر بڑھانا ہے گناہ معاف کرنیکا ذکر جس کتاب میں ہو وہ نہ تو خدا کا کلام ہے اور نہ کسی عالم کی تصنیف بلکہ گناہ بڑھانیکا موجب ہے۔ ہاں آئندہ گناہ سے بچنے کیلئے کسی سے دعا اور خود چھوڑنے کیلئے کوشش و توبہ کرنا واجب ہے لیکن اگر صرف توبہ ہی کرتا جائے اور چھوڑے نہیں تو بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

تحقیق سوامی جی کو تو عادت ہے کہ ایک ہی بات کو بیفائدہ تکرار کرتے ہیں توبہ کے متعلق مفصل جواب نمبر ۲۲ میں دیکھو۔

(۹۸) سورۂ انعام اور اس سے زیادہ گنہگار کون ہے جو اللہ پر بہتان باندھ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میری طرف وحی کیگئی۔ لیکن وحی اُسکی جانب نہیں کیگئی اور کہتا ہے کہ میں بھی اتار دونگا جیسے اللہ اُتارتا ہے (آیت ۹۸)

تحقیق اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ جب محمد صاحب کہتے تھے کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی اُترتی ہے تو کسی دوسرے نے بھی محمد صاحب کی طرح لیلا رچی ہوگی کہ میرے پاس بھی آیتیں اترتی ہیں۔ مجھ کو بھی پیغمبر مانو۔ اس کو ہٹانے اور اپنی عزت

Marfat.com

بڑھانے کیلئے محمد صاحب نے یہ تدبیر کی ہوگی۔

مدقق (۶۸) بیشک مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں دعویٰ نبوّت کیا تھا اور آپ اُس وقت ہوتے تو جیسی کچھ آپکی حق سے عداوت ثابت ہے اغلب گمان ہے کہ آپ مسیلمہ کذّاب سے بڑھکر مدعی نبوت ہوتے لیکن ہم آپ کو اس وقت بھی یہی دوستانہ نصیحت کرتے کہ آپکی کوشش فضول ہے ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

مگر آیت کا مطلب یہ نہیں بلکہ آپکے بھائی بند کفارِ عرب سیّد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ و السّلام کی تکذیب کرتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اس کو وحی تو پہنچتی نہیں۔ یوں ہی اپنے پاس سے گھڑ لیتا ہے۔ اُن کے جواب میں یہ آیت اُتری تھی۔ لیکن چونکہ آپ عربی پارٹ فنا لایں ودیارتھی (طالب علم) نہیں رہے۔ اس لئے آپ کو من گھڑت باتیں بنانی آتی ہیں کیوں نہ ہو۔

"ناپاک باطن والوں کو علم کہاں؟" (بھدرکا صفحہ ۵۲)

(۶۹) سورہ اعراف | تحقیق پیدا کیا ہم نے تم کو پھر صورتیں بنائیں ہم نے تمہاری اور کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پس انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنیوالوں میں سے نہ ہوا۔ کہا جب میں نے تجھے حکم دیا۔ پھر کس نے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا۔ کہا میں اُس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھ کو آگ سے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ کہا بس اُتر اس میں سے۔ پس نہیں واسطے تیرے یہ کہ تکبّر کرے تو بیچ اسکے بس بالکل تحقیق تو ذلیلوں سے ہے۔ کہا ڈھیل دے مجھ کو اُس دن تک کہ قبروں سے اُٹھائے جائیں۔ کہا تو ڈھیل دیئے گیوں سے ہے کہا پس قسم ہے اُس کی کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو البتہ بیٹھونگا میں واسطے اُن کے تیرے سیدھے راہ پر اور اکثر تو اُن کا شکر کرنیوالا نہ پاویگا۔ اور کہا اس سے بُرے حال سے نکل راندہ ہوا۔ البتہ جو کوئی پیروی کریگا۔ تیری ان میں سے۔ البتہ بھرونگا دوزخ کو تم سب سے (آیت ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔)

Marfat.com

محقق غور سے خدا اور شیطان کے جھگڑے سنیئے! ایک فرشتہ جیسا کہ چپڑاسی ہوتا ہے ہوگا۔ وہ بھی خدا سے نہ دبا اور خدا اس کی روح کو پاک بھی نہ کر سکا پھر ایسے باغی کو جو سب کو گنہگار بنا کر غدر کرنے والا ہے۔ خدا نے چھوڑ دیا۔ خدا کی یہ سخت غلطی ہے کہ شیطان تو سب کو بہکانے والا اور خدا شیطان کو بہکانے والا ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کا شیطان خدا ہے کیونکہ شیطان منہ پر کہتا ہے کہ تو نے مجھ کو گمراہ کیا اس میں خدا کی پاکیزگی بھی نہیں پائی جاتی اور سب برائیوں کا موجد و باعث خدا ہوا۔ ایسا خدا مسلمانوں ہی کا ہو سکتا ہے دوسرے شریف عالموں کا نہیں اور مسلمانوں کا خدا فرشتوں سے انسان کی مانند گفتگو کرنے سے مجسم محدود العقل بے انصاف ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے عالم لوگ مذہب اسلام کو پسند نہیں کرتے۔

مدقق (۶۹) "بڑا پاپی ہے وہ منش جو متکلم کے خلاف منشاء معنی کرے" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷)
مجرم کا حاکم کے سامنے عرض معروض کرنے کا نام جھگڑا رکھنا سوامی جی یا انکے چیلے پنڈت لیکھرام کی سمجھ کا نتیجہ ہے۔

سوامی جی! ابھی تو پچھلے نمبروں میں آپ نے بہ قبول ہونے پر سخت ناراض ہیں یہاں کہتے ہیں کہ "خدا اس کی روح کو پاک نہ کر سکا" توبہ کی قبولیت بغیر پاکی کیسی؟ کیا توبہ قبول ہو کر گناہوں کی معافی کے قائل ہو؟ اگر اسلامی قاعدہ پر سوال ہے تو بھی غلط کیونکہ اسلامی قاعدہ کے مطابق پاک ہونے کیلئے توبہ اور ندامت شرط ہے جو شیطان نے نہیں کی۔ پس آپ ہی بتلاویں کہ متکلم کے خلاف منشاء ترجمہ کرنا ہٹ دھرمیوں کا کام ہے یا کسی اور کا؟

باقی شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۳۲ میں ملاحظہ ہو۔ ہاں یہ خوب کہی کہ مسلمانوں کا خدا فرشتوں سے انسان کی مانند گفتگو کرنے سے مجسم محدود العقل بے انصاف ثابت ہوتا ہے

سوامی جی! سنیئے! ایشور پرمان دیتا ہے۔
"اے انسانو! جو شخص تمہو انسانی میں بالاتر جاہ و جلال رکھتا ہو" (اتھروید)

Marfat.com

"اے ذی علم مدبران سلطنت واہل رعایا الخ (یجروید)

اور سنیئے! ایشور ہدائت فرماتا ہے:۔ کہ

"اے فرمانبردار لوگو! تمہارے اسلحہ آتشین" (رگوید مندرجہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۱:۔

سلاس ۶ نمبر ۵-۶-۷)

سوامی جی! یہاں پرمیشور اتنی باتیں بنانے سرکلر جاری کرنے سے بھی محدود العقل اور بے انصاف ثابت ہوا یا نہیں (چیئرنو)

ناظرین! ہم سفارش کرتے ہیں کہ پنڈت جی کو ایسے معقول سوال کرنے میں معذور سمجھیئے آخر یہ بھی تو سچ ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں دہد

خدائی کاموں کی بابت کہ کس طرح ہوتے ہیں نمبر ۵۳ میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

(۷۰) تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا چھ دن میں پھر قرار پکڑا اُس نے اوپر عرش کے۔ پکارو پروردگار اپنے کو عاجزی سے (آئت ۵۰-۵۱)

محقق بھلا جو چھ دن میں دنیا کو بنادے۔ عرش میں تخت پر آرام کرے وہ خدا قادر مطلق اور محیط کل کبھی ہوسکتا ہے؟ ان صفات کے ہونے سے وہ خدا بھی نہیں کہلا سکتا۔ کیا تمہارا خدا بہرا ہے۔ جو پکارنے سے سُنتا ہے؟ یہ سب باتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں اسی سے قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہوسکتا اگر چھ دن میں جہان بنایا اور ساتویں دن عرش پر آرام کیا تو تھک بھی گیا ہوگا اور اب سوتا یا جاگتا ہے؟ اگر جاگتا ہے تو اب کچھ کام کرتا ہے یا نکما بن کر اُس پر سپاٹا اور عیش کرتا پھرتا ہے۔

مدقق سوامی جی! چھ مہینے میں کھیتی پکتی ہے نو مہینے میں بچہ پیٹ میں بنتا رہتا ہے تو سرب شکتیمان کبھی ہوسکتا ہے؟ کہئے ان صفات کے نہ ہونے سے وہ پرمیشور بھی کہلا سکتا ہے؟ ٹھیک اسی طرح خدا کے کام ہیں۔ افسوس کہ آپ اعتراض

Marfat.com

کرتے ہوئے نظام عالم پر غور نہیں کرتے۔

استویٰ علی العرش کا لفظی ترجمہ بیشک یہی ہے۔ جو آپ نے کیا ہے لیکن "صرف آئت سن کر یا محض دلیل سے آیتوں کے معنی بیان کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق کو دیکھکر معنے کرنے چاہئیں"

(بھومکا صفحہ ۵۲)

اور سنیئے!

"جہاں معنی کا امکان نہ ہو وہاں مجازی معنے لئے جائیں گے" (بھومکا صفحہ ۱۰)

پس اب سنیئے قرآن بتلاتا ہے

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

اور سنیئے فرقان کہتا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

اور سنئے کتاب اللہ بتلاتی ہے۔

لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں بلکہ فقرہ (وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ) سے یہودیوں اور عیسائیوں کے کتابوں کے ایک غلط فقرہ کی اصلاح منظور ہے۔ کیونکہ قرآن کی بابت خداوند تعالیٰ نے مُصَدِّقًا لِمَا وصف بھی بتلایا ہے وہ فقرہ خروج ۳۱ باب کی ۱۷ میں مذکور ہے۔

چھ دن میں خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور

---

۵۱ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جس خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے سے تھکا بھی نہیں وہ مردے زندہ نہیں کر سکتا؟

۵۲ اس خدا کی مثل کوئی چیز نہیں وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

۵۳ نہ اُسکو اونگھ آتی ہے نہ نیند وہ آسمان و زمین کی حفاظت سے تھکتا نہیں اور وہ بہت بلند مرتبہ اور بڑی عظمت والا ہے۔ ۵۴ نگہبان یا محافظ دیکھو نمبر ۵

Marfat.com

تازہ دم ہوا"

پس اب آیت زیر بحث کا مطلب سنئے! خدا نے چھ دن میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کئے۔ پھر ان پر مناسب حکمرانی کرنی شروع کی۔ یعنی ان کی نگہداشت اور تباہی سے حفاظت کرتا ہے۔

سنو! قرآن بتلاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا

اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کے معنی ہم نے نَفَذَ اَحْکَامَہٗ عَلَی الْخَلْقِ کے کئے ہیں اس لئے کہ جب کوئی بادشاہ زمامِ سلطنت اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ خواہ تخت پر بیٹھے یا نہ بیٹھے تو عربی اس موقع پر کہا کرتے ہیں اِسْتَوَی الْمَلِکُ عَلَی الْعَرْشِ دیکھو کتاب الاشارۃ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز (صفحہ ۱۱۰) مطبوعہ قسطنطنیہ

اور اگر آیات قرآنی پر غور کریں تو بھی یہی معنی واضح طور پر سمجھ میں آتے ہیں جس آیت کا ترجمہ پنڈت جی نے نقل کیا ہے۔ تمام آیت یوں ہے۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّہَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِہٖ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

آیت موصوفہ کا اگر ترجمہ ہی بغور دیکھا جائے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنی حکومت عامہ کا بیان کرتا ہے چنانچہ آیت کے خاتمہ پر اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (سن رکھو اسی کی خلق ہے اور اُسی کا حکم ہے) اپنی معنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ایک موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے استویٰ علی العرش کے متصل ایسے لفظ کو رکھا ہے جو حکومت

۱؎ خدا آسمانوں اور زمینوں کے برباد ہونے سے بچائے ہوئے ہے ۲؎ مخلوق پر احکام جاری کئے ۳؎ بادشاہ تخت پر بیٹھا ۴؎ السادس عشر استوی علی العرش وھو مجاز عن استیلائہ علی ملکہ وتدبیرہ ایاہ قال الشاعر

۵؎ قد استوی البشر علی العراق من غیر سیف ودم مھراق

وھو مجاز التمثیل فان الملوک یدبرون ممالکھم اذا جلسوا علی امر تھم (کتاب الاشارۃ صفحہ ۱۱۰)

Marfat.com

کے معنی میں ہے چنانچہ ارشاد ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ (خدا اوپر سے نیچے والوں کا انتظام کرتا ہے) پس ان قرائن اور نیز قرائن سابقہ سے یہ صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آئت زیر بحث کے معنی جو ہم نے کئے ہیں صحیح ہیں مع ھذا اعترف بان اللہ ھو اعلم بذاتہ وصفاتہ تعالی اللہ عما یقولہ الظالمون علوا کبیرا ہاں اگر یہ شبہ ہو کہ زمین و آسمان وغیرہ کے پیدا کرنے سے پہلے خدا کی حکومت نہ تھی تو فقرہ نمبر ۱۶ ملاحظہ کرو۔ خدا بہرہ نہیں بلکہ آپ دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷ پر کار بند ہیں۔ خدا تو صاف فرماتا ہے اَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (پوشیدہ پکارو یا اونچے خدا تو سینوں کے بھید دل سے بھی واقف ہے)

سوامی جی! بھومکا صفحہ ۵۲ کا مطلب صرف غیروں کے لئے ہے۔ آپکے لئے نہیں؛ خدا کے لامکاں ہونے کی بابت ایک تو آیت مندرجہ بالا لَایَسَعُنِیْ اَرْضِیْ میں کافی جواب ہے دوسری کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ کو غور سے پڑھو۔

(۱۱) مت فساد کرتے پھرو زمین پر (آئت ۶۰)

محقق یہ بات تو اچھی ہے لیکن اس کے برخلاف دوسرے مقاموں پر جہاد کرنا اور کافروں کو قتل کرنا بھی لکھا ہے۔ اب کہو اجتماع مندرجہ نہیں ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب محمد صاحب مغلوب ہوتے ہونگے تب انہوں نے یہ تدبیر نکالی ہوگی اور جب غالب ہوتے ہونگے تب جھگڑا فساد برپا کیا ہوگا۔ اس لئے اجتماع مندرجہ کی وجہ سے دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔

مدقق سٹ دھرمی آدمی کو کور باطن بنا دیتی ہے (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷) مفصل جواب فقرہ نمبر ۲ وغیرہ میں دیکھو۔

(۱۲) پس ڈال دیا عصا اپنا تاگہاں اور وہ اژدہا تھا ظاہر

محقق اس کے لکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ ایسی جھوٹی باتوں کو محمد صاحب سچی مانتے تھے اگر ایسا ہے تو یہ دونو عالم نہیں تھے۔ جیسا کہ آنکھ سے دیکھنے اور کان کے سننے کے عمل کو کوئی خلاف نہیں کر سکتا۔ ویسے ہی عصا کو اژدہا

Marfat.com

نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہ شعبدہ بازوں کی باتیں ہیں۔

محقق معجزہ کے قائل سب دنیا کے لوگ ہیں سوائے معدودے چند آریوں کے جن کا حساب انگلیوں پر ہوسکتا ہے پس بتلایئے۔

"جو کوئی دوسرے مذہب کو جسے کروڑوں آدمی سچا جانتے ہوں جھوٹا کہے اور آپ سچا بنے اُس سے بڑھکر جھوٹا کون ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۷ سملاس ۱۴ نمبر ۷۳) مفصل دیکھو فقرہ نمبر ۱۴ و ۲۳۔

۷۳ پس ہم نے اُس پر مینہ کا طوفان بھیجا۔ ٹڈی۔ چیچڑے۔ مینڈک اور لہو۔ پس اُن سے ہم نے بدلہ لیا۔ اور اس کو ڈبو دیا دریا میں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو پار اوتار دیا تحقیق وہ دین جھوٹا ہے کہ جس میں ہیں اور ان کا کام بھی جھوٹا ہے (آیت ۱۱۹ ۱۲۲-۱۲۴-۱۲۵)

محقق دیکھئے! جیسا کوئی پاکھنڈی کسی کو ڈرائے کہ ہم تجھ پر سانپوں کو مارنے کے واسطے چھوڑینگے۔ ویسی ہی یہ بات ہے۔ بھلا جو ایسا متعصب ہے ایک قوم کو غرق کرے اور دوسری کو پار اُتار دے وہ خدا ادھرمی کیوں نہیں؟ جو مذہب دوسرے مذہب والوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں جھوٹا بتلاوے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑھکر جھوٹا مذہب کون ہوسکتا ہے؟ کیونکہ کسی مذہب میں سب آدمی بُرے اور بھلے نہیں ہوسکتے۔ یکطرفہ ڈگری دینا سخت جانبداری ہی مذہب ہے کیا توریت زبور کا دین جو کہ اُنکا تھا جھوٹا ہوگیا؟ یا اُنکا کوئی اور مذہب تھا کہ جس کو جھوٹا کہا۔ اور اگر یہ مذہب کوئی اور تھا تو کونسا تھا بتلاؤ اگر اُس کا نام قرآن میں موجود ہے۔

مدقق اس فقرہ کا پچھلا حصہ پہلے کا کافی جواب ہے۔ ناظرین! زیر خط عبارت کو غور سے پڑھیں۔ پھر سماجیوں سے بلحاظ فقرہ ہذا کے سوامی جی کیلئے کوئی اچھا مناسب سا لقب تجویز کرائیں۔ ہم بھی اُسی پر دستخط کرینگے۔

سماجیو! بتلاؤ حضرت موسےٰ کے معجزات کو ماننے والے کروڑوں ہیں یا کم ہیں یہودی

Marfat.com

عیسائی مسلمان تو خاص ان معجزات کے قائل ہیں۔ ہندو بھی اپنے بزرگوں کیلئے ان تینوں قوموں سے معجزات کی تسلیم میں کسیطرح کم نہیں۔ کیونکہ سوامی جی نے کسی دلیل پر بنا نہیں رکھی بلکہ صرف یہی فرمایا ہے کہ جس مذہب کے کروڑوں معتقد ہوں۔ ہاں یہ خوب کہی کہ

"جو ایسا متعصب ہے کہ ایک قوم کو غرق کرے اور دوسری کو پار اتارے وہ خدا ادھرمی کیوں نہیں"

مہاشے ستیہ رتھ! پریشور کی آگیا سنو!

اے منشیو! تمہارے آویدہ آتشگیر اسلحہ اور تیر و کمان وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے میں بدکار ظالموں کو اشیرباد (نیک دعا) نہیں دیتا" (رگوید اشٹک ۱ ادھیائے ۳۔ ورگ ۱ منتر ۲)

منتر مذکور میں کُل انسان تو مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ خاص آریہ مراد ہیں کیونکہ کُل انسان مراد ہوں تو اُن کے دشمن کون ہونگے۔ اس منتر نے کئی ایک مضامین میں فیصلہ دیا ہے بڑا مشہور مضمون آریہ سماج کا قدامت وید ہے یعنی آریہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وید ابتداء دنیا میں الہام ہوا تھا۔ اس سے پہلے دنیا میں آبادی نہ تھی بلکہ اس سے ملہم ہی ابتدا میں پیدا ہوئے تھے اور ان ہی پر وید الہام ہوئے تھے۔ منتر مذکور بتلا رہا ہے کہ اس کے بننے (یا بقول آریوں کے) نازل ہونیکے وقت انسان مختلف تمدنی حالت میں تھے۔ ایسے کہ ایک دوسرے سے عداوت اور صداقت کی بھی نوبت پہنچی ہوئی تھی۔ اس مسئلہ میں پورا ایک مستقل رسالہ حدوث وید ہے۔ ناظرین اُسے مطالعہ کریں۔

سوامی جی! کیا اس انصاف سے بھی ایشور ادھرمی نہیں ہوتا۔ تو کس سے ہوگا آریوں کا دشمن ناہنجار چاہے سچ پر بھی ہو تاہم اس کو برباد کرنے پر ایشور کمربستہ ہے پھر طرفہ یہ کہ ہوا بھی نہیں۔ غازی محمودؒ اور محمد غوری کے حالات پڑھنے والے ڈی۔ اے وی سکولز اور کالج کے طالب علمو! بتلاؤ ہم سچ کہتے ہیں یا پریشور۔

Marfat.com

اصل یہ ہے کہ سوامی جی کو قرآن شریف سے نہیں بلکہ حقانی تعلیم سے ایسی کچھ عداوت معلوم ہوتی ہے کہ قرآن شریف کے مقابلہ پر ایک اور ایک دو کہنے سے بھی جی چُراتے ہیں دیکھتے نہیں کہ یہ اُس موذی دشٹ پاپی باجی (فرعون) کا حال ہے جس نے بندگی سے چڑھکر الوہیت کا دعویٰ کیا اور جس اللہ کے بندے (حضرت موسیٰؑ) نے اُس کو بندہ کہا اور بندہ کہلانے پر زور دیا اُس کو اس ظالم نے یہ کہکر

لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ[1]

دھمکایا۔ اُسی باجی کو سزا ملنے پر سوامی دیانند ہاں آریوں کے مہرشی خدا کو ادھرمی (بیدین ظالم) کہتے ہیں کیوں نہو حق سے عداوت کرنے کے یہی معنی ہیں ؎

جو نکلے جہاز ان کا بیچ کر بھنور سے ۔۔۔ تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے

سوامی جی کا انصاف اور ایمانداری ظاہر کرنے کو ہم زیر بحث آیت کو تمام نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ اس بندہ خدا کو حق سے کسقدر نفرت تھی۔ وہی بُت پرستی ہے جس کی بیخ اکھاڑنے پر آپ کمربستہ ہیں۔ مگر قرآن شریف میں جب اُسی بُت پرستی کا رد آتا ہے تو آپ اسکی حمائت پر کھڑے ہو جاتے ہیں تمام آیت یوں ہے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

غور سے سنو ارشاد فرماتا ہے ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اوتارا تو وہ ایک بُت پرست قوم پر گزرے اُن کو دیکھکر اُنہوں نے حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی کہ جیسے اُن کے معبود ہیں ہمیں بھی ایک معبود بنا دے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا تم بڑے نادان ہو یہ نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں یہ سب کا سب ضلالت ہے اور جس دین پر یہ ہیں (بُت پرستی) وہ دین جھوٹا ہے۔ کیا میں اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود بنا دوں۔ حالانکہ اُس

[1] سوسی اگر تو میرے سوا کسی اور کو خدا بھیگا تو میں تجھے قید کر دونگا۔

Marfat.com

نے تم کو جہان پر بزرگی بخشی ہے"۔

سماجیو! سچ کہنا۔ اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے کہنا کہ اس نمبر میں سوامی جی کی خفگی بُت پرستی کی حمایت میں ہے یا نہیں۔ کیوں نہ ہو کچھ تو وید کی سمت کی حمایت اور کچھ برادری کا قدیمی لحاظ آخر اتنا بھی نہ کریں تو کیا بالکل ہی چھوڑ دیں۔ چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے تو نہیں جاتا (چیئرز)

(۱۴۷) پس البتہ دیکھ سکیگا تو مجھ کو پس جب تجلّی کی پروردگار نے اس کی طرف پہاڑ کی کیا ریزہ ریزہ اس کو اور گر پڑا موسےٰ بے ہوش۔ (آیت ۱۲۹)

محقق جو دیکھنے میں آتا ہے وہ محیط کل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسے معجزے کرتا پھرتا تھا تو خدا اسوقت ایسے معجزے کسی کو کیوں نہیں دکھلاتا۔ بالکل جھوٹ ہونے سے یہ بات قابل تسلیم نہیں۔

مدقق سوامی جی! اگر سمجھ میں کوئی بات نہ آئے تو پوچھنے میں کیا کسر شان ہے؟ خصوصاً ایسی کہ جس کے اظہار پر آخر ندامت ہو یا وہی بات ہے کہ۔

ہٹ دھرمی مذہب کی تاریخی میں پھنسکر عقل کو زائل کر لیتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ)

ہم سوامی جی اور اُن کے چیلوں کیلئے نہیں بلکہ عام ناظرین باانصاف کیلئے آیت زیر بحث کو تمام نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اس آیت سے خدا کا دیکھنا ثابت ہوتا ہے یا نہ دیکھ سکنا۔

فَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

یعنی حضرت موسیٰؑ حسب وعدہ الٰہی پہاڑ پر جب آئے اور خدا نے اُن سے کلام کیا۔ تو انہوں (موسیٰؑ) نے کہا خداوندا مجھے اپنی زیارت کرا کہ میں تجھے دیکھوں۔ خدا نے کہا تو مجھے ہرگز نہ دیکھیگا۔ ہاں پہاڑ پر نظر کر اگر وہ اپنی جگہ ٹھیرا رہا تو تو مجھے دیکھ سکیگا۔ پھر جب

Marfat.com

خدا نے پہاڑ پر روشنی ڈالی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسےٰ بیہوش گر پڑے جب ہوش میں آئے تو بولے الٰہی (ایسے سوال کرنے سے) میں نے توبہ کی اور میں سب سے پہلے مانتا ہوں (کہ تجھے ان آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا)

ناظرین! بتلایئے آپ موصوف سے کیا سمجھ میں آتا ہے حضرت دیانند کی توبہ تک تو مذکور رہے تاہم سوامی جی اپنی کہتے چلے جائیں۔ لیکن آخر کیا کریں وہ تو اپنے قول کی تصدیق کرانے کی کوشش میں ہیں کہ

"ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (ستیارتھ صفحہ ۵۲)

معجزہ کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے مفصل نمبر (۱۴ و ۲۳) میں ملاحظہ ہو۔

(۵۵) اور یاد کر پروردگار اپنے کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈر سے اور کم آواز سے صبح اور شام کو (آیت ۱۰۹)

تحقیق کہیں تو قرآن میں لکھا ہے کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو۔ اور کہیں لکھا ہے کہ دھیمی آواز سے خدا کی یاد کرو۔ اب کہئے کہ کونسی بات سچی اور کونسی جھوٹی ہے؟ ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں اگر کوئی بات سہواً خلاف نکل جاوے تو چنداں مضائقہ نہیں۔

مدقق سوامی جی! پاگل تو ایک طرح سے معذور بھی ہیں۔ لیکن (بقول آپکے) ناپاک باطن والے جاہل جن کو موقع و محل مناسب کی سمجھ ہو اور متکلم کے خلاف منشاء معنی کرکے تضییع اوقات کریں پاگلوں سے کہیں بڑھکر پاگل ہوتے ہیں۔

سنو! قرآن بتلاتا ہے۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (ترجمہ نیچے میں دیکھو)

سمجھو! اگر کوئی آیت قرآنی اس مضمون کی بتلاؤ کہ "اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو" تو بہ تفصیل ذیل ہم سے انعام لو۔

اگر بتلانیوالا ماس پارٹی کا ممبر ہو تو ڈی۔اے۔وی کالج کیلئے یک صد چہرہ دار اور اگر گھاس پارٹی کا مہاتما ہو تو یک صد روپیہ لیکھرام میموریل فنڈ کے لئے

Marfat.com

اور یک صد گرو کل کیلئے سب سے پہلے ہم دیں گے اور کوئی شرط نہیں لگائینگے یہ بھی سن لو کہ یہ انعام سابقہ انعامات کے علاوہ ہے۔

دیانند یو! تین چار سو کے انعام کے علاوہ اپنے گرو کی عزت رکھ ورنہ دنیا کیا کہیگی نمبر ۷ میں سوامی جی کو جس آیت سے اونچے پکارنے کا شبہ ہوا ہے اور خدا کو بہرہ بنایا ہے، وہ بھی سُن لو! وہ یہ ہے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (اپنے رب سے دعا مانگو عاجزی سے اور چھپکر)

بتلاؤ! یہ آیت اونچے پکارنے سے منع کرتی ہے یا حکم دیتی ہے۔

اصل میں سوامی جی بھی معذور ہیں۔ اردو میں لفظی ترجمہ کسی صاحب نے اُدْعُوْا کا "پکارو" کر دیا تو سوامی جی کی بلا کو غرض تھی کہ خُفْيَةً کے لفظ کو بھی دیکھتے پھر دیکھو چالاکی کہ خُفْيَةً کے لفظ کا ترجمہ ہی چھوڑ گئے اور "عاجزی سے" پر فقرہ ختم کر دیا دیکھو نمبر ۷، حالانکہ کل مترجم قرآنوں میں خُفْيَةً کا ترجمہ "چھپا کر" کیا ہوا موجود ہے سچ ہے۔

"ہٹ دھرمی خلاف منشاء متکلم کلام کے سمجھا کرتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷)

اور سنئے!

"ہٹ دھرمی سے سچ نہ سمجھنے والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۵۲)

۷) سورہ انفال! سوال کرتے ہیں تجھکو لوگوں سے کہہ لو میں واسطے اللہ کے اور رسول کے۔ پس ڈرو اللہ سے (آیت ۱)

محقق تعجب ہے کہ جو لوٹ مچاویں۔ ڈاکو کے کام کریں کراویں وہ خدا۔ پیغمبر اور ایماندار کہلاویں۔ ساتھ ہی اللہ کا ڈر بتلاتے اور ڈاکہ مارتے جاتے ہیں پھر یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ ہمارا مذہب اچھا ہے اس سے بڑھکر اور کیا بُری بات ہو سکتی ہے کہ تعصب کو چھوڑ کر سچے وید کے دھرم کو مسلمان قبول نہیں کرتے (مہاراج! بڑے پاپی ہیں)

محقق اس نمبر کا مفصل جواب تو ہم نمبر ۲ میں دے آئے ہیں اور وعدہ بھی کر آئے تھے کہ آئندہ کو اسی نمبر ۲ کے حوالہ پر قناعت کریں گے۔ یہاں پر سوامی جی اور اُن

Marfat.com

کے چیلوں کی خاطر منوجی کا پرمان ستیارتھ پرکاش سے سناتے ہیں۔ دال لگا کر سنو! منوجی پرمان دیتے ہیں۔

"اس آئین کو کبھی نہ توڑے کہ لڑائی میں جس جس ملازم یا افسر نے جو جو گاڑی۔ گھوڑا ہاتھی چھتر دولت۔ رسد۔ گلے وغیرہ جانور چیز عورت (ہیں! سوامی جی! یہ کیا؟) اور دیگر قسم کا مال متاع اور گھی و تیل وغیرہ کے کپے فتح کئے ہوں وہی اس کو ملے لیکن فوج کے آدمی فتح کی ہوئی چیزوں میں سے سو طوال حصہ راجا کو دیویں۔"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۶۔ سملاس ۶ نمبر ۳۲)

سماجیو! یہ کہنے کے تم مجاز نہیں کہ منوجی کا کلام ہم نہیں مانتے۔ اس لیے کہ تمہارے رشی بلکہ مہرشی نے جب اسکو معتبر اور مستند سمجھ کر نقل کیا ہے۔ تو تمہارا یہ حق ساقط۔

یہی وہ لوٹ ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ نہ یہ کہ جس کو ڈاکہ کہا کرتے ہیں۔ کیونکہ جس لفظ قرآنی کا یہ ترجمہ ہے۔ وہ انفال ہے اور انفال جمع نفل کی ہے۔ نفل لغت میں مال غنیمت کو جو لڑائی میں غالب کے ہاتھ آتا ہے کہتے ہیں۔ دیکھو صراح وغیرہ۔

جنگ بدر کی فتح کے بعد جو اسلام میں پہلی فتح تھی۔ غنیمت کے مال کی تقسیم کے متعلق مسلمانوں میں باہمی تکرار ہوئی۔ اسپر یہ آیت اتری کہ مال غنیمت تمہاری رائے پر تقسیم نہ ہوگا بلکہ جس طرح اللہ اور اللہ کے بتلانے سے اس کا رسول حکم کریگا۔ اسی طرح کرو اور اس حکم کی مخالفت کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہو چنانچہ تھوڑا آگے وہ حکم سنایا جس کو سوامی جی نے نمبر ۹۷ میں ادھورا نقل کیا ہے۔ تمام یوں ہے سنو!

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ

پانچواں حصہ مستحقین و عاگوؤں کے لیے نکال کر باقی سب جنگی فوج پر تقسیم ہوگا۔

ف۱ سمجھ رکھو کہ جو کچھ تم کو غنیمت ملے اس کا پانچواں حصہ یوں تقسیم کرو کہ پانچواں حصہ اس پانچویں حصہ میں سے اللہ کے رسول کا (یا جو امام وقت ہو) اور باقی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور غریب مسافروں کا ہے (خدا کا نام محض تبرک کیلئے ہے ورنہ اس کا کوئی الگ حصہ نہیں) دیکھو تفاسیر

Marfat.com

ہاں سوامی جی آپ ہی بتلائیے کہ اس کے سوا اُس مال کی تقسیم کرنیکی کوئی عمدہ صورت بھی ہے؟ مگر بتلاتے ہوئے منوجی کا مذکورہ بالا پرمان یاد رہے۔

ہاں تو ہم مانتے ہیں کہ مسلمان واقعی بڑے پاپی ہیں کہ وید کے دھرم کے قائل نہیں ہوتے تاکہ **نیوگ** وغیرہ میں اُن کو آسانی ہو (چیئرمن)

(۷۷) اور کاٹے جڑ کافروں کی۔ میں مدد دونگا تم کو ساٹھ ہزار فرشتوں کے پیچھے سے آنیوالے البتہ میں کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالوں گا۔ پس مارو اوپر گردنوں کے اور مارو اُن میں سے ہر ایک کو پوری پور (۷-۹-۱۲)

محقق واہ جی واہ! خدا اور پیغمبر خوب رحمل ہیں۔ جو لوگ مذہب اسلام میں نہیں اُن کافروں کی جڑ کاٹنے اُنکی گردن مارنے اور اُنکے جوڑوں کے کاٹنے کا حکم دیتا ہے اور اس کام میں اُن کا مدد و معاون بنتا ہے کیا یہ خدا اور اُن کچھ کہے؟ یہ سب فریب قرآن کے مصنف کا ہے خدا کا نہیں اگر خدا کا ہوتو ایسا خدا ہم سے دور رہے اور ہم اُس سے دور رہیں۔

مدقق مفصل جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملے گا۔ ہاں خدا سے آپکی دوری کی ہم بلکہ قرآن شریف تصدیق کرتا ہے سنو!

كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ (بیشک کافر اس روز دور پردہ میں رکھے جائیں گے)

(۸۷) اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو پکارنا قبول کرو۔ واسطے اللہ کے اور واسطے رسول کے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم خیانت مت کرو اللہ کی اور رسول کی اور مت خیانت کرو امانتوں اپنے کو اور تم کرتا تھا اللہ اور نیک مکر کرنے والوں کا ہے (آیت ۱۹-۲۳-۲۶)

محقق کیا اللہ مسلمانوں کا طرفدار ہے؟ اگر ایسا ہے تو ادھرم کرتا ہے خدا تو ساری مخلوق کا مالک ہے۔ کیا خدا پکارے بغیر نہیں سُن سکتا؟ بہرہ ہے اُس کے

اے دیانندیو! رشیوں کے نام سے کہنا کہ یہی شیریں کلامی ہے جس کی بابت تمہارے سوامی جی اپدیش منجری صفحہ ۲۰ تاکید کرتے ہیں۔ یا اتھی کے رات دو قسم کے ہیں؟

ناظرین! سوامی دیانند کی شیریں کلامی کا مجموعہ دیکھنا ہو تو ہمارا رسالہ "ہندوستان کے دو ریفارمر دیکھو قیمت ۲

Marfat.com

ساتھ رسول کو شریک کرنا بہت بُرا ہے۔ اللہ کا کونسا خزانہ بھرا ہے۔ جو چُرایا جاسکے کیا رسول کی اور اپنی امانت کی خیانت چھوڑ کر اور سب کی خیانت کیا کریں؟ ہاں قسم کی تعلیم جاہل اور ادھرمیوں کی ہوسکتی ہے۔ بھلا اگر خدا مکر کرتا اور مکاروں کا ساتھی ہے تو وہ خدا مکار فریبی اور ادھرمی کیوں نہیں؟ اس لئے یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ کسی مکار فریبی کا بنایا ہوا ہوگا نہیں تو ایسی فضول باتیں کیوں لکھی ہوتیں؟ مگر ہمیں کیا ضرورت۔

مدقق نمبر ۲۱ و ۵۳ و نمبر ۵۷ و نمبر ۵۰ وغیرہ سب باتوں کا مفصل جواب آچکا ہے سوامی جی کو تو نمبر شماری کا شوق چرایا جاتا ہے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ اللہ کا کونسا خزانہ ہے۔ ہم کئی دفعہ کہہ آئے ہیں کہ سوامی جی اگر کسی مولوی صاحب کے پاس تھوڑی دیر ٹھیر کر قرآن شریف پڑھ یا سُن لیتے تو ایسے دھکے نہ کھاتے سوامی جی! قرآن امانت خداوندی کی تفسیر خود کرتا ہے سنو!

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا[1]

احکام خداوندی خدا کی امانت ہیں۔ پس آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ احکام شریعت میں غفلت اور سستی نہ کرو۔ بتلائیے! بھومکا صفحہ ۵۲ کا مصداق کون ہے؟

ہاں یہ نئی منطق ہے کہ اپنی امانت کی خیانت چھوڑ کر اور سب کی خیانت کیا کریں؟ یہ بالکل اُسی قسم کی تقریر ہے جو کسی کجرو طالب علم نے کھڑے پانی میں پاخانہ کر دیا۔ دوسرے نے اُس کو ٹوکا اور کہا کہ کھڑے پانی کے اندر بول کرنے سے منع آیا ہے تو نے یہ کیا کیا۔ کجرو بولا۔ بول کرنے سے منع ہے۔ پائخانہ سے تو منع نہیں۔ ورنہ لفظ دکھاؤ۔ ایسی بے سمجھی کی ہم بھی داد دیتے ہیں۔ سوامی جی کو معلوم نہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں دوسری قوموں کے ساتھ دو طرح سے معاملہ ہوتا ہے اگر وہ صلح سے ہیں تو صلح سے اور اگر برسر جنگ ہیں تو جنگ

[1] ہم نے اپنے احکام آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر نازل کئے (یعنی ان کو مناسب حال اُنکے بنا دیا) اُن سب نے تعمیل کی۔ مگر انسان نے اس امانت میں خیانت کی بیشک انسان بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔

Marfat.com

ے مصالحین کا حکم شریعت اسلام میں وہی ہے جو آپس میں مسلمانوں کا ہے حربیوں (جنگیوں) کا حکم وہی ہے جو منوجی کا پرمان ہے سنو!

"اس (دشمن) کے ملک کو تکلیف پہنچا کر جاڑا۔ خوراک۔ پانی اور ہیزم کو تلف و خراب کر دیوے

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۱۔ سملاس ۶۔ نمبر ۵۲)

مضمون تو صاف ہے۔ مگر اس کا کیا علاج ہو کہ:

"ناپاک باطن والوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

۷۹) اور لڑو ان سے یہانتک کہ نہ رہے فتنہ یعنی غلبہ کفار کا اور ہووے دین تمام واسطے اللہ کے اور جانو تم یہ کہ جو کچھ لوٹ لو کسی چیز سے تحقیق واسطے اللہ کے ہے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے (آیت ۳۸۔۴۰)

محقق ایسی بے انصافی سے لڑنے والا مسلمانوں کے خدا کے سوائے امن میں مخل دہشت گرد کون ہوگا؟ اب دیکھئے یہ کیسا مذہب ہے کیا اللہ اور رسول کے نام پر سب جہاں کو لوٹنا لٹوانا غارتگروں کا کام نہیں ہے؟ اور کیا خدا بھی لوٹیرا ہے کہ لوٹ کے مال کا حصہ دار بنیگا؟ ایسے غارتگروں کے طرفدار بننے سے خدا اپنی خدائی میں بٹہ لگاتا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسی کتاب ایسا خدا اور ایسا پیغمبر جہان میں ایسے جنگ و جدل کرانے اور امن عامہ میں رخنہ انداز بن کر لوگوں کو تکلیف دینے کیلئے کہاں سے آگئے ہیں: اگر ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے تو ساری دنیا شاداں و فرحاں ہستی (زندگی) سے عیش ہوتے اور شراب کباب اڑاتے چیڑ)

مدقق جہاد کے متعلق مفصل نمبر ۲ وغیرہ میں موجود ہے غنیمت کے متعلق نمبر ۶ میں لکھ آئے ہیں:۔

ہاں یہ خوب کہی کہ "ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے تو ساری دنیا شاداں و فرحاں رہتی" مگر کیا کریں وید بھگوان نے بھی تو یہی پرمان دیا کہ۔

تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انہیں روگردان اور پسپا کرو۔ تمہاری فوج جرار کارگزار نامی گرامی ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہا!

Marfat.com

حریف ناہنجار (رہے مہاراج اتنی کھیلگی!) نخست یاب ہوا اور پنجاد لکھے (رگوید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۱۲۔ منتر ۲)

سوامی جی! آپ موصوف تو خود امن کا اظہار کر رہی ہے۔ دیکھئے کس وضاحت سے لکھا ہے اور آپ نے بھی بڑے جوش سے نقل کیا ہے کہ "لڑو اُن سے یہانتک کہ نہ رہے فتنہ" جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بغرض قیام امن لڑنا منظور ہے۔ کہئے عقل بڑی یا بھینس؟

سوامی جی! آپکی طرح بہت سے ریفارمروں نے یہ تعلیم دی یا اُنکے ذمہ لگائی گئی کہ۔

"جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا گال بھی اُس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ تجھ پر نالش کر کے تیری قبا لے۔ کُرتے کو بھی اُسے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لیجائے اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجھ سے کچھ مانگے اُسے دے اور جو تجھ سے قرض چاہے اُس سے منہ نہ موڑ" (انجیل متی ۵ کی ۴۰)

مگر ان احکام سے بجز زبان کی تری کے اور بھی کچھ حاصل ہے؟ اعتبار نہ ہو تو عیسائی قوم کا حال دیکھ لو جنہوں نے خود ہی ایسے احکام کو ردی کے صندوق میں ڈالکر ثابت کر دیا کہ

ایں چنیں رقاص را باید و صول انچنیں

کیوں نہ قانون قدرت کا مقابلہ کوئی آسان کام نہیں۔ دشمنوں کی مدافعت فطرت انسانی میں ہے مفصل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب "مقابلہ ثلاثہ توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ پڑھو یا الہامی کتاب مباحثہ آریہ پڑھو۔

(۸۰) اور کاش دیکھے تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں روحیں اُن لوگوں کی کہ کافر ہوئے فرشتے مارتے منہ اُن کے اور پیٹھیں اُن کی اور کہتے ہیں چکھو تم عذاب جلنے کا پس ہلاک کیا ہم نے اُن کو ساتھ گناہوں اُن کے کے اور ڈبایا ہم نے قوم فرعون کو۔ اور تیاری کرو واسطے اُن کے جو کچھ تم کر سکو (آئت ۴۸-۵۲-۵۸)

محقق کیوں جی آجکل تو روس نے روم کی اور انگلینڈ نے مصر کی خوب گت بنائی ہے۔ اب فرشتے کہاں سو گئے؟ پہلے خدا اپنے بندوں کے دشمنوں کو

Marfat.com

مارتا ڈپوتا تھا۔ اگر یہ بات سچی ہو تو آج کل بھی ایسا کرے۔ چونکہ ایسا نہیں کرتا اس لئے یہ بات ماننے کے لائق نہیں۔ دیکھئے یہ کیسا بڑا حکم ہے کہ جو حتی الوسع غیر مذہب والوں کے لئے تکلیف دہ کام کیا کرو۔ ایسا حکم عالم دیندار رحیم کا نہیں ہو سکتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ خدا رحیم و عادل ہے۔ ایسی باتوں سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے خدا سے انصاف اور رحم وغیرہ نیک اوصاف دور بھاگتے ہیں۔

حق اس کا جواب نمبر ۱۵ میں مفصل دے آئے ہیں۔ ہاں یہ کہدینا ضرور ہے۔ گو یہ نئی بات نہیں کہ سوامی جی نے اس آیت کو بالکل نہیں سمجھا۔ ایک تو یہ آیت کفار کی موت طبعی کے وقت سے متعلق ہے جس کو سوامی جی نے جہاد کے متعلق بنا دیا۔ دوم یہ بھی غلطی ہے کہ "حتی الوسع غیر مذہب والوں کیلئے تکلیف دہ کام کیا کرو" بلکہ آیت کا مطلب صاف ہے۔ پہلے ذرا نی الفاظ سنو!

اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

جس کا پورا ترجمہ اور اصل مطلب منوجی کے پرمان میں ادا کرتا ہوں سنیئے!

"سیاست ملکی جاننے والا راجا ایسی مناسب تجاویز عمل میں لاوے کہ کسی طرح اس کے حادن بے تعلق لوگ اور دشمن زیادہ طاقتور نہ ہو جائیں۔" (مندرجہ ستیارتھ ص ۲۰۰ باب ۶ نمبر ۴۹)

یہی مطلب آیت موصوفہ کا ہے کہ دشمنوں کے مقابلہ کیلئے فوجی قواعد اور گھوڑ دوڑ وغیرہ لوازمات فوجی میں چست و چالاک رہو۔

پنڈت جی نے جس لفظی ترجمہ والے قرآن سے آیت کا ترجمہ نقل کیا ہے اس میں بھی یوں لکھا ہوا موجود ہے "اور تیاری کرو واسطے اُن کے جو کچھ کر سکو تم قوت سے اور باندھنے گھوڑوں سے" جس کا مطلب اردو بامحاورہ یہی ہے جو ہم نے بتلایا۔

(۱۸) نبی کفایہ تجھ کو اللہ اور ان کو جنہوں نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے اے نبی رغبت دے مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے۔ اگر ہوویں تم میں سے بیس صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر۔ پس کھاؤ اس چیز سے کہ غنیمت کیا ہے تم نے حلال پاکیزہ اور

Marfat.com

ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے (آیت ۹۲-۹۳-۹۶-۹۷)

محقق بھلا یہ کون سے انصاف علمیت اور دھرم کی بات ہے جو اپنی پیروی کرے اور خواہ بے انصاف ہی کیوں نہ ہو اُسکی طرفداری کریں اور فائدہ پہنچا دیں اور جو رعایا کے امن میں خلل انداز ہو کر جنگ کرے اور کرائے اور لوٹ کے مال کو حلال بتاوے اُسے بخشدہ اور مہربان ناموں سے موسوم کیا جاوے یہ تعلیم خدا کی تو کیا بلکہ کسی شریف آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ ایسی ایسی باتوں سے قرآن خدا کی کلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔

مدقق مفصل جواب پہلے کئی دفعہ لکھا جا چکا ہے بالخصوص نمبر ۲ و نمبر ۶۷ ملاحظہ ہو۔ سوامی جی! یہ بھی قرآن شریف کا اور سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ جیسے لائق و دوان (عالم) کو قرآن شریف پر اعتراض کرنے کی سوجھی اعتبار نہ ہو تو قرآن مجید کی آئت کو غور سے سنو!

كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا[1]

سماجیو! اس آئت کو خوب سمجھ کر ہماری داد دو۔

(۸۲) سورہ توبہ ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے تحقیق اللہ نزدیک اُن کے ہے ثواب بڑا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مت پکڑو۔ باپوں اپنے کو اور بھائیوں اپنے کو دوست اگر دوست رکھیں کفر کو اوپر ایمان کے۔ پر اُتاری اللہ نے تسکین اپنی اوپر رسول اپنے کے اور اوپر مسلمانوں کے اور اُتارے لشکر نہیں دیکھا تم نے اور عذاب کیا اُن لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور یہی سزا ہے کافروں کی پھر پھرائیگا اللہ پیچھے اُن کے اوپر اور لڑائی کرو۔ اُن لوگوں سے کہ جو ایمان نہیں لاتے (آیت ۲۰-۲۱-۲۴-۲۵-۲۷)

محقق بھلا جو بہشت والوں کے نزدیک اللہ رہتا ہے تو محیط کل کیونکر ہو سکتا ہے

[1] اسی طرح ہم نے ہر نبی کیلئے جنوں اور انسانوں میں گمراہ لوگوں کو دشمن بنایا ہے۔ جو ایک دوسرے کو دھوکہ اور فریب کی باتیں سناتے ہیں۔

Marfat.com

اگر محیط نہیں تو دنیا کا بنانیوالا اور عادل نہیں ہوسکتا اور لوگوں کو اپنے ماں باپ بھائی اور دوست سے جدا کرانا بے انصافی کی بات ہے۔ ہاں اگر وہ بُری تعلیم دیں تو نہ ماننی چاہیئے۔ لیکن اُن کی خدمت ہمیشہ کرنی چاہیئے۔ پہلے خدا مسلمانوں پر مہربان تھا اور انکی مدد کیلئے لشکر اُتارتا تھا۔ اگر یہ بات سچ ہوتی تو اب ایسا کیوں نہیں کرتا؟ اور اگر پہلے کافروں کو سزا دیتا تھا اور پھر اُن پر رحمت کرتا تھا تو اب کہاں گیا ہے؟ کیا خدا لڑائی کے بغیر ایمان قائم نہیں کرسکتا۔ ایسے خدا کو ہماری طرف سے ہمیشہ تلانجلی ہے۔ خدا کیا ہے ایک تماشہ گر ہے۔

مدقق ۸۲ سوامی جی کا پرمان بالکل سچ اور سونے سے لکھنے کے قابل ہے کہ آگے پیچھے کو نہ دیکھ کر اٹکل پچو من گھڑت کلام کے معنی کرنیوالے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا (بھومکا صفحہ ۵۲)

سوامی جی کو پہلے آیت کا صحیح ترجمہ بتلاتے ہیں۔ اُمید ہے کہ ترجمہ سُنتے ہی آپ کو اپنے سوالوں کی قدر معلوم ہوجائیگی۔ آپ نے شاہ رفیع الدین صاحب کا لفظی ترجمہ مدنظر رکھا ہے مگر افسوس کہ اُسے بھی نہیں سمجھا گو وہ ترجمہ بوجہ عربی کے لفظی ترجمہ ہونے اور دونو زبانوں (عربی اور اُردو) کے محاوروں کی مغائرت کے مطلب خیز نہیں۔ تاہم چونکہ آپنے اُسی کو پیش نظر رکھا ہوا ہے اس لئے بہتر ہے کہ اُسی میں سے نقل کرکے سماجیوں سے آپکی سمجھ اور دیانت داری کی داد دلوائیں۔ پس سماجیو! سنو! اصل آیت یہ ہے۔

لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ

(ترجمہ) واسطے اُن کے بیچ اُس کے نعمت ہے پائیدار ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے ہمیشہ تحقیق اللہ نزدیک اُس کے ہے ثواب بڑا۔

سوامی جی نے اس میں کیا کمال کیا ہے لیک تو اس کے لفظ کو "اُن کے" سے بدلا۔ دوم اس سارے کو پہلے کلام سے ملا دیا۔ سوم "ثواب بڑا" کا لفظ بے تعلق چھوڑ دیا معلوم نہیں مبتدا ہے یا خبر جہاں ہم آیت کا شروع ہی مضمر پھر بتلایئے مطلب کیوں نہ بگڑے سچ ہے ؎

Marfat.com

لُطف پر لُطف ہے املا میں مرے یار کے یار حاء حطی سے گدح لکھتا ہے ہوّز سے ہما

آیت کا بامحاورہ ترجمہ یہ ہے "اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے" (دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ صاحب)

سماجیو! قرآن مترجم کو دیکھو اور سوامی کی محنت اور دیانت کی داد دو۔

ماں باپ کے چھوڑنے کے وہی معنی ہیں۔ جن پر آپ نے بھی دستخط کئے ہیں۔ یعنی اُنکی بُری تعلیم کو نہ ماننا اور باقی اُمور میں اُن سے سلوک کرنا واجب ہے **سنو!**

قرآن شریف بتلاتا ہے

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا

سوامی جی! بتلایئے (بھومکا صفحہ ۵۲) ہاتھی دانت ہیں یا کچھ اور

کافروں کی باتوں کا جواب نمبر (۲) و نمبر (۵۱) وغیرہ میں ملاحظہ ہو

(۸۳) اور ہم منتظر ہیں واسطے تمہارے یہ کہ پہنچاوے تم کو اللہ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے (آیت ۹۴)

محقق کیا مسلمان ہی خدا کی پولیس بن گئے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے یا مسلمانوں کے ہاتھ سے غیر مذہب والوں کو گرفتار کرتا ہے؟ کیا دوسرے کروڑوں آدمی خدا کو ناپسند ہیں؟ اور مسلمانوں کے گنہگار بھی پسند ہیں؟ اگر ایسا حال ہے تو اندھیر نگری چوپٹ راجا کی مثال صادق آئیگی۔ تعجب ہے کہ عقلمند مسلمان بھی اس بے بنیاد اور نامعقول مذہب کے قائل ہیں۔

مدقق مفصل جواب نمبر ۲ وغیرہ میں آچکا ہے **سوامی جی!** ایک بات کو بے مطلب بار بار کہتے جانا پاگل پن ہوتا ہے۔ تعجب ہے عقلمند آریہ ایسے بے بنیاد اور نامعقول اعتراضات کو سُنکر بھی سوامی جی کو لیڈر مانتے ہیں اور نیوگ جیسی غلط اور ناجائز تعلیم کو سُن کر بھی وید وید کہے جاتے ہیں اور شرماتے نہیں۔ افسوس! افسوس!!

لہ اگر ماں باپ تجھے مجھ سے (یعنی خدا سے) شرک کرنا کہیں تو انکی نہ مان اور دنیاوی باتوں میں اُن سے سلوک کرتا رہ۔

Marfat.com

افسوس !!!

(۸۴) وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بہشتیں چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اُس کے اور گھر پاکیزہ بیچ بہشتوں کے اور رضامندی طرف اللہ کی سے بہت بڑی ہے یہ وہ مراد پانا پس ٹھٹھا کرتے ہیں اُن سے ٹھٹھا کرتا ہے اللہ اُن سے (آیت ۷۲-۷۵)

محقق یہ خدا کے نام سے مرد و زن کو اپنے مطلب کیلئے لالچ دینا ہے کیونکہ اگر ایسا لالچ نہ دیتے تو کوئی محمد صاحب کے دام میں نہ پھنستا۔ ایسا ہی اور مذہب والے بھی کیا کرتے ہیں۔ آدمی تو باہم ٹھٹھا ہی کیا کرتے ہیں۔ لیکن خدا کو کسی سے ٹھٹھا کرنا واجب نہیں ہے یہ قرآن کیا ہے بڑی کھیل ہے۔

مدقق نمبر ۲ و نمبر ۳۱ میں کئی ایک جگہ اس کا جواب مل سکیگا۔ سوامی جی ہمیشہ بھومکا صفحہ ۱۰ کو بھول جاتے ہیں۔

"جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے"

پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ خدا اُن کو ٹھٹھے کی سزا دیگا۔ یا ذلیل کریگا کیونکہ جس لفظ کا یہ (ٹھٹھا) ترجمہ ہے وہ "استہزاء" ہے جس کے معنی لغت میں حقارت کے بھی ہیں اور ٹھٹھے میں ایک قسم کی حقارت ہوتی ہے پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ اللہ اُن کو ذلیل کریگا۔ مفصل نمبر ۶۱ میں ملاحظہ ہو۔

(۸۵) لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اُس کے جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنے کے اور یہ لوگ واسطے اُنہیں کے ہیں بھلائیاں اور مُہر کی اللہ نے اوپر دلوں اُنکے کے پس وے نہیں جانتے (آیت ۸۴-۸۹)

محقق اب دیکھئے خود غرضی کی بات کہ وے ہی اچھے ہیں کہ جو محمد صاحب پر ایمان لائے اور جو نہیں لائے وہ بُرے ہیں۔ کیا یہ بات تعصب اور جہالت سے بھری ہوئی نہیں ہے؟ جب خدا نے مہر ہی لگا دی تو اُن کا قصور گناہ کرنے میں کوئی بھی نہیں۔ بلکہ خدا ہی کا قصور ہے۔ کیونکہ اُن بیچاروں کو بھلائی کرنے سے دلو پنہ

Marfat.com

مہر لگا کر روک دیا یہ کتنی بڑی بے انصافی ہے۔

صداقت ۸۵ نمبر ۳ و نمبر ۶ و نمبر ۶۵ وغیرہ ملاحظہ ہو۔

(۸۶) لے مال اُن کے سے خیرات کہ پاک کرے تو اُن کو یعنی ظاہر اور پاکیزہ کرے تو اُن کو ساتھ اُس کے یعنی باطن میں تحقیق اللہ نے مول لی ہیں مسلمانوں سے جانیں اُن کی اور مال اُنکے بدلے اُسکے واسطے اُن کے بہشت ہے۔ لڑینگے بیچ راہ اللہ کے پس ماریںگے اور مارے جاوینگے (آیت ۹۹ - ۱۰۷)

محقق واہ جی واہ! محمد(ص) صاحب آپنے تو گوکلئے گساٹیوں کی ہمسری کرلی۔ کیونکہ جن کا مال لینا اُنہیں کو پاک کرنا تو گساٹیوں کا کام ہے واہ اللہ میاں آپنے اچھی سوداگری جاری کی کہ مسلمانوں کی معرفت غریبوں کی جانیں لینا ہی نفع سمجھ رکھا ہے اور یتیموں کو مروانے اور ظالموں کو بہشت دینے سے مسلمانوں کا خدا بے رحم اور غیر منصف ہوکر اپنی خدائی میں بٹہ لگا بیٹھا ہے اور عقلمند شریفوں کے نزدیک قابل نفرت ہوگیا ہے۔

مدقق اوہو! اوہو!! پنڈت جی! آپ نے بھی تو مذہبیوں کی ہمسری کرلی کہ متکلم کے خلاف منشا و مخالف مراد معنی لیکر عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہو

(دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷)

سوامی جی! یہ مال کہاں خرچ ہوگا؟ جہاں منو جی پرمان (حکم) دینگے غور سے سنو!

"بڑھے ہوئے سرمایہ کو ویدوں (قرآن) کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت طالب علم اور واعظان طریقت وید (قرآن) اور محتاجوں یتیموں کی پرورش میں صرف کریں"

(منو ۷ - ۹۹ مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۱۹۸ سطر ۶ - نمبر ۳۳)

لہ اگر اعتبار نہ ہو تو قرآن میں دیکھ لو۔ اس مال کا مصرف کیا بتلایا ہے۔ پڑھو!

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ

لہ صدقات صرف فقیروں مسکینوں اور جمع کرنیوالوں اور اسلام سے محبت کرنے والوں کیلئے ہیں۔

Marfat.com

وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

سماجیو! بتلاؤ منوجی کے بیان سے یہ مصارف ضروری اور مفصل ہیں یا نہیں؟ سوامی جی نے خیال کیا ہوگا کہ یہ مال پیغمبر خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے صرف میں لاتے ہونگے مگر اُن کو یہ خبر نہیں کہ اپنی ذات خاص کے علاوہ اپنی کل اولاد بلکہ کل کنبہ بلکہ چچوں کی اولاد تک بھی اس مال میں سے ایک حبہ تک کا لینا روا نہیں رکھا۔ بلکہ ہمیشہ اپنی لوگوں کو دیتے رہے۔ جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے مگر

"محل و موقع مناسب نہ دیکھ کر صرف مترجمہ آیت) کا ترجمہ لفظی سُنکر اعتراض کرنیوالے جاہلوں کو علم کہاں" (بعد کا صفحہ ۵۲)

باقی حصّہ کا جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

(۸۷) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ لڑو لوگوں سے جو پاس تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہیئے پاویں بیچ تمہارے سختی۔ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں بیچ ہر برس کے ایکبار یا دوبار۔ پھر نہیں توبہ کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں۔ (آیت ۱۱۹-۱۲۲)

محقق دیکھئے محسن کشی کی تعلیم خدا مسلمانوں کو سکھلاتا ہے کہ پڑوسیوں اور غلاموں سے لڑائی کرو۔ اور موقع پاکر لڑو یا قتل کرو۔ ایسی باتیں مسلمانوں سے بہت پھیلی ہیں۔ گویا اسی قرآن کی تحریر سے اب تو مسلمان سمجھ کر قرآن کی ان برائیوں کو چھوڑ دیں تو بہت اچھا ہے۔

مدقق ع "سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست"

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر جہاد کی نوبت آوے اور جو شرائط جہاد کی ہیں (جنکا کسی قدر ذکر نمبر ۲ میں ہو چکا ہے) متحقق ہو جائیں تو نزدیک والے دشمنوں سے جو ہیں اور غلام آزاد کرانے کیلئے ہیں اور قرضداروں کیلئے اور فوج کی تیاری کیلئے اور مسافروں کیلئے یہ خدا کا مقرر ہے (اس کے خلاف نہ ہو) اور خدا سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے۔

Marfat.com

ملک کی حدود سے متصل ہوں پہلے لڑنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ اُن کو بغلی گھونسہ چھوڑ کر دور درازوالوں سے لڑنے جاؤ۔ اسی کے مطابق منوجی کا پرمان سنو!

"جس طرف لڑائی ہو رہی ہو۔ اُسی طرف فوج کا سامنا کرے۔ لیکن دوسری طرف پختہ انتظام رکھے ورنہ پیچھے سے یا بغل میں سے دشمنوں کی گھات کا ہونا ممکن ہے"

مندرجہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۰ سلاس ۶ نمبر ۵۲

سماجیو! ایسی فاش غلطیاں دیکھ کر سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش کو بند کر دو تو اچھا ہے ورنہ پچھتاؤ گے مگر کام نہ آئیگا۔

مضمون تو صاف ہے لیکن ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم کہاں" (دیکھو مکا صفحہ ۵۲)

(۸۸) سورہ یونس | تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے تدبیر کرتا ہے کام کی (آیت ۳)

محقق | آسمان یعنی اکاش ایک غیر مرکب ازلی شے ہے اس کی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہوا کہ مصنف قرآن علم طبیعات کو بھی نہیں جانتا تھا۔ کیا خدا کو دنیا چھ دن تک بنانی پڑتی ہے؟ قرآن میں جب لکھا ہے ہو جا اور اتنا کہنے سے دنیا ہو گئی تو پھر چھ دن لگنا جھوٹ ہے اگر وہ محیط کل ہوتا تو آسمان پر کیوں قرار پکڑتا اور جب کام کی تدبیر کرتا ہے تو گویا تمہارا خدا مثل انسان کے ہے کیونکہ اگر ہمہ دان ہوتا تو بیٹھا بیٹھا کیوں سوچتا؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کو نہ جاننے والے وحشی لوگوں نے یہ کتاب بنائی ہوگی۔

مدقق | کیا عقلمند ہے وہ شخص جو شیشوں کا گھر بنا کر دوسروں پر پتھر برسائے۔

سماجیو! پرمیشور کی آگیا سنو!

اس پرمیشور کے سن یعنی وچار یا غور و فکر کرنے والی قدرت سے چاند پیدا ہوا اور چکشو یعنی پرنور قدرت سے سورج ظاہر ہوا۔ اور شروتر یعنی اکاش صورت قدرت سے اکاش (آسمان) پیدا ہوا" (دیکھو وید ادھیائے ۲۱۔ منتر ۱۲)

سوامی جی کا پرمان بھی سنو!

Marfat.com

پرماتما نے پہلے اکاش (آسمان) پیدا کیا اس اکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے اناج۔ اناج سے ویرج۔ ویرج سے انسان پیدا ہوئے (اپدیش منجری صفحہ ۵۹)

اور سنو!

"اکاش اور پرماتما کا اُدھار آدھیہ سمبندھ ہے یعنی پرمیشر کے سہارے اکاش ہے"

(ایضاً صفحہ ۸۵)

پس ہم سوامی جی کے فقرے دُہرا کر سماجیوں سے پوچھتے ہیں۔

اکاش ایک غیر مرکّب ازلی شے ہے۔ اسکی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہوا کہ وید کا مصنف اور مفسر (سوامی جی خود بدولت) علم طبیعات کو بھی نہیں جانتا تھا (چیئرز)

سماجیو! اس کا کچھ جواب دے سکتے ہو؟ (مزید توضیح نمبر ۱۲۹ میں دیکھو)

چونکہ آپ نے آسمان کے انکار کی کوئی دلیل نہیں بتلائی۔ اس لئے ہماری طرف سے ہر دست اتنا ہی کافی ہے اگر کوئی آپکا چیلہ دلیل بتلاویگا تو ہم بڑی خوشی سے سنینگے اور معقول[1] جواب دینگے۔ آپ کی طرح صرف اتنے پر قناعت نہیں کرینگے کہ

جب وید کہتا ہے تو دوسرے ملک والوں کی من گھڑت باتوں کو عقلمند لوگ کبھی نہیں مان سکتے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۰ باب نمبر ۱۴)

سماجیو! دلیل بتلاتے ہوئے کسی پروفیسر کا قول بلا دلیل نہ لکھ دینا یاد رہے کہ یہ میدان مناظرہ سماج مندر نہیں ہے

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں سرمستی صاحب — یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

خدا کے کاموں میں آپکو ہمیشہ شبہ ہوتا ہے۔ کیا چھ مہینوں میں کھیت پکتے ہیں نو مہینوں میں آدم زاد اور گئو ماتا بچہ دیتی ہے۔ خدا کو سال بھر تک بچہ بنانا پڑتا ہے (توبہ توبہ) سوامی صاحب! قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ "ہو جا" کہنے سے دنیا ہو گئی۔ اگر کوئی آپ کا چیلہ وہ مقام ہمیں بتلاوے تو ہم سے مبلغ یکصد چہرہ دار انعام پاوے[2]

[1] چنانچہ تغلیب بجواب تہذیب بہاشہ دہرمپال میں دیا گیا ہے منہ

[2] آج تک یہ انعام کسی سماجی نے وصول نہیں کیا (مصنف)

Marfat.com

وہ یوں ہے کہ جب خدا کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اُس کو صرف "ہوجا" کہتا ہے تو وہ یوں ہوجاتی ہے۔ اس مقام کو چھ دن والے مقام سے کوئی اختلاف نہیں۔ دُنیا کی مختلف کیفیتیں خدا نے پیدا کی ہیں جب کسی کیفیت کو حسب اقتضاء حکمت پیدا کرنا چاہا "ہوجا" کہا وہ کیفیت پیدا ہوگئی۔ آپ نے اگر بچہ کی پیدائش پر غور کیا ہوتا تو آپ کو معلوم ہوتا کہ بظاہر تو بچہ کی پیدائش میں نو ماہ لگ جاتے ہیں مگر حقیقت میں اُسکی آن گنت کیفیات ہوتی ہیں کہ ہر آن بدلتی ہیں اور ہر آن خدا اپنے قانون قدرت سے "ہوجا" کہتا ہے اور وہ ہوتی جاتی ہیں۔ پس دونوں آیتوں کا مطلب بالکل متفق ہے فرق صرف آپکی سمجھ یا تعصب کا ہے سو اُسے چھوڑیئے (مزید توضیح کسی اور مقام پر بھی ملیگی)

خدا کے تدبیر کرنے کے معنے حکم دینے کے ہیں۔ وہ تدبیر نہیں جو آئندہ کے نفع نقصان سوچنے کے متعلق ہوتی ہے اور کبھی صحیح اور کبھی غلط بھی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ۔

"جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں مجاز ہوتا ہے" (دیکھو مکالمہ صفحہ ۱۰)

چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں قرآن عالم الغیب ہونا بھی بتلاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تدبیر کے معنے سوچ بچار کے ہوں۔

(۸۹) اور ہدایت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے (آیت ۵۵)

محقق کیا خدا مسلمانوں ہی کا ہے؟ دوسروں کا نہیں؟ اور کیا وہ طرفدار ہے کہ مسلمانوں ہی پر رحم کرتا ہے اور دوسروں پر نہیں۔ اگر مسلمانوں سے مراد ایماندار ہیں تو اُن کے لئے ہدایت کی ضرورت ہی نہیں اور اگر مسلمانوں کے سوائے دوسروں کو ہدایت نہیں کرتا تو خدا کا علم بیفائدہ ہے۔

مدقق مفصل جواب نمبر ۵ وغیرہ ۴۷ وغیرہ نمبروں میں آچکا ہے۔ یہاں پر صرف سوامی کے بیان پر قناعت کیجاتی ہے۔ پس سنو!

ان چودہ سلاسوں کو جو شخص تعصب چھوڑکر انصاف کی نظر سے دیکھیگا اُس کے آتما (دل) میں سچے معنوں کی روشنی سے راحت پیدا ہوگی اور جو شخص ضد اور تعصب سے دیکھے سنے گا۔ اس پر اس کتاب کا مطلب ٹھیک ٹھیک واضح ہونا بہت مشکل ہے

Marfat.com

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۶۳ سملاس ۱۰ نمبر ۳۵

جس طرح آپکی کتاب سب لوگ دیکھتے ہیں۔ حتی کہ میں بھی اسوقت دیکھ رہا ہوں اور واقعی مجھے اس سے بہت کچھ فائدہ بھی ہوا ہے کہ میں قرآن کا سچی آلہی کتاب ہونا اس میں بھی گویا لکھا ہوا پاتا ہوں لیکن تاہم مطلب یابی میں لوگ مختلف ہیں۔ جس طرح آپ کے حسب منشا بہت کم لوگ نصیحت پاتے ہیں جن کا نام آپنے غیر متعصب رکھا ہے ایسے ہی لوگوں کیلئے قرآن رحمت ہے ایسے ہی غیر متعصبوں کو قرآنمجید کے محاورے میں مسلمان کہتے ہیں مفصل نمبرہ میں ملاحظہ ہو۔

(۹۰) سورہ ہود ۱۔ آزمائے تم کو کون تم میں سے بہتر ہے عمل میں اور اگر کہے تو البتہ اٹھائے جاؤ گے پیچھے موت کے (آیت ۷)

محقق جب خدا اعمالوں کی آزمائش کرتا ہے تو وہ ہمہ دان نہیں ہے اور اگر وہ موت کے بعد اٹھاتا ہے تو کیا دورہ سپرد رکھتا ہے اور خدا کا مردوں کو زندہ کرنا اسکے قاعدے کے خلاف ہے اپنا قاعدہ بدلنے سے کیا وہ اپنے آپ کو بٹہ لگا سکتا ہے۔

مدقق اس نمبر میں بھی وہی لطف ہے جو ناظرین نمبر ۸۲ میں اٹھا چکے ہیں کہ ؎

لطف پر لطف ہے اماں میں تیرے آنے کے بعد حارجلی سے گدھ لکھتا ہے ہوز سے ہمار

دیکھئے "اگر کہے" لکھ کر اس کی جزا کو مہضم کر گئے بلکہ اس کو پہلے سے ملا دیا جو اس سے بے تعلق ہے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے قرآن میں کہاں تک غور سے کام لیا ہوگا جسکی بابت بھومکا صفحہ ۵۲ میں تاکید فرماتے ہیں سچ ہے ؎

پنڈت مہر شالجی سانے اکو سچ اوروں کریں اوجاولہ آپنے ہیرے وچ

قیامت کا ذکر نمبر ۱۵ وغیرہ میں آچکا ہے۔ خدا کے آزمانے کے معنی یہ ہیں کہ اس امر کو لوگوں پر ظاہر کر دیوے۔ کیونکہ آزمائش جو بغرض تحصیل علم ہوتی ہے خدا کی نسبت نہیں۔ اس لئے قرآن شریف نے خدا کی نسبت صاف بتلایا ہے۔

سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ

اور یہ تو بدیہی ہے

؎ خدا کے نزدیک برابر ہے کوئی آہستہ بولے یا اونچی پکارے اور کوئی رات کو چھپکر چلے یا دن میں ظاہر لوگوں کے سامنے

Marfat.com

جہاں معنی میں غیر امکان ہو وہاں مجاز ہوتا ہے" (بھومکا صفحہ ۱۰)

پس آپکا سارا تار و پود ٹوٹ گیا۔ ؎

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگارتے وہ ساری انکی شیخی جھڑی دو گھڑی کے بعد

یہ آج سنا کہ مردوں کو زندہ کرنا خدا کے قاعدہ کے خلاف ہے۔ سوامی جی سے کوئی دلیل تو کیوں پوچھنے لگا تھا اور وہ بھی کیوں بتانے لگے جبکہ سماج میں چاروں طرف چیلے چاٹوں نے گھیرا ڈالا ہو پوچھے تو کون پوچھے۔

شاید پنڈت جی یہ سمجھتے ہوں کہ آجتک ہم نے تو کبھی نہیں دیکھا کہ مردے زندہ ہوں تو گزارش ہے کہ مہاراج آجتک ہم نے بھی باوجود دو ارب سال گذرنے کے "پرلے" نہیں دیکھا اور اُسکے بعد پرمیشور اگنی۔ وایو وغیرہ کو خلاف قاعدہ جوان جوان پیدا کرکے دنیا کی آبادی چلائیگا اور آئندہ کو پھر شیر خوار پیدا کرنا شروع کریگا۔ سوامی جی جسطرح "پرلے" کا آنا کئی ارب سال کے بعد آپ مانتے ہیں یا جس طرح کوئی دُمدار ستارہ سالہائے سال بعد نکلا کرتا ہے اُسی طرح مردوں کے زندہ ہونے کا بھی ایک وقت ہے جس کو خلاف قاعدہ کہنا آپ جیسے ودوانوں (علم داروں) سے بعید ہے باقی نمبر ۱۵ میں ملاحظہ ہو۔

(۹۱) اور کہا گیا اے زمین نگل جا پانی اپنا اور اے آسمان بس کر اور پانی خشک ہو گیا اور اے قوم یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی۔ بس چھوڑ دو اس کو کہ کھاتی پھرے بیچ زمین کے اللہ کی (آیت ۴۳۔ ۴۴)

محقق کیا طفولیت کی بات ہے۔ زمین اور آسمان کبھی بات سُن سکتے ہیں؟ واہ جی واہ خدا کی اگر اونٹنی ہے تو اونٹ بھی ہوگا پھر ہاتھی گھوڑے گدھے وغیرہ بھی ہونگے اور خدا کا اونٹنی سے کھیت کھلانا کیا اچھی بات ہے۔ کیا اونٹنی پر چڑھتا بھی ہے؟ اگر ایسی باتیں ہیں تو نوابی کی سی گھسڑ پسڑ خدا کے گھر میں بھی ہے۔

مدقق کیسی بچپنے کی باتیں ہیں" تو آشنائے حقیقت نہ خطا اینجاست"

سوامی جی! آیت کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے زمین اور آسمان کو حکم دیا۔ رہا یہ کہ کسطرح دیا۔ جس طرح اور احکام خداوندی ان کے متعلق دیئے جاتے ہیں۔ اوپر سے پانی برسنا

Marfat.com

نیچے سے انگوریوں کا پیدا ہونا کیا بلا حکم خداوندی ہوتے ہیں؟ ٹھیک اسی طرح سمجھو اور اگر اپنے مذاق پر سمجھنا چاہو تو سنو!

"پچھلے جنم کے کئے ہوئے پاپ اور پُن کے مطابق سزا یا جزا پانے والا جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوکر پانی۔ نباتات وغیرہ و غیرہ اشیاء میں داخل ہو کر اپنے پاپ اور پُن کے مطابق کسی جون میں پڑتا ہے" (بھومکا صفحہ ۱۳۱)

پس جسطرح ہوا وغیرہ میں جیو گھس جاتا ہے۔ اسی طرح زمین میں گھس جاتا ہوگا گر نہ کسی منش (آدمی) کا بلکہ اُسی زمین کا۔

آپ نے قرآن نہیں پڑھا جبکہ قرآن سب دنیا کی چیزوں کو خدا کی ملک بتلاتا ہے سنو!

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى[1]

تو اونٹنی کو اللہ کی اونٹنی سُن کر آپ کیوں تعجب کرتے ہیں سنیئے! میں آپ کو ایک اور تعجب کی بات سناؤں۔ جس پر تعجب کریں تو واقعی بجا ہوگا آپ بھی اللہ ہی کے ہیں۔ بلکہ آپ کی بیوی بھی ہوتی تو اللہ کی ہوتی۔ پس جس طرح اور چیزیں اللہ کی ہیں۔ اُسی طرح وہ اونٹنی بھی اللہ کی تھی۔ ہاں یہ امر کہ اس بات کا اظہار کیوں کیا تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت صالح (علیہ السلام) پیغمبر کی دعا سے خدا نے پیدا کی تھی اس لئے ناقۃ اللہ کہلائی۔

(۹۲) اور ہمیشہ رہنے والے بیچ اُسکے جبتک رہیں آسمان اور زمین اور جو لوگ کہ نیکبخت کئے گئے ہیں۔ پس بیچ بہشت کے ہیں۔ ہمیشہ رہنے والے بیچ اُس کے جب تک رہیں آسمان اور زمین (آیت ۱۰۶-۱۰۷)

تحقیق جب دوزخ اور بہشت میں قیامت کے بعد سب لوگ جائیں گے تو پھر آسمان اور زمین کس لئے قائم رہیں گے؟ اور جب دوزخ اور بہشت کے قیام کی میعاد آسمان اور زمین کے قیام تک ہوئی تو بہشت اور دوزخ میں ہمیشہ تک رہینگے یہ بات جھوٹی ہوگئی ایسی باتیں جاہلوں کی ہوتی ہیں خدا اور عالموں کی نہیں۔

[1] جو کچھ آسمانوں اور زمینوں اور ان دونوں کے درمیان میں اور جو کچھ مٹی سے نیچے ہے سب اللہ ہی کا ہے۔

Marfat.com

مدقق ۹۲ سوامی جی ہم سے پوچھ لیتے کہ جنت اور دوزخ کہاں ہونگے تو ہم اُن کو بتلا دیتے کہ زمین پر۔ سنو! قرآن خود بتلاتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّءُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ

سوامی جی! یہی زمین یہی آسمان تھوڑی سی تبدیلی سے موجود ہونگے۔ سنو!

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

"ہمیشہ تک" تب غلط ہو جب آپ کسی آیت سے آسمان و زمین کا فنا (بعد حشر ہو جانیکے) ہونا ثابت کریں۔ ورنہ یہ بچوں کی سی باتیں چھوڑ دیں۔ جس طرح جنتی جنت میں بچے رہینگے اسی طرح آسمان و زمین بھی بچے رہیں گے۔

(۹۳) سورۂ یوسف ۱۔ جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میرے میں نے ایک خواب میں دیکھا۔ (آیت ۴)

محقق اس سورت میں باپ بیٹے کے درمیان مکالمہ کی صورت میں قصہ و کہانی درج ہے۔ اس لئے قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے کسی شخص نے آدمیوں کی تواریخ لکھدی ہے۔

مدقق ۹۳ "یہ منہ اور مسور کی دال" ہمیشہ سے آریوں کو یہی خیال رہا ہے کہ الہامی کتاب میں کسی زمانہ ماضی کا ذکر نہ ہونا چاہیئے۔ مگر افسوس کہ اس کتاب میں ہم نے کئی ایک مواقع پر وید کے منتروں سے ثابت کیا ہے کہ وید میں بھی ادھورے سے قصے یا قصوں کی طرف اشارے ہیں۔ مفصل کیلئے ہمارا رسالہ "حدوث وید" دیکھو

(۹۴) سورہ رعد ۱۔ اللہ ہے وہ شخص کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم اُس کو پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے اور مسخر کیا سورج اور چاند کو اور وہی ہے جس نے بچھایا زمین کو۔ اُتارا ہے۔ اس نے آسمان سے پانی۔ پس بہے نالے ساتھ اندازے اپنے کے۔ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق کو واسطے جس کے چاہے اور

۱؎ (جنتی کہینگے) سب تعریفیں خدا ہی کو ہیں جس نے ہم کو اس زمین کا مالک بنایا کہ جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں ۲؎ جس دن (یعنی بروز قیامت) زمین اور آسمان میں تبدیلی کی جائے گی اور سب لوگ خدا اکیلے طاقتور کے سامنے نکلیں گے۔

Marfat.com

اور تنگ کرتا (آیت ۲-۳-۱۵-۲۲)

تحقیق مسلمانوں کا خدا علم طبعی کچھ بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا ہوتا تو آسمان کو جس میں کہ وزن نہیں ہے۔ ستون لگانے کا ذکر نہ لکھتا۔ اگر خدا کسی خاص مقام یعنی عرش پر رہتا ہے تو وہ قادر مطلق اور محیط کل نہیں ہو سکتا اور اگر خدا بادلوں کا علم جانتا تو آسمان سے پانی اُتارا اس کے ساتھ یہ کیوں نہ لکھتا کہ زمین سے پانی چڑھایا۔ اس سے تحقیق ہوا کہ قرآن کا مصنف بادلوں کے علم کو بھی نہیں جانتا تھا اور اگر نیک و بد اعمال کے بغیر رنج و راحت کو دیتا ہے تو وہ طرفدار غیر منصف اور جاہل مطلق ہے۔

ملخص بڑا ہی پاپی ہے وہ آدمی جو متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کرے (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷)

عرش کا مفصل جواب نمبر ۷ میں ملے گا۔ آسمان کے وجود کا جواب نمبر ۷ و نمبر ۸۸ و نمبر ۱۲۹ میں مرقوم ہے۔ البتہ آسمان سے بارش سے اُتارنے کا مضمون سوامی جی کو سمجھانا باقی ہے اگر بھومکا صفحہ ۵۱ پر عمل کرتے تو آج ہمیں یہ دقت اور اُن کو یہ ذلت نہ ہوتی۔

پس سنو! عربی میں آسمان کے معنی بلندی اور اوپر کی چیز کے آتے ہیں اس لئے کبھی تو یہ سیلگون سقف مراد ہوتی ہے اور کبھی بادل یا جو کچھ ہو سکے کیونکہ

"ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھکر معنے کرنے چاہئیں"

(بھومکا صفحہ ۵۱)

قرآن شریف ارش کے نزول کی کیفیت خود بتلاتا ہے سنو!

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ

لہ کیا تو (دیکھنے والے) نہیں دیکھتا کہ اللہ بادلوں کو چلاتا ہے پھر اُن کو جوڑتا ہے پھر ایک تہ لگاتا ہے پھر تو بارش کو اس میں سے نکلتی دیکھتا ہے اور اوپر سے بڑے بڑے گچھے اُتارتا ہے ان میں نہایت ٹھنڈک ہوتی ہے۔ پھر جس پر چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور جس سے چاہتا ہے پھیر لیتا ہے۔

Marfat.com

ان آیتوں کا صرف ترجمہ سننے ہی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح ہے اور آسمان سے مراد اونچی چیز یعنی بادل ہیں۔ نیک و بد اعمال کا جواب کئی نمبروں میں آچکا ہے جبتک آریہ سماج اور سماج کے بانی تناسخ کو ثابت نہ کرلیں اور ہمارے اعتراضات اُس پر سے اُٹھالیں۔ اس مسئلہ کو بے بنیاد بنانے کی مجاز نہیں (دیکھو بحث تناسخ والہامی کتاب مصنفہ خاکسار)

(۹۵) کہ تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے۔ جسکو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اُس شخص کو کہ رجوع کرتا ہے (آیت ۲۳)

محقق جب خدا گمراہ کرتا ہے تو خدا اور شیطان میں کیا فرق ہوا؟ جبکہ شیطان دوسروں کو گمراہ کرنے سے بُرا کہلاتا ہے تو خدا بھی ویسا ہی کام کرنے سے بڑا شیطان کیوں نہیں؟ اور بہکانے کے گناہ کے عوض اُسکو دوزخ کیوں نہیں ملنا چاہیئے۔

مدقق ۹۵ نمبر ۶ و نمبر ۱۱ میں مفصل جواب آچکا ہے۔

(۹۶) اسی طرح اُتارا ہے ہم نے اس قرآن کو عربی اور اگر پیروی کریگا تو خواہشوں اُن کی پیچھے اُس چیز کے کہ آئے تیرے پاس علم سے۔ پس ہوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پیغام پہنچانا ہے اور اوپر ہمارے حساب لینا۔ (آیت ۳۳-۳۵)

محقق قرآن کسطرف سے اُتارا؟ کیا خدا اوپر رہتا ہے؟ اگر یہ بات راست ہے تو وہ محدود المکان ہونے سے خدا ہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا محیط کل ہے پیغام پہنچانا ہر کارہ کا کام ہے اور ہر کارہ کی ضرورت اس کو ہوتی ہے جو مثل انسان محدود المکان ہو اور حساب لینا دینا بھی انسان کا کام ہے۔ خدا کا نہیں کیونکہ وہ ہمہ دان ہے۔ یہ تحقیق ہوتا ہے کہ قرآن کسی محدود العقل آدمی کا بنایا ہوا ہے۔

مدقق ۹۶ قرآن اُس طرف سے اُترا ہے۔ جس طرف سے وید اُترا ہے سما جیو! سنو! سوامی جی کیا کہتے ہیں۔

جس طرح کہ خدا نے سنسکرت میں ویدوں کو نازل کیا ہے ایسے ہی قرآن کو نازل کرتا (صفحہ ۳۷۵ ستیارتھ پرکاش)

Marfat.com

خدا کے محیط کل ہونے کا ذکر نمبر ۱۴ میں آچکا ہے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ

"پیغمبر ہرکارہ ہے اور ہرکارہ کی ضرورت اُس کو ہوتی ہے جو محدود المکان ہو"

یہ تو سچ ہے کہ پیغمبر ہرکارہ (حکم رساں) ہوتے ہیں مگر کس کے؟ سرب شکتیمان نراکار۔ جگدیشور۔ وحدہ لاشریک کے لیکن دوسرا فقرہ غلط ہے ورنہ اگنی وایو وغیرہ مہان وید کی کیا ضرورت ورنہ ثابت ہوگا کہ پرمیشور محدود المکان ہے۔

سماجیو! تم ہی بتلاؤ ٹھیک ہے؟ حساب لینے سے مراد جزا و سزا کا دینا ہے جسکی وجہ سے پرمیشور بہت سے بدکاروں کو مختلف قسم کی جونوں میں بھیجتا ہے۔ کیونکہ وہ سندھیا (عبادت) نہیں کرتے۔ یہی خدائی حساب ہے۔

(۹۷) سورہ ابراہیم | اور کیا سورج اور چاند کو ہمیشہ پھرنے والے۔ تحقیق انسان البتہ ظلم کرنے والا ہے اور کفر کرنیوالا۔ (آیت ۲۶-۲۷)

محقق کیا چاند اور سورج ہمیشہ گھومتے ہیں اور زمین نہیں گھومتی۔ اگر زمین نہ گھومے تو دن رات کئی برسوں کا ہو۔ اگر انسان سچ مچ ظلم اور کفر ہی کرنے والا ہے تو قرآن کے ذریعہ ہدایت دینا فضول ہے کیونکہ جن کی فطرت گناہ کرنے کی ہے تو وہ ثواب کرنے کی کبھی نہ ہو سکے گی۔ لیکن دنیا میں نیک و بد دونوں قسم کے آدمی موجود ہیں اس لئے ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی کتاب کی نہیں ہو سکتیں۔

مدقق اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

سوامی جی نمبر ۱۴ میں خود ہی سورج کو اپنے محور میں گھومتا ہوا مان آئے ہیں پس اسی طرح چاند بھی گھومتا ہے۔ یہاں زمین کی حرکت اور عدم حرکت کا کچھ ذکر ہی نہیں علاوہ اس کے بلا سے کسی دلیل سے زمین کی حرکت کا ثبوت بھی دیا ہوتا۔

سوامی جی! اگر عربی منطق سے آگاہ ہوتے تو ہمیں بڑی آسانی تھی کہ ہم اُن سے اتنا عرض کر دیتے کہ انسان کو جس لفظ میں کافر اور ظالم کہا گیا ہے وہ یہ ہے۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ

ایسے فقرہ کو اہل منطق قضیہ مہملہ کہتے ہیں کلیہ نہیں جس کے اردو میں یہ معنی ہیں کہ مجمل

Marfat.com

طریق سے بعض افراد انسانی پر حکم ہے کہ وہ اپنی خصلت میں ایسے ہوتے ہیں۔ جیسے آپ بھی لکھتے ہیں۔

کبھی بن پوچھے کبھی بے انصافی سے پوچھنے والے کو یعنی جو فریب سے پوچھتا ہو اسکو جواب نہ دیوے اُن کے سامنے عقلمند آدمی بے حس شے کیطرح خاموش رہے۔ البتہ جو فریب سے خالی اور متلاشی حق ہو اُن کو بن پوچھے بھی اُپدیش کرے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۰)

پس ایسے لوگوں کے حق میں ویدوں کا الہام ہونا ہی فضول ہے

سوامی جی! اسی طرح قرآن کی آیت کا مطلب ہے کہ بعض لوگ اپنی بدعملی یا بدصحبتی سے ایسے ضدی اور متمرد ہوتے ہیں کہ وہ قابل خطاب نہیں سمجھے جاتے فطرت تو سبکی یکساں ہے۔

۹۸) سورہ حجر ا پس جب درست کر لوں میں اُس کو اور پھونک دوں بیچ اُس کے روح اپنی سے۔ پس گر پڑو واسطے اُس کے سجدہ کرتے ہوئے۔ کہا اے رب تیرے بسبب اس کے کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو البتہ زینت دونگا میں واسطے اُن کے بیچ زمین کے اور گمراہ کرونگا (آیت ۲۷۔ ۳۷ لغایت ۳۹)

تحقیق اگر خدا نے اپنی روح آدم صاحب میں ڈالی تھی تو وہ بھی خدا ہوا اور اگر وہ خدا نہ تھا تو سجدہ کرنے میں اپنا شریک کیوں کیا؟ جب شیطان کو گمراہ کرنیوالا خدا ہی ہے تو وہ شیطان کا بھی شیطان بڑا بھائی اُستاد کیوں نہیں کیونکہ تم لوگ بہکانے والے کو شیطان مانتے ہو۔ تو خدا نے شیطان کو بہکایا اور پھر شیطان نے کہا کہ میں گمراہ کرونگا۔ پھر اُس کو سزا دیکر قید کیوں نہ کیا اور مار کیوں نہ ڈالا۔

تحقیق "پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است" سوامی جی کسی چیز کی دوسری چیز کی طرف اضافت کئی قسم پر ہوتی ہے۔ کبھی جزو کی کل کی طرف جیسے میرا منہ۔ اُس کی ناک وغیرہ کبھی مملوک کی مالک کی طرف۔ جیسے میری چھڑی۔ میرا مکان وغیرہ کبھی مصنوع کی صانع کی طرف جیسے لاذن کا چاقو وغیرہ۔ کبھی کسی طرح کبھی کسی طرح یہاں پر کیونکر آپنے سمجھ لیا کہ روح کی اضافت اللہ کی طرف جزو اور کل کی قسم سے ہے

Marfat.com

لیجئے ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ یہ اضافت بھی مملوک کی مالک کی طرف سے ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ" جب آدم میں اپنی روح مخلوقہ ڈالوں ہاں اس صورت میں یہ سوال ہوگا کہ جب ساری روحیں خدا کی مخلوق ہیں۔ تو پھر اس اضافت سے کیا فائدہ سو اس اضافت سے فائدہ اس روح کی بزرگی کا بیان کرنا ہے جیسے باپ اپنے فرمانبردار لڑکے کو اپنی طرف نسبت کر کے کہا کرتا ہے یہ میرا بیٹا ہے یہ تقریر خصوصاً اس وقت زیادہ دلچسپ ہوتی ہے جب ہم بھومر کا صفحہ ۱۰ کو ملحوظ رکھیں کہ" جہاں معنی میں غیر امکان ہو وہاں مجاز ہوتا ہے" غیر امکان ہونے اصلی معنی کا (بشرطیکہ اضافت روح کی اضافت الجزء الی الکل کی قسم سے ہو) قرینہ یہ ہے کہ آدم کو خدا تعالیٰ نے ذرہ سی غلطی پر وہ سزا دی کہ شاید و باید جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ پس اگر آدم میں اللہ کی روح ہوتی جس سے آپکا مطلب یہ ہے کہ آدم خود خدا ہوتا۔ تو سزا کون دیتا۔ خدا کی شان تو یہ ہے۔

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ

ہاں یہ خوب کہی۔

اگر وہ خدا نہ تھا تو سجدہ کرنے میں شریک کیوں کیا؟"

سوامی جی یہاں بھی بھومر کا صفحہ ۱۰ اور صفحہ ۵۲ کو بھول گئے۔ آدم کو سجدہ عبادت نہ کرایا گیا تھا۔ کیونکہ سجدۂ عبادت سوائے خدا کے کسی کے حق میں جائز نہیں سنو!

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

مسلمانوں کا کلمہ (جو آجتک خدا کے فضل سے نشان محمدی کیطرح مسلمانوں کے چہروں پر چمک رہا ہے) عبادت غیر کی جڑ کاٹ رہا ہے سنو! اور سمجھو!!

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پس سجدہ سے مراد سلام دینا ہے جو عموماً ماتحت افسروں سے کیا کرتے ہیں۔ یہ سجدہ بعینہٖ انہی معنے کی پوجا ہے جو آپنے لکھی ہے

۱؎ خدا سے کوئی سوال نہیں کر سکتا اور وہ سب کو پوچھیگا۔ ۲؎ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ۳؎ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کا رسول ہے ۱۲

Marfat.com

باپ۔ سچا اوستاد اور انتھی (درویش) ان سب کی پوجن کرنیکی ہدائت ہے اسی طرح منو جی مہاراج نے بھی لکھا ہے کہ استری کی پوجا کرنی چاہیئے (اُپدیش منجری صفحہ ۲۸)

پس جسطرح یہاں پر آپنے پوجا کے معنی ظاہر تواضع کے لئے ہیں۔ اگر یہی شبد (لفظ) پرمیشور کی نسبت آئے تو وہاں عبادت کے معنے لیتے ہیں۔ اسی طرح آئت میں سمجھیئے کیونکہ ہر ایک مقام کا مطلب موقع و محل مناسب دیکھکر ترجمہ کرنا چاہیئے (دیکھو نمبر ۵۲)

باقی شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۶ و نمبر ۱۱ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

(۹۹) سورہ نحل ۱۔ اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے بیچ ہر ایک اُمت کے پیغمبر جب ارادہ کرتے ہیں ہم اُسکو یہ کہتے ہیں کہ ہو پس ہو جاتی ہے (آئت ۳۳-۳۸)

محقق اگر سب قوموں کیلئے پیغمبر بھیجے ہیں تو وہ سب لوگ جو کہ پیغمبر کی راہ پر چلتے ہیں وے کافر کیوں ہیں؟ کیا سوائے تمہارے پیغمبر کے اور کسی پیغمبر کی عزت نہیں یہ بالکل طرفداری کی بات ہے اگر سب ملکوں میں پیغمبر بھیجے تو آریہ ورت میں کون بھیجا؟ اس لئے یہ بات منہ کے لائق نہیں ہے۔ جب خدا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے زمین ہو جا تو وہ بیجان کیسے سُن سکتی ہے؟ خدا کا محض حکم کیونکر دنیا بنا سکتا ہے؟ اور مسلمان سوائے خدا کے دوسری چیز نہیں مانتے۔ تو کس نے سُنا اور کون ہو گیا؟ یہ سب لاعلمی کی باتیں ہیں۔ ایسی باتوں کو انجان لوگ مان لیتے ہیں۔

مدقق اور قوموں کو کافر کہنے کی یہ وجہ ہے کہ وہ دین محمدی یعنی قرآن سے جو مُہیمن (محافظ) ہو کر اور سب نبیوں کی تعلیم کا لُب لباب بتلانے والا آیا ہے منکر ہیں۔ باقی سب لوگوں نے اپنے بزرگوں کی تعلیم کو بگاڑ بگاڑ کر ستیاناس کر دیا۔ دیکھو تو ہندوؤں نے کیا کیا وید کی (بقول آپکے) توحیدی تعلیم کو کیا بُت پرستی سے بدلا پھر بجائے تسلیم کرنے کے اُلٹا آریوں سے لڑنے مرنے پر تُلے بیٹھے ہیں بلکہ اگر اُن کا بیان سچ ہو تو دیانندیوں کو بھی گئے ہوئے راہ نہیں ملتی۔ یہی حال عیسائیوں کا ہے کہ ایک سے تین اور تین سے ایک تو آپنے بھی سُنے ہونگے۔ پس اسی وجہ سے غیر قومیں کافر ہیں اور کافر کے لفظ سے بُرا ماننے کی کوئی بھی وجہ نہیں (دیکھو نمبر ۲۰) ہندوستان کے نبیوں کا نام قرآن میں نہیں

Marfat.com

آیا۔ صرف اتنا ہے۔

مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

پس ہم بھی مجملاً جانتے ہیں کہ بحکم (اِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ) ہندوستان میں بھی کئی ایک رسول آئے ہیں مگر نام سے ہمیں اطلاع نہیں۔ دیکھو مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی اور مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہم

خدا کے کُنْ (ہوجا) کہنے کی بحث نمبر ۲۷ میں مذکور ہے۔ سوائے خدا کے دوسری چیز نہ ماننے کا مفصل جواب اسی نمبر میں ملاحظہ ہو۔

(۱۰۰) اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں پاکی ہے۔ اُسکو اور واسطے اُس کے ہے جو کچھ کہ چاہے قسم ہے اللہ کی تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر (آیت ۵۲-۵۹)

محقق اللہ بیٹیوں سے کیا کریگا؟ بیٹیاں تو کسی آدمی کو چاہئیں بیٹے کیوں نہیں مقرر کئے جاتے؟ اور بیٹیاں مقرر کی جاتی ہیں۔ اس کا کیا باعث ہے؟

بتلایئے! قسم کھانا جھوٹوں کا کام ہے نہ کہ خدا کا۔ کیونکہ اکثر دنیا میں ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ جو جھوٹا ہوتا ہے وہی قسم کھاتا ہے۔ راست گو کیوں قسم کھاویں۔

مدقق فقرہ نمبر ۸۲ وغیرہ میں کہیں ہم ایک شعر لکھ آئے ہیں۔ اگر ہمیں یہ خوف نہ ہوتا کہ سوامی جی کے بار بار ایک ہی قسم کے سوالوں کی طرح ہمارا سونے سے لکھنے کے قابل شعر بھی بدمزہ ہوجائیگا تو ہم یہاں بھی اُس شعر کو دُھراتے۔ لہٰذا ہم سابقہ نمبروں کا حوالہ دینے ہی پر قناعت کرتے ہیں۔

سوامی جی نے مثل سابق یہاں بھی ترجمہ میں "ایجاد بندہ" سے کام لیا ہے اس فقرہ میں کہ "واسطے اُسکے جو چاہے" بیجا تصرف کیا ہے۔ اصل لفظ آیت کے یہ ہیں۔

وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُوْنَ

شاہ رفیع الدین صاحب جن کے ترجمہ پر پنڈت جی نے بنیاد قائم کی ہوئی ہے یوں ترجمہ کرتے ہیں

لہ بعض رسول ہم نے تجھے بتلائے ہیں اور بعض نہیں بتلائے۔

نہ ہر ایک امت میں کوئی نہ کوئی خدا کے عذاب سے ڈرانیوالا گزرا ہے۔

Marfat.com

واسطے اُن کے ہے جو کچھ کہ چاہیں۔

کیونکہ لَھُمْ میں ضمیر جمع کی ہے جو مشرکوں کی طرف پھرتی ہے مگر سوامی جی کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضمیر جمع کی اللہ کی طرف پھرتی ہے۔ یہ ہے سوامی جی کی لیاقت اور یہ ہے اُنکی دیانت سچ ہے ؎

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

چیلوں کی چالاکی سوامی دیانند نے جو قرآن سے برتاؤ کیا وہ تو ناظرین دیکھتے آئے ہیں۔ اُن کے اثر سے اُن کے چیلوں نے جو کیا اُس کا نمونہ بھی قابل دید ہے۔ جب اُنہوں نے حق پرکاش میں سوامی جی کی ایسی غلطیاں دیکھیں تو ستیارتھ پرکاش کے اُردو طبع اول کے بعد بعض بعض جگہ اُس کی اصلاح بھی کی۔ چنانچہ اس ترجمہ قرآنی کی اصلاح یوں کی۔

مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں پاکیزگی ہے اُس کو اور مقرر کرتے ہیں واسطے اپنے ویکھنا جو کچھ چاہیں۔ (ستیارتھ اردو طبع چہارم صفحہ ۵۹۹)

ناظرین! اس تعلیمیافتہ پارٹی کی حالت زار کا اندازہ کیجئے کہ غیر مذہب کی کتاب کو کیسا بگاڑتے ہیں اور ساری دنیا کو اندھا جانتے ہیں۔ یا حقیقت میں خود اندھے ہیں سچ ہے ؎

مار میداں رُو بسوئے کعبہ چوں یم پوچ رُو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

رہا اعتراض سو اس کا جواب دینے کو جی نہیں چاہتا ہے بلکہ ناظرین کی خاطر بامحاورہ صرف ترجمہ ہی کر دینا کافی ہے۔ پس سنو!

"یہ لوگ یعنی مکہ کے مشرک (فرشتوں کو) خدا کی بیٹیاں ٹھہراتے ہیں سبحان اللہ خدا کے لئے بیٹیاں اور ان کیلئے من مانے بیٹے"

پس ناظرین انصاف کریں کہ اس ترجمہ اور مطلب پر سوامی جی مہاراج ہم مسلمانوں سے کیا سوال کرتے ہیں۔ سوامی جی سمجھے کہ مسلمان خدا کیلئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ مگر یہ خبر نہیں کہ وہ اپنے کے بھائی بند مشرکین عرب تھے جن کو اس عقیدے پر الزام دیا گیا۔

Marfat.com

ہے گرانفوس ؎

پڑیں پتھر سمجھ ایسی پہ وہ سمجھے تو کیا سمجھے

قسم کی بابت خوب فلاسفی نکالی کہ "جو جھوٹا ہوتا ہے وہی قسم کھاتا ہے" کچہریوں میں تو جج صاحب گواہوں سے اپنی تسلی کیلئے پہلے قسم دلاتے ہیں۔ اور گواہوں کو حسب ضابطہ حلف اٹھانی پڑتی ہے جس سے حاکم کو ان کی گواہی پر اعتبار ہوتا ہے۔ مگر سوامی جی کی جی بھی الگ ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ جھوٹے بھی قسم کھایا کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ قسم کھانا جھوٹ کی علامت یا دلیل ہے بلکہ جھوٹے لوگ جھوٹ کو قسم کے لباس میں چھپاتے ہیں نہ کہ قسم کھا کر جھوٹ کا ڈنکا بجاتے ہیں فافہم وتدبر

سماجیو! اگر تمہیں عدالت میں شہادت دینے کی نوبت آوے تو جج کے حلف دینے پر صاف کہہ دینا کہ ہمارے سوامی جی کا پرمان ہے کہ راست گو قسم نہیں کھاتے۔ پھر دیکھنا کہ ستیارتھ پرکاش کا پستک بھی کئی روز کیلئے تم سے خبردار ہتھیا لے

سوامی جی! عام محاورات میں قسم وہی شئے دیتی ہے جو "بالتحقیق" دیتا ہے جو بحوالہ اودیائے ۱۲ منتر ۶۸ میں مذکور ہے جس کے متعلق آپنے بھی بھومکا صفحہ ۹۹ پر لکھا ہے کہ "لفظ بالتحقیق یقین دلانے کیلئے آیا ہے" اگر کوئی سوال کرے کہ یقین دلانا تو جھوٹوں کا کام ہے اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ جھوٹے آدمی یقین دلایا کرتے ہیں۔ تو کہیئے آپ کیا جواب دینگے؟

بہت جلد جواب عنائت ہو کہ ہمارے بھی کام آوے۔

(۱۰۱) یہ لوگ ہیں کہ مہر کی اللہ نے اوپر دلوں اُن کے کے اور کانوں ان کے کے اور آنکھوں ان کی کے اور یہ لوگ وہی ہیں بے خبر اور پورا دیا جاویگا ہر روح کو جو کچھ کہ کیا ہے اور وہ نہ ظلم کئے جائیں گے (آیت ۱۰۲ - ۱۰۶)

محقق جب خدا ہی نے مہر لگا دی تو وے بیچارے بلا قصور ہی مارے گئے۔ کیونکہ اُن کو محتاج بالغیر کر دیا یہ کتنا بڑا قصور ہے اور پھر کہتے ہیں کہ جس نے جتنا کیا ہے اتنا ہی اُسکو دیا جائیگا کم و بیش نہیں۔ جب انہوں نے خود مختاری سے گناہ کئے ہی نہیں بلکہ خدا کے کرانے سے کئے تو ان کا کیا قصور ہے؟ ان کو ثمرہ نہ ملنا چاہیئے اس کا ثمرہ خدا کو ملنا چاہیئے اور اگر ثمرہ اعمال پورا دیا جاتا ہے تو بخشش

Marfat.com

کس بات کی کمی کیا جاتی ہے اور اگر بخشش کیجاتی ہے تو انصاف کہاں رہ سکتا ہے ایسی اندھا دھند کارروائی خدا کی کبھی ہو سکتی ہے البتہ بے عقل چھوکروں کی ہوا کرتی ہے

محقق نمبر ۶ و نمبر ۲۲ و نمبر ۶۵ میں مفصل جواب ہو چکا ہے علاوہ اس کے یہاں پر اسی آیت سے پہلے اس کا جواب خود موجود ہے سنو!

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

کہیئے سوامی جی! مضمون صاف ہے یا نہیں؟ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۱۵ سطر ۱۲ نمبر ۲۷ میں بودھوں کی گمراہی دیکھ کر جواب دینا مفصل نمبر ۶ میں ملاحظہ کر کے تصدیق کریں کہ۔

"ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھوکا صفحہ ۵۲)

(۱۰۳) سورہ بنی اسرائیل اور کیا ہم نے دوزخ کو واسطے کافروں کے قید خانہ اور ہر آدمی کو لگا دیا ہم نے اُس کو علمنامہ اُس کا بیچ گردن اُسکی کے اور نکالیں گے ہم واسطے اُسکے دن قیامت کے ایک کتاب کہ دیکھیگا اُسکو کھلی ہوئی اور بہت ہلاک کئے ہم نے قرنوں سے تیچھے نوح کے (آیت ۷-۱۲-۱۶)

محقق اگر کافر وہی ہیں کہ جو قرآن پیغمبر اور قرآن کے کہے ہوئے خدا ساتویں آسمان اور نماز وغیرہ کو نہیں مانتے اور انہیں کے واسطے دوزخ ہے تو یہ بات محض طرفداری کی ہے۔ کیا قرآن ہی کے ماننے والے سب اچھے اور باقی سب بُرے کبھی ہو سکتے ہیں۔ یہ تو اڑکپن کی بات ہے کہ ہر ایک کی گردن میں علمنامہ ہو ہم تو کسی ایک کی گردن میں نہیں دیکھتے۔ اگر اس سے مراد اعمال کا بدلہ دینا ہے تو پھر

لہ انہوں نے دین پر دنیا کو ترجیح دی ہے اور اس لئے کہ خدا کافروں کو توفیق خیر نہیں دیتا۔ یہی ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر خدا نے مُہر کی ہوئی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔

Marfat.com

انسانوں کے دلوں آنکھوں وغیرہ پر مہر لگانا اور گناہوں کو معاف کرنا کیا کھیل کی باتیں ہیں؟ قیامت کی رات کو خدا کتاب نکالیگا۔ تو اب وہ کتاب کہاں ہے؟ کیا دوکاندار کے روزنامچہ کی مانند خدا لکھتا رہتا ہے؟ یہاں پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر پہلا جنم ہی نہیں ہے تو روحوں کے اعمال کہاں سے آگئے اور اعمالنامہ کہاں سے بن سکیگا؟ اور اگر بغیر اعمال کے لکھا گیا تو خدا نے ان پر ظلم کیا۔ نیک و بد اعمال کے بغیر اُن کو رنج و راحت کیوں دیا؟ اگر کہو کہ خدا کی مرضی تو بھی اُن سے ظلم کیا بے انصافی اسی کو کہتے ہیں کہ بلا لحاظ نیک و بد اعمال کے دُکھ سُکھ کا کم و بیش دینا اور کبھی اس وقت خدا ہی کتاب پڑھیگا یا کوئی سررشتہ دار سنا دیگا۔ اگر خدا ہی نے مدت کی پڑی ہوئی روحوں کو بلا قصور ہلاک کر دیا تو وہ ظالم ہو گیا۔ جو ظالم ہے وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔

لطیفہ ۱۰۲ ؎ اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں۔

کیا کریں ایک جگہ نہیں بیسیوں جگہ ایک ہی سوال کو پیش کیا جاتا ہے۔

ہاں سوامی جی مہاراج! وہی کافر ہیں جو قرآن سے منکر ہیں۔ جیسے وہی ناستک (ملحد) ہیں جو وید سے منکر ہیں (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۴ سطر ۱۰ نمبر ۱) یا وہی گمراہ ہیں جو وید کا خلاف کرتے ہیں ایضاً صفحہ ۱۴۵ مفصل نمبر ۳ وغیرہ میں ملاحظہ ہو

عربی کا محاورہ تو بھلا دور کی بات تھی افسوس کہ پنڈت جی اُردو کے محاورہ سے بھی ناواقف ہیں۔

سماجیو! اگر اُردو سے نفرت نہیں تو سنو! "تیرے احسان سے میری گردن دبتی ہے" جیسے یہاں گردن سے مراد خود متکلم مراد ہے اسی طرح آیت قرآنی میں "عنق" سے مراد خود صاحب گردن ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ہر ایک مجرم کے گناہ اُسی کی گردن پر لادے ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی کسی کا ضامن یا کفارہ ہو سکے۔ جیسا عیسائیوں کا خیال ہے سنو!

قرآن اپنی آپ تفسیر کرتا ہے۔ جس آیت کو سوامی نے نقل کیا ہے اُس کے ساتھ یہ بھی ہے۔

Marfat.com

مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

کہئے سوامی جی! آگے پیچھے موقع محل مناسب دیکھنے بغیر معنی کرنا کن لوگوں کا کام ہے؟ بھومکا صفحہ ۸۲ دیکھکر جواب دیں۔

پنرجنم (تناسخ) کا جواب پہلے کئی دفعہ آچکا ہے۔ افسوس آیتیں صاف لفظ موجود ہے اِقْرَأْ کِتَابَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا پھر بھی سوامی جی پوچھتے ہیں خدا پڑھیگا! کوئی سررشتہ دار سناویگا۔ سچ ہے۔

ہٹ دھرمی ہمیشہ متکلم کے خلاف منشاء معنی کیا کرتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲)

بلا قصور گناہ کا لکھنا تو ظلم ہے قرآن کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم خدا کی عادت نہیں البتہ ویدک تعلیم کا نمونہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ سب پنڈے نیک چلن ہو جائیں۔ ورنہ پرمیشور کو پھر وقت کا سامنا ہوگا (دیکھو الہامی کتاب صفحہ ۱۵/۱۱۵)

(۱۰۳) اور دی ہم نے ثمود کو اونٹنی دلیل۔ اور بہکا جس کو بہکا سکے جس دن بلا دینگے ہم سب کو ساتھ پیشواؤں ان کے کے پس جو کوئی دیا گیا عملنامہ بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے (آیت ۵۷-۶۲-۶۸)

محقق واہ جی واہ! جتنے حیرت انگیز نشان ہیں اُن میں سے ایک اونٹنی بھی خدا کے ہونے میں دلیل کا کام دیتی ہے۔ اگر خدا نے شیطان کو بہکانے کا حکم دیا ہے تو خدا ہی شیطان کا سردار اور سب کو گناہ کرانیوالا ہوا۔ ایسے کو خدا کہنا نافہم کم سمجھ آدمیوں کی باتیں ہیں اور اگر قیامت کے دن انصاف کیلئے پیغمبر اور اُنکے معتقدوں کو خدا بلاویگا تو جبتک قیامت نہ ہوگی تب تک کیا دورہ سپرد رہیں گے تو یہ اُن کو دورہ سپرد کرکے تکلیف نہ پہنچائی جاوے بلکہ فوراً ان کا انصاف کیا جاوے

۱۵ جو کوئی ہدائت پر آتا ہے وہ صرف اپنے ہی لئے آتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنا ہی کچھ کھوتا ہے کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکیگا۔

۱۵ تو اپنی نوشت خود ہی پڑھ لے تو ہی حساب کیلئے کافی ہے۔

Marfat.com

اور یہی منصف کا اعلےٰ فرض ہے۔ یہ تو پوپاں بائی کا انصاف ہوگیا۔ مثلاً کوئی عادل کہے کہ جب تک پچاس برس کے چور اور ساہوکار اکٹھے نہ ہونگے تب تک اُن کو جزا یا سزا نہ دی جائیگی۔ یہ کس قسم کا انصاف ہے کہ ایک شخص تو پچاس برس تک دورہ پر رہے اور دوسرے کا آج ہی فیصلہ ہو جائے۔ ایسا انصاف کا طریق نہیں ہوسکتا۔ انصاف کیلئے تو دید اور منوسمرتی دیکھو جس میں لکھا ہے کہ لمحہ بھر بھی توقف نہیں ہوتا اور جیو اپنے اپنے اعمال کے مطابق سزا یا جزا ہمیشہ پاتے رہتے ہیں اور پیغمبروں کو گواہی میں رکھنے سے خدا کی بےدانی میں فرق آجائیگا۔ بھلا ایسی کتاب خدا کی بنائی ہوئی اور ایسی کتاب کا ہدائت کرنے والا خدا کبھی ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مدقق ۱۰۳ اوہو! اوہو!! سوامی جی اونٹنی کو کیا کم نشانی سمجھتے ہیں سنئے! قرآن بتلاتا ہے۔

وَاِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ

مفصل بحث اونٹنی کی نمبر ۹۱ میں ملاحظہ ہو۔ سوامی جی کو افسوس اتنی خبر بھی نہیں کہ صیغہ امر کا کئی معنوں کیلئے آتا ہے کسی کام کرانے کیلئے جو متکلم کے حسب منشاء ہو اور کبھی جھڑک اور ناپسندی کیلئے جیسے افسر اپنے ماتحت کو کہیں "ہمارے سامنے سے چلے جاؤ" اسی طرح اور بھی کئی ایک معنی ہیں امر کا صیغہ آتا ہے۔ پنڈت جی نے ان دونوں معنی میں تمیز نہیں کی اور یہ نہیں سمجھا کہ یہاں پر امر کن معنے میں ہے۔ شیطان کو خدا کا حکم دینا اُن معنی سے ہے جن سے افسر اعلےٰ درصورت خفگی کہا کرتا ہے کہ "جاؤ جھک مارو میرے سامنے سے ہٹ جاؤ" اس کلام کے یہ معنی سمجھنے کہ افسر جھک مارنے کا حکم دیتا ہے سوامی جی جیسے علم داروں کا کام نہیں سنئے! قرآن خود بتلاتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

۱؎ مشرک اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بنایا گیا۔

۲؎ کچھ شک نہیں کہ خدا انصاف اور احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی اور ناجائز حرکات اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔

Marfat.com

خاص شیطان کے حق میں یہ حکم موجود ہے۔

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ

اسی آیت سے آگے جس کو پنڈت جی نے نقل کیا ہے صاف مذکور ہے سنو!

وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

سوامی جی کا پرمان بالکل سچ ہے۔

"آگے پیچھے موقع و محل مناسب نہ دیکھکر معنے کرنیوالے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

قیامت کا مضمون نمبر ۱۵ وغیرہ میں مفصل مرقوم ہے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ انصاف کیلئے لمحہ بھر توقف نہیں ہوتا" سوامی جی اس جون میں اگر کسی مجرم ڈاکو کی عمر تین چار سو برس کی ہو جاوے۔ یا اتنی نہ سہی سو سال کی عمر کے تو اب بھی موجود ہیں تو ان کے بُرے عملوں کی جزا سزا تو دوسرے جنم میں ملیگی پھر آپ کیوں کہتے ہیں کہ لمحہ بھر توقف نہیں ہوتا یہ عجیب بات ہے کہ آنکھ کسی کی تو آج پھوڑی اور سزا سو سال بعد وہ بھی ایسے حال اور ہوش میں کہ مجرم کی خبر بھی نہیں کہ یہ سزا کس جُرم کی پاداش میں ہے۔ حالانکہ خود ہی لکھتے ہیں۔

"سزا دینے سے مدعا یہ ہے کہ لوگ بذریعہ خطا سے باز آنے کے دکھ نہ پاویں" (ستیارتھ صفحہ ۲۳۲)

لیکن جب مجرم کو علم ہی نہیں تو آئندہ کو ایسے جرم سے کیونکر بچ سکتا ہے (مفصل رسالہ بحث تناسخ مصنفہ فقیر میں ملاحظہ ہو)

پیغمبروں کی شہادت بھی مجرموں کو قائل کرنے کیلئے ہوگی نہ کہ خدا کو علم جتلانے کیلئے کیونکہ خدا تو عالم الغیب والشہادت ہے۔ سنو!

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ

---

۵۱ اے شیطان تجھے اور تیری چال پر چلنے والوں کو جہنم میں ڈالوں گا۔

۵۲ اے شیطان بیشک تو لوگوں کو وعدہ سنا بیشک شیطان کے وعدے سراسر دھوکا و فریب کے ہیں۔

۵۳ خدا غیب اور حاضر سب کو جانتا ہے۔ بڑی بزرگی والا۔ بہت بلند مرتبہ برابر ہے کوئی تم میں سے اونچے بولے یا چپکے اور جو رات کو چھپا ہوا اور جو دن میں چل رہا ہو۔ اُسے سب معلوم ہیں۔ ۵۰ قیمت ۴ر

Marfat.com

پس جہاں یعنی میں غیر امکان ہو وہاں استعارہ (یا مجاز) ہوگا" (بھوسکا صفحہ ۱۰)

(۱۰۴) سورہ کہف | یہ لوگ واسطے اُن کے ہیں باغ ہمیشہ رہنے کے۔ چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں۔ گہنا پہنائے جاوینگے بیچ اُن کے کنگن سونے کے سے اور پوشاک پہنیں گے کپڑے سبز لاہی کے سے اور تکیہ لگتے تکیہ کئے ہوئے بیچ اُس کے اُوپر تختوں کے اچھا ہے ثواب اور اچھی ہے بہشت وائرہ اُٹھائے ہیں (آیت ۳۰)

محقق واہ جی واہ کیا قرآن کی بہشت ہے۔ جس میں باغ زیور۔ کپڑے، گدے تکیے آرام کے واسطے ہیں کوئی عقلمند یہاں پر غور کرے تو معلوم ہوگا کہ یہاں سے وہاں یعنی مسلمانوں کے بہشت میں زیادتی کچھ بھی نہیں ہے۔ سوائے بے انصافی کے اور وہ یہ ہے کہ اعمال تو اُنکے محدود ہیں اور ثمرہ ان کا لامحدود اگر میٹھا ہی زہر کھایا جاوے تو تھوڑے دنوں میں زہر کی مانند معلوم ہونے لگتا ہے جب وے ہمیشہ سکھ بھوگینگے تو اُن کے لیے سکھ ہی بشکل دکھ ہو جاویگا۔ اس لیے مہاکلپ تک مکتی (نجات) سکھ بھوگ کر دوبارہ جنم پانا ہی سچا مسئلہ ہے۔

مدقق (۱۰۶) بیشک یہی مسلمانوں کی بہشت ہے اور یہی انشاء اللہ تعالیٰ اُن کو ملیگی اور اسی سے کافر محروم کئے جاوینگے فصل نمبر ۱۵ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

ہاں یہ خوب کہی کہ ہمیشہ سکھ بھوگینگے تو اُن کے لیے دکھ بھی بہ شکل دکھ ہو جاویگا

سماجیو! تمام عمر آرام نہ کیا کرو۔ بلکہ کبھی کبھی بے آرامی اور بے چینی میں بھی قصداً پڑا کرو بلکہ بڑے گھر کی سیر بھی کیا کرو ورنہ گرو کی تکذیب تم کو لازم آویگی جو ہمیں بھی کسی طرح منظور نہیں

(۱۰۵) اور یہ بستیاں کہ ہلاک کیا ہم نے اُن کو جب ظلم کیا انہوں نے اور کیا ہم نے واسطے ہلاک اُن کے کے وعدہ گاہ (آیت ۵۹)

محقق بھلا کیا تمام بستی کے رہنے والے گنہگار ہو سکتے ہیں؟ اور پیچھے وعدہ کرنے سے معلوم ہوا کہ خدا ہمہ دان نہیں ہے کیونکہ جب ان کا ظلم دیکھا۔ تو وعدہ کیا۔ کیا پہلے نہیں جانتا تھا۔ ان باتوں سے بیر تم ہی ثابت ہوا

مدقق "سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست" سوامی جی! آپ کی فشریف آوری

سے پہلے تمام ہندو بُت پرست تھے یا نہیں۔ یا غازی محمود غزنوی کی فوج اور سارا ملک ڈشت تھے یا نہیں، پھر ایسا سوال کرنا کہ تمام بستی کے رہنے والے گنہگار ہو سکتے ہیں؟ کیسا دعویٰ ہے علاوہ اس کے جو لوگ اُن بستیوں میں نیک ہوتے تھے اُن کو بچا لیا جاتا تھا سورہ ہود میں انبیاء کے مجمل قصے آپنے پڑھے ہوتے۔ تو آپ کو معلوم ہوتا کہ جو لوگ نبیوں کے تابع ہوتے اُن کو نبیوں کے ساتھ بچا لیا جاتا تھا۔ مگر چونکہ ان کی تعداد بھی اُسی قدر ہوتی تھی جتنی کہ سماجیوں کی سناتن دھرمی ہندوؤں کے مقابلہ میں بالخصوص آپکی زندگی میں تھی اس لیئے عموماً کل بستی کی ہلاکت بتلائی گئی۔ یہ تو ایک معمولی شکایت ہے کہ آپنے اس آیت کے معنی نہیں سمجھے اصل لفظ یہ ہیں۔ سنو!

یعنی پہلے پہل لوگوں کو جنہوں نے سرکشی اختیار کی ہم نے تباہ کیا اور اُن مکہ کے مشرکوں کی تباہی کا بھی ایک وقت معین ہے۔ پچھلے جملہ کو سوامی جی نے پہلے لوگوں سے متعلق سمجھا اور اگر پہلے لوگوں سے بھی ہو تو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ پیچھے وعدہ کیا گیا؟ کیا یہ کلام صحیح نہیں کہ ہم نے ان کو تباہ کیا اور ان کی تباہی کا ایک وقت مقرر تھا اس سے تو خدا کی ہمہ دانی معلوم ہوتی ہے نہ کچھ اور۔ مگر اس کا کیا علاج ہو۔ کہ

"بعض ہٹ دھرمی مذہب کی تاریکی میں عقل کو زائل کر لیتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۱۰۶) اور وہ جو لڑکا پس تھے ماں باپ اُسکے ایمان والے۔ پس ڈرے ہم یہ کہ گرفتار کرے اُن کو سرکشی اور کفر میں۔ یہانتک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کے پس پایا اُسکو ڈوبتا تھا بیچ چشمے کیچڑ کے۔ کہا انہوں نے اے ذوالقرنین تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین پر (آیت ۷۹-۸۴-۹۱)

تحقیق بھلا یہ خدا کی کتنی نادانی ہے۔ اُسے یہ شک ہوا کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی نہ کر دیئے جائیں۔ یہ ہرگز خدا کی بات نہیں اور لاعلمی کی بات دیکھئے کہ اس کتاب کا مصنف سورج کو ایک جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا ہوا سمجھتا ہے اور یہ کہ صبح کو پھر نکل آتا ہے۔ سورج تو زمین سے بہت بڑا ہے وہ کسی ندی یا جھیل یا سمندر میں کسطرح ڈوب سکتا ہے؟ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ قرآن کے مصنف

Marfat.com

کو جغرافیہ یا علم ہیئت نہیں آتا تھا۔ اگر آتا تو ایسی خلاف از علم باتیں کیوں لکھ دیتا اس کتاب کے معتقد بھی بے علم ہیں اگر صاحب علم ہوتے تو ایسی جھوٹی باتوں سے پُر کتاب کیوں مانتے۔ اور دیکھئے خدا کا انصاف خود ہی تو زمین کو بنانے والا بادشاہ اور عادل ہے اور خود ہی یاجوج اور ماجوج کو زمین پر فساد کرنے دیتا ہے یہ اُس کی خدائی کے شایاں نہیں۔ ایسی کتاب کو وحشی لوگ ہی مان سکتے ہیں عالم نہیں مانتے۔

لطیفہ ۱۰ کسی پنڈت جی نے ایک آریہ سماجی سے کہا۔ بھائی سندھیا کیا کر۔ سماجی بولا صاحب! آپ نے دعوت کی تھی نمک زائد ڈالا تھا۔ پنڈت جی بولے اس کو یہاں کیا تعلق۔ سماجی نے کہا تعلق ہو یا نہ ہو بات سے بات نکل آتی ہے۔

یہی حال ہمارے پنڈت جی سوامی مہرشی جی اور کیا نہیں کیا کلہ ہے۔ بات سے بات نکالنا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے مگر افسوس ؎

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

سوامی جی نے یہ کلام خدا کا سمجھا حالانکہ حضرت خضر کا کلام منقول ہے۔ پس آپ کا تار پود سب ٹوٹ گیا۔ پس ہمارا انصاف دیکھئے کہ ہم آپ کے کلام پر صاد کرتے ہیں کہ یہ ہرگز خدا کی بات نہیں ہو سکتی

سماجیو! ہمارے انصاف کی داد دو اور تم بھی ایسے ہی انصاف کے خوگیر بنو۔

سوامی جی! اس فقرہ میں بڑے مہاراج (ناراض) معلوم دیتے ہیں۔ مہاراج! کھیر (خیر) تو ہے؟ اتنا تو سمجھئے کہ جس مذہب کو کروڑوں آدمی مانتے ہیں اس کو جھوٹا کہنے والا کون ہے؟ (ستیارتھ پرکاش دیکھکر جواب عنایت ہو) لیجئے صاحب ہم آپ کو راجی (راضی) کر لیتے ہیں۔ کھفا (خفا) ہونے کی کوئی بات نہیں۔

جس لفظ کا یہاں پر ترجمہ "پایا" کیا گیا ہے وہ قرآن میں وَجَدَ کا لفظ ہے عربی گرامر کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں اس لفظ کو افعال قلوب سے لکھا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اُس (سکندر ذوالقرنین نے جس کا اس مقام پر قصہ مذکور ہے)

Marfat.com

جب وہ سمندر کے کنارے پر پہنچا تو اپنے جی میں سورج کو سمندر کے پانی میں ڈوبتا سمجھا یعنی اُس کے خیال میں یوں سمایا کہ سورج اس پانی میں ڈوبتا ہے۔ چنانچہ سمندر کے کنارہ پر کھڑے ہونے والے آجکل بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اس کلام کی تصدیق خدا کی طرف سے کوئی نہیں ہوئی کہ ہاں واقعی سورج سمندر میں ڈوبتا ہے۔

سماجیو! آگے پیچھے کو بن دیکھے کلام کے معنی کرنے والے کون ہوتے ہیں (بھوسکا صفحہ ۵۲) کو دیکھ کر جواب دینا۔ یاجوج ماجوج کے فساد کو نہ روکنے کا جواب نمبر ۱۱ میں آچکا ہے۔ مختصر یہ کہ افعال اختیاریہ میں خدا جبر نہیں کرتا۔ ہمارے اس جواب پر آپ اپدیش منجری صفحہ ۶۰ پر دستخط کر چکے ہیں ورنہ بتلاؤ غازی محمود غزنوی کو آریہ ورت سے ایشور نے کیوں نہ روکا؟

سورہ مریم (۱۰۷) اور یاد کر و بیچ کتاب کے مریم کو۔ جب جا پڑی لوگوں اپنے مکان مشرقی میں پس پکڑا اُن سے ادھر پردہ۔ پس بھیجا ہم نے طرف اُس کے روح اپنی کو پس صورت پکڑی واسطے اُسکے آدمی تندرست کی۔ کہنے لگی تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمٰن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار کہنے لگا سوا اسکے نہیں مگر میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار تیرے کا تاکہ بخش جاؤں تجھکو لڑکا پاکیزہ۔ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں ہوں بدکار پس حاملہ ہوگئی ساتھ اُسکے پس جا پڑی ساتھ اُس کے مکان دور میں یعنی جنگل میں (آیت ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۸)

تحقیق عقلمند غور کریں کہ اگر سب فرشتے خدا کی روح ہیں تو وہ خدا سے الگ وجود نہیں ہو سکتے اور یہ ظلم کہ اُس مریم کنواری کے ہاں لڑکا پیدا ہونا جو کہ کسی سے ہمبستر ہونا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن خدا کے حکم سے فرشتہ نے اُس کو حاملہ کیا خلاف از انصاف ہے۔ یہاں اور بھی حماقت کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں۔ اُن کو تحریر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

مدقق ۱۰۷ فرشتوں یا اور کسی چیز کا روح اللہ ہونا نمبر ۹۸ میں مفصل مذکور ہے۔ سوامی جی

Marfat.com

یہ ظلم کہ صدیقہ مریم کی نسبت یہ لکھ مارا کہ کسی سے جماع نہیں کرنا چاہتی تھی" ایسا جھوٹ بولنا سادھوؤں کا کام ہے؟ یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ کوئی بات خلاف انصاف نہیں بلکہ خدا کی قدرت کا نمونہ ہے کہ جس نے آگنی، وایو وغیرہ کو جوان جوان پیدا کیا۔ وہ بے باپ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ افسوس اپنے باقی فحش کو آپ دبا گئے ورنہ وہ بھی دیکھ لیتے شاید نمبر ۱۱۱ والا تو نہیں؟

عیسائیو! کہاں ہو؟

(۱۰۸) کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجی ہم نے شیطانوں کو اوپر کافروں کے بہکاتے ہیں اُن کو بہکانے کر (آیت ۸۳)

محقق جب خدا ہی شیطانوں کو بہکانے کیلئے بھیجتا ہے تو بہک جانے والوں کا کچھ قصور نہیں ہو سکتا اور نہ اُن کو سزا ہو سکتی ہے اور نہ شیطانوں کو کیونکہ یہ خدا کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اس کا ثمرہ خدا کو ہونا چاہیئے۔ اگر سچا عادل ہے تو اُس کا ثمرہ یعنی دوزخ آپ ہی بھوگے اور اگر عدل کو ترک کر کے بے انصافی کرتا ہے تو وہ طرفدار ہو گیا اور طرفدار ہی کو گنہگار کہتے ہیں۔

محقق ثانی نمبر ۶ و نمبر ۶۵ وغیرہ میں مفصل جواب ہو چکا ہے سوامی جی کو نمبر بڑھانے کی عادت ہے۔

سورہ طٰہٰ (۱۰۹) اور البتہ تحقیق میں بخشنے والا ہوں واسطے اُس شخص کے کہ توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کئے اچھے پھر راہ پائی (آیت ۷۶)

محقق توبہ سے گناہ بخشے جانے کی بابت جو قرآن میں لکھی ہے وہ سب کو گنہگار بنانیوالی ہے کیونکہ گنہگاروں کو اس گناہ کے کرنیکا حوصلہ ملتا ہے اس لئے یہ کتاب اور اس کا مصنف گنہگاروں کو گناہ کرنے میں حوصلہ دیتے ہیں پس یہ کتاب کلام اللہ اور اس میں بیان کردہ خدا سچا خدا نہیں ہو سکتا۔

محقق ثانی توبہ کا مضمون نمبر ۲۲ میں مفصل مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سوامی جی کی طرح ایک ہی بات کو بار بار لکھ کر دانا ؤں کی نظر میں خفیف ہونا ہم نہیں چاہتے

Marfat.com

سورہ انبیاء (۱۱۰) اور کئے ہم نے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہو کہ ہل جاوے (آیت ۳۱)

محقق اگر مصنف قرآن زمین کی گردش وغیرہ کو جانتا تو یہ بات کبھی نہ کہتا کہ پہاڑوں کے رکھنے سے زمین نہیں ہلتی۔ شک ہوا کہ اگر پہاڑ نہ رکھتا تو ہل جاتی پہاڑ رکھنے پر بھی زلزلہ کے وقت کیوں ہل جاتی ہے۔

محقق ثانی البتہ یہ فقرہ سماجیوں کی توجہ کے قابل ہے گو ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں۔ بلکہ ہمیشہ لکھینگے تاہم اس موقعہ پر کو یہ لکھنا بالکل مناسب ہے۔

تو آشنائے حقیقت نہ خطا اینجاست

سوامی جی! آیت کا مطلب ہے کہ زمین بوجہ کثرت پانی کے ہلتی تھی جیسے بے لوہا لگے جہاز یا لکڑی کی بیڑی پانی پر ہلتی ہے پس خدا نے پہاڑوں کو مثل لوہے کی میخوں کے گاڑ دیا۔ تو بے ڈول ہلنے سے ٹھہر گئی ان معنی پر دلیل قرآن سے سنئی چاہو تو سنو!

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا

پس اگر انگریزی علوم طبعی کے اصول کو مان کر (جن کے ماننے کیلئے ہمیں مذہب کی رو سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ ہے تو علمی طریق سے ہے کہ دلیل قطعی نہیں رکھتے) بھی ہم گفتگو کریں تو یہ کر سکتے ہیں کہ آیت موصوفہ ان کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ بیڑی کی حرکت بغیر لوہے کے جس طرح ڈانوا ڈول ہوتی ہے اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے تو اسی طرح زمین کی حرکت ڈانوا ڈول ہوتی۔ پہاڑوں کے جمانے سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ زمین کی حرکت باقاعدہ ہو پس جس حرکت کا ثبوت موجودہ علم سے ہوتا ہے اس کا رد اور انکار قرآن نے نہیں کیا ہے اور جس کا رد اور انکار کیا ہے وہ اس علم طبعی سے ثابت نہیں ہوتا۔

ہماری مذکورہ تقریر سے زلزلوں کا جواب بھی آگیا۔ کیونکہ جس حرکت کا انتظام پہاڑوں سے قرآن نے بتلایا ہے وہ ایک غیر معمولی ڈانوا ڈول حرکت ہے جیسے پانی پر ہلکی سی چیز کو عموماً ہوا کرتی ہے اور زلزلے اس قسم سے نہیں بلکہ تو کسی خاص وقت میں کسی آتشین معدن کی حرارت سے کسی خاص موقع کو حرکت ہوتی ہے۔ ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ مگر ناپاک باطن والے جاہلوں کو علم کہاں" (دھوکہ کا صفحہ ۵۲)

Marfat.com

(۱۱۱) اور ہدایت دی اُس عورت کو کہ محافظت کی اُس نے شرمگاہ اپنی کو۔ پس پھونکدیا ہم نے بیچ اُس کے روح اپنی کو (آیت ۸۰)

محقق ایسی فحش باتیں خدا کی کتاب میں خدا کی تو کیا کسی شائستہ آدمی کی بھی نہیں ہوسکتیں۔ جبکہ انسان ایسی باتوں کا لکھنا اچھا نہیں سمجھتے تو خدا کے سامنے کیونکر اچھا ہوسکتا ہے؟ ایسی باتوں سے قرآن بدنام ہوگیا ہے۔ اگر اس میں اچھی باتیں ہوتیں تو اُسکی بہت تعریف ہوتی جیسی کہ ویدوں کی ہوتی ہے۔

مدقق (۱۱۱) سوامی جی! خیر تو ہے؟ کیسی فحش کی باتیں ایک تو بتلائی ہوتی۔ کیا نیوگ کا ذکر آگیا؟ کہئے تو سہی۔ ہاں اب سمجھے کہ عورت کا ذکر آگیا

سوامی جی کہیں روح پھونک دینے کو تو فحش نہیں کہتے؟ نہیں ایسا کیوں کہنے لگے جب خود ہی ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں اور لوگوں کو ویاکھیان (وعظ) سنایا کرتے ہیں۔

سماجیو! سنو!

حیض کے نمودار ہونے کے پانچویں دن سے لیکر سولھویں دن تک جو ہمبستری کا وقت ہے اس سے پیشتر کے چار دن ترک کردینے چاہئیں۔ باقی جو بارہ دن رہے۔ انمیں سے گیارھویں اور تیرھویں رات کو چھوڑکر باقی دس راتوں میں عمل متعلقہ حمل اچھا ہے۔ حیض کے نمودار ہونے کے دن سے لیکر سولھویں رات کے بعد ہمبستری نہیں کرنی چاہیئے اور جب تک کہ دوبارہ وقت معینہ ہم بستری کا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے نہ آوے تب تک نیز حمل ٹھیر جانے کے بعد ایک برس تک صحبت نہ کرے" (ستیارتھ پرکاش باب ۴۔ نمبر شروع)

اور سنو!

جیسے علانیہ بیاہ ویسے علانیہ نیوگ جس طرح بیاہ میں نیک اشخاص کی صلاح اور دولھن دولھا کی رضامندی ہوتی ہے ویسے نیوگ میں بھی ہونی چاہیئے یعنی جب عورت مرد کا نیوگ (نیوگ کی تعریف نمبر ۳۸ میں دیکھو) ہونا ہو۔ تب اپنے خاندان میں مرد عورتوں کے سامنے ظاہر کریں کہ ہم دونو نیوگ اولاد پیدا کرنے کی غرض سے کرتے ہیں

Marfat.com

جب نیوگ کا مدعا پورا ہو جائیگا۔ تب ہمارا قطع تعلق ہوگا۔ اگر اس کے خلاف کریں تو گنہگار اور ذات یا راجہ کی سزا کے مستوجب ہوں۔ مہینے میں ایک بار گربھادان (حمل) (نہیں معلوم اس لفظ کا ترجمہ سنسکرت لفظ میں کیوں کیا گیا) کا کام کرینگے (توبہ توبہ ایسا فحش؟ سوامی جی کہاں ہیں؟) حمل کے قیام کے ایک برس بعد تک جدا رہیں گے

(ستیارتھ پرکاش باب ۴۔ نمبر ۱۳۳)

آریہ سجنو! تم کہو گے سوامی جی کا کیا؟ وہ تو ایک غیر الہامی آدمی تھے۔ الہامی نوشتوں میں ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ تمہارا اگر یہ خیال ہو تو سنو! تمہارے الہامی نوشتے میں پرماتما کا قول ہے۔

"پورش (مرد) کا لنگ (ذکر) استری (عورت) کی یونی (فرج) میں گھسنے پر خصوصیت سے لطف چھوڑتا ہے" (یجروید باب ۱۹۔ منتر ۹۶)

سمجھیو! ابتلاؤ! جب انسان ایسی باتوں کا لکھنا اچھا نہیں سمجھتے تو خدا کیوں سمجھنے لگا یقین نہ ہو تو دونو عبارتیں (قرآن اور وید) کسی شریف برہمو وغیرہ کو سنا کر آزما لو۔

(۱۱۳) سورہ حج کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں واسطے اُس کو جو کوئی بیچ آسمانوں اور زمین کے ہیں۔ سورج چاند تارے۔ پہاڑ۔ درخت اور جانور پہنائے جائینگے بیچ اُن کے کنگن سونے سے اور موتی اور لباس اُن کا بیچ اُس کے ریشمی ہے اور پاک رکھ گھر میرے کو واسطے گرد پھرنے والوں کے اور کھڑے رہنے والوں کے پھر چاہیئے کہ دور کریں میل اپنی اور پوری کریں نذریں اپنی اور گرد پھریں گھر قدیم کے تو کہ یاد کریں نام اللہ کا (آیت ۱۷۔ ۲۱۔ ۲۴۔ ۲۷۔ ۳۲) (ناظرین! ترجمہ کا مطلب سمجھ میں نہ آئے تو سوامی جی کی روح کو ثواب پہنچائیں۔ جنہوں نے عنت ربو دکیا ہے)

محقق جو غیر ذی روح اشیاء ہیں وہ خدا کو جان ہی نہیں سکتیں تو پھر وے اس کی عبادت کیونکر کر سکتی ہیں؟ اس لئے یہ کتاب کلام ربانی نہیں ہو سکتی البتہ کسی گمراہ کی بنائی ہوئی معلوم دیتی ہے واہ بڑی اچھی بہشت ہے کہ جہاں تو نے موتی کے زیوات اور ریشمی لباس پہننے کو ملتے ہیں۔ یہ بہشت تو یہاں کے راجاؤں کے

Marfat.com

گھر سے کچھ بڑھ کر نہیں ہے اور جب خدا کا گھر ہے تو وہ اس گھر میں رہتا بھی ہوگا پھر بُت پرستی کیوں نہ ہوئی اور دوسرے بُت پرستوں کی تردید کیوں کرتے ہو؟ جب خدا اندر لیتا ہے اور اپنے گھر کا طواف کرنیکا حکم دیتا ہے اور جانوروں کو مروا کر کھلا سکتا ہے تو یہ خدا مندر والے بھیرو دُرگا کی مانند نہیں ہوا۔ اور سخت بُت پرستی کا باعث یہی ہے بتوں سے مسجد بڑا بُت ہے اس لئے خدا اور مسلمان بڑے بُت پرست اور پرانی اور جینی چھوٹے بت پرست ہیں۔

ملحوظہ ۱۱۲ سوامی جی کی زبان بھی حجاج کی تلوار سے کم نہیں۔ مگر کیسا پاپی ہے وہ منش جو مذہب کی تاریخی میں پھنسکر تکلم کے خلاف منشا معنی کرتا ہے (دیباچہ ستیارتھ ص)

سوامی جی کی یہ عادت بڑی بیڈھب ہے کہ مختلف جگھوں سے مختلف مضامین کی آیات ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں جس سے اُن کی اصلی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ قرآن شریف کی بابت اپنے چیلوں کو بدگمان کریں، کہ اس میں مضامین ایسے گڑبڑ ہیں کہ کچھ سمجھ نہیں آتا مگر یہ نہیں جانتے کہ دن میں نابینا کو نظر نہ آنے سے دن کا قصور ثابت نہیں ہوتا۔

سوامی جی! سنیئے! سجدہ کے معنے فرمانبرداری۔ فروتنی کے ہیں (صراح) ہاں ہر چیز کی اطاعت اور فروتنی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ "زمین و آسمان کی سب چیزیں خدا کی فرمانبردار ہیں۔ جو جو کام ان کی سپرد ہیں وہ اُن کو عمدہ طرح سے پورے کر رہی ہیں" **قرآن** سے شہادت ان سنی کی سنی ہو تو **سنو!** كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ (ہر ایک چیز خدا کی فرمانبردار ہے) بالکل سچ ہے ؎

نبارد ہوا تا نہ گوئی بیار　　زمیں ناورد تا نہ گوئی بیار

بہشت کا جواب پہلے کئی دفعہ آچکا ہے۔ یہاں پر اتنا کافی ہے کہ سوامی جی راجاؤں کے گھر بار سونے چاندی کے پلنگ وغیرہ بھی تو تناسخ کے قاعدہ سے نیک اعمال ہی کا نتیجہ ہیں (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۳) پھر آپ ہی بتلائیے کہ مسلمانوں کو بہشت میں اگر سب کو ایسے ہی عیش و عشرت ہوں تو کیا آپ کی بہشت سے کچھ کم ہیں۔ ہاں ایک

Marfat.com

بات زائد ہے وہ یہ کہ اس دنیا کی ایک تو زندگی ناپائدار ہے۔ دوم کوئی بھی ہو بحکم (نانک دُکھیا سب سنسار) راجا کیا اوپر جا کیا اپنے اپنے حال میں سب دُکھی ہیں۔ مگر بہشت والے ان سب بلاؤں سے بے خوف گزارینگے یقین نہ ہو تو سنو!

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ

سوامی جی! خدا کا گھر کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ بیت العتیق بے شک ہے جس کا ترجمہ ہے گھر قدیم یعنی پُرانا مدت کا بنا ہوا آپ نے خود ہی نقل کیا ہے۔ سادھو ہو کر ایسی چالاکی تو مناسب نہیں۔ کہیں آپ وہی سادھو تو نہیں جو بالائی سمیت پیا کرتے ہیں؟

نذر پر بھی آپ نے اپنی نظر شفقت سے کام لیا ہے مطلب آئت کا صاف ہے کہ جو جو کسی نے نذر و نیاز وغیرہ خیرات کرنے کی مانی ہو وہ پوری کرے۔ مگر آپ اس پر ایجاد بندہ سے کام لیں تو اس کا کیا علاج؟

بُت پرستی کا جواب نمبر ۳۰ میں آچکا ہے۔

سوامی جی! بیچارے ہندوؤں سے آپ کو اتنا رنج کیوں ہے کہ ہم گنہگاروں کو اُن سے تشبیہ دیتے ہیں آخر وہ بھی آپ کے بھائی ہیں ویدک متی ہیں۔ بلکہ وید بھگوان آپ سے دوچند مانتے ہیں۔ آپ نہ سہی آپکے باپ دادا تو آخر وہی ہیں۔ شاید اسی مصلحت کو آپنے تمام عمر اپنے باپ کا نام بھی نہ بتایا ہے جس سے ناحق مخالفوں کو بدگمانی پیدا ہوئی (دیکھو سوانح عمری سوامی جی)

(۱۱۳) سورہ مومنون تحقیق دن قیامت کے اُٹھائے جاؤگے (آئت ۱۶)

محقق کیا قیامت تک مردے قبروں میں رہیں گے یا کسی اور جگہ؟ اگر اُن میں کھڑے رہیں گے تو سڑے ہوئے بدبودار جسموں میں رہکر نیک آدمی بھی تکلیف اُٹھائینگے؟ یہ انصاف نہیں بلکہ ظلم ہے اور بدبودار عفونت زیادہ پھیلا کر بیماری پیدا کرنے کے موجب ہونے سے خدا اور مسلمان پاپی ہونگے۔

۵۱ نہ بہشتیوں کو کسی قسم کی تکلیف ہوگی۔ نہ وہ بہشت سے نکالے جائیں گے۔

Marfat.com

مدقق (۱۱۳) سوامی جی آپ سے تو معقول سوال اُس مشرک کا تھا جس نے کہا تھا۔ لہ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ (قرآن)

جس کا جواب اُس کو اسی وقت ملا تھا کہ۔

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

جسموں کا سڑنا تو جب ہو کہ وہاں موجود بھی ہوں۔ یوں کہیئے کہ ریزہ ریزہ ہوئے جسموں کو کیونکر خدا نیا بنا دیگا جس کا جواب اوپر کی آئت میں موجود ہے پس مُردے یعنی اُن کی روحیں جسموں سے الگ ہو کر اپنی جگہ عالمِ ارواح میں رہتی ہیں نیک بختوں کیلئے وہی جگہ ہے جہاں پُرکتی (نجات) یافتوں کا رہنا آپ بھی مانتے ہیں البتہ بدکاروں کے لئے اُسی کے مقابل پر جگہ ہے۔ پس کچھ دقت نہیں۔

(۱۱۴) سورہ نور۔ اُس دن گواہی دینگے اُس پر اُن کی زبانیں اور ہاتھ ان کے اور پاؤں اُن کے ساتھ اُس چیز کے کہ تھے کرتے۔ اللہ نور ہے۔ آسمانوں کا اور زمین کا مثال نور اُس کے کہ مانند طاق کے ہے کہ بیچ اُس کے چراغ ہو اور وہ چراغ بیچ قندیل شیشہ کے ہے۔ وہ قندیل شیشہ کا گویا وہ تارا ہے چمکتا روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اُس کا کہ روشن ہو جاوے۔ اگرچہ نہ لگے اُس کو آگ روشنی کی راہ دکھلاتا ہے اللہ طرف اپنے جس کو چاہتا ہے (آئت ۲۴-۳۵)

محقق ہاتھ پاؤں وغیرہ بیجان ہونیسے گواہی ہرگز نہیں دے سکتے یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہونے سے جھوٹی ہے۔ کیا خدا آگ ہے یا بجلی جیسا کہ چراغ وغیرہ سے اُسے تشبیہ دیگئی ہے۔ یہ مثال خدا پر صادق نہیں آسکتی ہاں کسی شکل والی چیز پر صادق آسکتی۔

مدقق (۱۱۴) قانون قدرت آپ کو بہت سوجھتا ہے۔ مگر یہ تو بتلایئے کہ کئی ارب سال

لہ کون مُردہ اور گلی ہوئی ہڈیوں کو زندہ کریگا۔

سلہ تو اے محمد کہ وہی اُن کو زندہ کریگا جس نے اُن کو پہلے بنایا تھا وہ اپنی سب مخلوق کو خوب جانتا ہے۔

Marfat.com

بعد پرلے (بالکل فنا مثل قیامت نفخہ اولیٰ) کا ماننا کس قانون کا نتیجہ ہے اگر کوئی اسی بنا پر آپکے پرلے سے انکاری ہو کہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ تو کیا جواب ؟ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ہر ایک کام کیلئے ایک ایک وقت ہوتا ہے وہ اس میں ظہور پذیر ہو جاتا ہے گو وہ کئی لاکھ بلکہ کئی کروڑ سال بعد بھی کیوں نہ ہو۔ اُس کے وقفہ کے ایام میں نہ ہونے سے خلاف قانون قدرت کہ دینا یہ بھی خلاف قانون ہے۔ جبکہ قیامت کے آثار اور قانون ہی الگ ہیں۔ جو آج تک کسی قانون کی ذیل میں آئے ہی نہیں تو اُن کو خلاف قانون قدرت کہنا سوامی جی جیسے ددّ وانوں ہی کا کام ہے۔

آئت کے دوسرے حصہ کا مطلب بالکل وہی ہے جو رگ وید منڈل ۳ سوکت ۴۸ کا ہے سنو! پرمیشور پرمان دیتا ہے۔

"میں برتر جلال و حشمت رکھنے والا سورج کی مانند تمام عالم کو نور بخشنے والا ہوں" (رگوید)

پس آئت کا مضمون بشہادت وید بالکل صاف ہے کہ تمام آسمان و زمین کی روشنی کا موجب اور موجد خدا ہی ہے۔ پھر اپنی روشنی یعنی محبّت کی مثال خدا نے بتلائی ہے کہ اہل درد کے دل میں خدا کی محبّت ایسی چمکتی ہے اور سب چیزوں پر غالب آتی ہے جیسے قندیل کی روشنی جس میں اعلےٰ درجہ کا صاف شفاف تیل پڑا ہو۔ تمام مظلمات اور اندھیروں پر غالب آتی ہے۔ ان معنی کی شہادت قرآن سے چاہتے ہو تو سنو!

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

اور اگر اپنی ہی کلام سے تصدیق چاہتے ہو تو سنو! یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ایشور کو چھوڑ کر خواہ کیسے ہی اعلےٰ دوسرے کام کئے جائیں۔ لیکن اُن سے جیو آتما کبھی بھی مُکت نہیں ہوتا۔ مکتی (نجات) کا ذریعہ صرف ایک ایشور پراپتی (محبت و اخلاص) ہی ہے" (اُپدیش منجری صفحہ ۵۸)

سوامی جی! سچ ہے۔ آگے پیچھے کو بن دیکھے کلام کے معنی کرنے والے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

لہ ایمانداروں کو خدا کے ساتھ سب چیزوں سے بڑھکر محبت ہوتی ہے۔

Marfat.com

(۱۱۵) اور اللہ نے پیدا کیا ہر جانور کو پانی سے پس بعض اُن میں سے وہ ہے کہ چلتا اوپر پیٹ اپنے کے اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول اُس کے کی۔ کہ فرمانبرداری کرو۔ رسول کی تا کہ تم رحم کئے جاؤ (آئت ۴۵۔ ۵۱۔ ۵۳۔ ۵۵)

محقق یہ کونسی فلاسفی ہے کہ جن جانوروں کے جسم میں سب عناصر پائے جاتے ہیں ان کی بابت کہنا کہ صرف پانی سے پیدا ہوئے ہیں یہ محض لاعلمی کی بات ہے جب خدا کے ساتھ پیغمبر کی فرمانبرداری کرنی ضروری ہے تو کیا خدا کا شریک ہوا یا نہیں۔ اگر ایسا ہے تو خدا کیوں قرآن میں لاشریک کہا اور لکھا جاتا ہے؟

مدقق (۱۱۵) قربان ایسی سمجھ پر۔ سوامی جی بلا سے قرآن کو آپ کسی اُستاد سے پڑھ لیتے آپ جیسے پاک باطن والے سادھو سے ایسے اعتراض سُنکر دل دہل جاتا ہے یہ شکائت تو ہم کرتے ہی نہیں کہ آپ دانستہ مختلف جگہ کی آئتیں بگاڑ تگاڑ کر کیوں نقل کرتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی سمجھ بوجھ آپ کو یہی سکھاتی ہے۔ سوامی جی! پانی سے مراد اس جگہ منی ہے سنو! دوسری آئت میں قرآن مجید خود بتلاتا ہے۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ

پس آئت کے معنی صاف ہیں کہ کل جانداروں کی پیدائش کا سلسلہ خدا نے منی سے رکھا ہے۔ بتلائیے سچ ہے یا غلط؟ اگر اعتبار نہ ہو تو نیوگ پر غور کیجئے کہ استری (عورت) نیوگ کیوں کرتی ہے؟ گربھ (حمل) کیوں ہوتا ہے؟

پیغمبر کے اتباع کا جواب نمبر ۲۱ و نمبر ۵۳ و نمبر ۵۵ وغیرہ میں ہو چکا ہے۔ یہ تو آپ کی معمولی بات ہے۔

(۱۱۶) سورۂ فرقان اور جس دن کہ پھٹ جاویگا آسمان ساتھ بدلی کے اور اُتارے جاویں گے فرشتے۔ پس مت کہا مان کافروں کا اور جھگڑا کر اُن سے ساتھ اُس کے جھگڑا بڑا اور بدل ڈالتا ہے۔ اللہ بُرائیوں اُن کی بھلائیوں سے اور

لہ (خطاب فرماتا ہے) کیا ہم نے تم کو ذلیل پانی (منی) سے پیدا نہیں کیا؟

Marfat.com

جو کوئی توبہ کرے اور عمل کرے اچھے۔ پس تحقیق وہ رجوع کرتا ہے طرف اللہ کے (آیت ۲۳-۵۰-۶۸-۶۹)

تحقیق یہ بات کبھی درست نہیں ہوسکتی۔ کہ آسمان بادلوں کے ساتھ پھٹ جائے اگر آسمان (اکاش) کوئی مجسم شے ہو تو پھٹ سکتا ہے۔ مسلمانوں کا قرآن امن میں خلل انداز ہو کر غدر و جھگڑا کرانیوالا ہے۔ اس لئے دیندار عالم لوگ اس کو نہیں مانتے یہ خوب انصاف ہے کہ گناہ و ثواب کا تبادلہ ہو جائیگا۔ کیا یہ تل اور اُردہیں کہ اُن کا تبادلہ ہو سکے۔ اگر توبہ کرنے سے گناہ چھوٹیں اور خدا ملے تو کوئی بھی گناہ کرنیسے کیوں ڈریگا۔ اس لئے یہ سب باتیں خلاف از علم ہیں

مدقق اس آیت کو بھی آپ کسی دیوان سے پوچھ لیتے تو یہ پرشن (سوال) آپ کو نہ سوجھتا۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ قیامت سے پہلے یعنی پرلے کیوقت کل دنیا فنا ہو جائیگی تو اس وقت زمین و آسمان اور بادل سب فنا ہو جائیں گے حکماء فلسفہ آسمان کو انادی (قدیم) مانتے تھے اُن کا مذہب رد کرنیکو خدا نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے آسمان مع بادلوں کے پھٹ جائیں گے۔ یہ نہیں کہ بادل اُن کو پھاڑ دینگے بلکہ بادل بھی ان کے ساتھ ہی پھٹینگے۔ ان معنی کی دلیل قرآن سے سننی چاہو تو سنو!

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

آسمان کے مجسم ہونے کی بحث نمبر ۷ و نمبر ۸۸ و نمبر ۱۲۹ میں ملاحظہ ہو۔

مسلمانوں کے فساد سے سوامی جی بڑے ڈرتے ہیں۔ تاہم بار بار اُن کو فساد ہی سوجھتا ہے۔ ہماری شرافت دیکھئے کہ ہم نے نمبر ۲ ہی میں آپکے فساد کا مقابلہ کرکے اس کا نام تک نہیں لیتے جسطرح دوائیں بعض گرم اور بعض سرد ہیں۔ پھر ان میں بھی مختلف مراتب ہیں۔ بعض گرمی میں ایسی ہیں کہ اُن سے بعد سرد چیزوں کے استعمال سے انکی گرمی زائل ہو سکتی ہے۔ بعض ایسی گرم بھی ہیں کہ اُن سے بعد کتنی ہی سرد دوائیں کیوں نہ پئیں اُن کی گرمی زائل نہیں ہو سکتی جیسے زہر ٹھیک اسیطرح گناہوں کی مثال ہے کہ ادنیٰ درجہ کے گناہ اعلیٰ درجہ کی نیکیوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک ایسے بڑھکر جرم بھی ہیں

Marfat.com

کہ کسی نیکی سے زائل نہیں ہوتے جبتک اُن سے توبہ ہو۔ جیسے شرک۔ کفر۔ ان معنی کی دلیل قرآن سے سُننی چاہو تو سنو!

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ

پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ توبہ (جو اعلیٰ درجہ کا خدا سے اخلاص ہے) سے گناہ معاف ہونیکے علاوہ گاہے حسب مراتب اخلاص ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجائے گناہ کے تائب گناہگار نیکیوں کا عوض پاتا ہے۔ (مفصل نمبر ۲۲ میں ملاحظہ ہو)

(۱۱۷) سورہ شعراء اور وحی کی ہم نے طرف موسیٰ کے یہ کہ رات کو لے چل بندوں میروں کو تحقیق تم پیچھا کئے جاؤ گے بس بھیجے لوگ فرعون نے بیچ شہروں کے جمع کرنیوالے اور وہ شخص کہ جس نے پیدا کیا مجھکو پس وہی راہ دکھاتا ہے اور وہ جو کھلاتا ہے مجھ کو اور پلاتا ہی مجھ کو اور وہ شخص کہ امید رکھتا ہوں میں کہ بخشے واسطے میرے خطا میری دن قیامت کے

(آیت ۵۲-۵۱-۷۶-۷۷-۸۰)

محقق جب خدا نے موسیٰ کیطرف وحی بھیجی تو پھر داؤد عیسیٰ اور محمد صاحب (۴) کی طرف کتاب کیوں بھیجی؟ کیونکہ خدا کی باتیں ہمیشہ یکساں اور بے خطا ہوا کرتی ہیں اور اُسکے بعد قرآن تک کتابوں کا بھیجنا ظاہر کرتا ہے کہ پہلی کتاب نامکمل اور غلطیوں سے پُر تھی۔ اگر یہ تین کتابیں سچی ہیں تو قرآن جھوٹا ہوگا۔ چاروں کتابیں جو کہ باہم متضاد ہیں۔ وہ بالکل صحیح نہیں ہوسکتیں۔ اگر خدا نے روح پیدا کی ہیں تو وے مر بھی جائینگی یعنی اُن کا کبھی عدم بھی ہوگا۔ جو خدا ہی انسان وغیرہ ذی روحونکو کھلاتا پلاتا ہے تو کسی کو بیمار نہ ہونا چاہیئے اور سب کو برابر خوراک ملنی چاہیئے اور رورعائت سے ایک کو عمدہ اور دوسرے کو خراب جیسا کہ بادشاہ کو عمدہ اور غریب کو خراب ملتی ہے نہ ملنی چاہیئے جب خدا ہی کھلانے پلانے اور پرہیز کرانیوالا ہے تو بیماری نہ ہونی چاہیئے لیکن مسلمانونکو بھی بیماریاں لگتی ہیں۔ اگر خدا ہی بیماری دور کرکے آرام کرنیوالا ہے تو مسلمانونکے جو نہیں

لہ بے شکہ نیکیاں بُرائیوں کو دور کردیتی ہیں۔ نصیحت پانیوالے کیلئے نصیحت ہے۔

مہ ناظرین! یہ سوامی جی کی لیاقت اور دیانت ہے کہ مختلف مقامات سے الفاظ لیکر گڑبڑ مچادیتے ہیں دیکھئے یہ مضمون کہاں سے کہاں ملایا جیسے گدھے کے گوشت میں اڑد کی دال منہ۔

Marfat.com

بیماری نہ رہنی چاہیئے۔ اگر رہتی ہے تو خدا پورا طبیب نہیں۔ اگر طبیب حاذق ہے تو پھر مسلمانوں کے جسم میں بیماری کیوں رہتی ہے؟ اگر وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے تو پھر اُسی خدا کے ذمہ گناہ وثواب ہونا چاہیئے اگر جسم جانور کے اعمال کے مطابق انصاف کرتا ہے تو وہ کچھ بھی گناہ کا ذمہ دار نہیں ہے اگر وہ گناہ بخشتا اور انصاف قیامت کی رات کو کرتا ہے تو خدا گناہ بڑھانیوالا ہوئیسے گنہگار ہو جائیگا اگر بخشش نہیں کرتا تو قرآن کی یہ بات جھوٹی ہونے سے بچ سکتی ہے

مدقق اس نمبر کا جواب دینے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا جواب یہ خود ہی ہے سوامی جی بھی ایسے سوالوں کے جواب دینے سے منع ہیں کیونکہ فرماتے ہیں۔

"ایسے سوالوں کے سامنے عقلمندوں کو بے حس شے کیطرح ہو رہنا چاہیئے" (ستیارتھ صفحہ ۳۵۰ باب ۱۲ نمبر ۳)

مگر کیا کریں ہمارے سماجی دوست بزبان حال تقاضا کر رہے ہیں جنکی خاطر بھی ہمیں سوامی جی سے بڑھکر نہیں تو کم بھی نہیں۔ اس لئے بمجبوری اُن کو حصہ اوّل (وحی انبیا) کے متعلق گزشتہ نمبر ۵ و ۶ کتاب ہذا اور مباحثہ "الہامی کتاب" کیطرف توجہ دلاتے ہیں۔

سوامی جی! روحوں کا نہ مرنا کسی آیت قرآنی سے ثابت ہوتا ہے؟ جو آپ کو یہ سوجھی بیشک اگر خدا اُن کو تباہ اور فنا کرنا چاہیگا تو کر دیگا۔

خدا کے کھلانے پلانے کے بھی وہی معنے ہیں جن معنے سے آپ نے لکھا ہے۔

"چونکہ اسکی مدد کے بغیر سچے دھرم کا گیان (علم) اور انشٹھان (پابندی) اور تکمیل نہیں ہو سکتی اس لئے ہر ایک انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہیئے (بھومکا صفحہ ۶۷)

سوامی جی! ابھی تو آپ کہیں یہ سُن پاتے کہ مسلمان یہ بھی کہتے ہیں۔

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ

تو خدا معلوم آپ پر کیا گزرتی اور کیا کیا القاب مسلمانوں کو دیتے۔

ناظرین! یہی وہ مہر ہے جس کا ذکر خدا نے اپنے کلام میں کیا ہوا ہے۔ اُس کا اثر یہی ہوتا ہے کہ آدمی سیدھی بات بھی ٹیڑھی سمجھتا ہے۔ اگر زیادہ تشریح اس کی چاہو تو گزشتہ نمبر ۲ و ۴ ملاحظہ ہو۔ مختصر یہ ہے کہ دنیا کے سب کاموں کی کنجی اُسی واحد نراکار سرب شکتیمان قادر مطلق لا الٰہ

Marfat.com

الٰہی ہو کے ہاتھ میں ہے بیشک وہی رزق دیتا ہے وہی بند کر لیتا ہے سوامی جی اگر زندہ ہوتے
۱۸۹۷ء میں قحط سے بھارت ورش (ہندوستان) کی جو گت ہوئی ہے ہم اُن کو دکھاتے اور پوچھتے
مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
اگر سوامی جی بھی عرب کے مشرکوں کیطرح اللہ ہی کہتے چنانچہ اُن کا اعتراف تھا۔
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ
تو ہم بھی اُن کی خدمت میں عرض کرتے۔
فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ
اگر اسپر بھی قناعت نہ ہو تو وید پرمان سنیئے! پرمیشور بندوں کو تعلیم کرتا ہے۔
اے بھگوان تو قائم بالذات مخلوقات کو من مانگا سکھ اور آنند عطا کرنے والا ہے۔ ہمیں بھی
اپنا مرہون عنایت کر (اتھروید کانڈ ۶۔ انوواک ۱۰۔ ورگ ۶۸۔ منتر ۱۱)
ناظرین! سوامی جی کے اس سوال سے آپ متعجب نہ ہوں۔ اُن کو ایسی ہی سوجھا کرتی
ہے۔ اعتبار نہ ہو تو نمبر ۳۵ ملاحظہ کریں۔
گناہوں کی بخشش کا مضمون نمبر ۲۲ میں دیکھو تنامخ کا رد سوامی کتاب میں کئی ایک جگہ پاؤ گے
علاوہ اس کے مباحثہ الہامی کتاب اور بحث تناسخ دیکھو۔
(۱۱۸) نہیں تو مگر آدمی مانند ہمارے۔ پس لے آ کچھ نشانی اگر ہے تو سچوں سے۔ کہا یہ اونٹنی
ہے واسطے اُس کے پانی پینا ہے ایکبار دانست۔ ۱۵-۱۵۱

محقق بھلا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے کہ پتھر سے اونٹنی نکلے وے لوگ وحشی تھے جنہوں نے اس بات کو مان لیا اور اونٹنی کا نشان دیا صرف وحشی پن کا کلام ہے نہ کہ خدا کا۔ اگر یہ کتاب کلام الٰہی ہوتی تو ایسی بیہودہ باتیں اس میں نہ ہوتیں۔

مدقق (۱۱۸) سے اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں!

سلہ سب چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اُس سے بھاگے کو پناہ نہیں ملتی۔ اگر تم کو علم ہے تو جواب دو (قرآن)
سلہ اللہ ہی کا اختیار ہے سہ پھر کہاں کو بہکے جاتے ہو (کہ الٰہی طرف نسبت کرنے کو بُرا جانتے ہو) عربی الفاظ قرآن شریف کی عبارت ہے اور یہ نیچے ترجمہ ہے۔ ؎ قیمت عہ ؎ قیمت ۴

Marfat.com

واہ رے مہذّب سوامی جی کو وحشی پنے سے بڑی وحشت ہے۔ ایں ہم غنیمت است

سوامی جی! آپ تو اسی کتاب کے صفحہ ۶۶۹ سطاس ۱۴ میں لکھ آئے ہیں۔

"ملانوں کے مذہب کی بابت جو لکھا ہے وہ صرف قرآن کی رو سے لکھا گیا ہے کسی اور کتاب کے عقائد کی رو سے نہیں"

یہاں کس لفظ سے اونٹنی کا پتھر سے نکلنا سمجھے ہیں؟

سماجیو! بتلاؤ تو مبلغ پانصد روپیہ انعام پاؤ۔

ایسے وحشی پنے کا سبب بجز اس کے کچھ اور بھی ہے؟ کہ

ہٹ دھرم مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر لیتے ہیں (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷)

اونٹنی کا پتھر سے نکلنا جن لوگوں نے کہا ہے اُن کی رائے ہے قرآن اس کا ذمہ وار نہیں یہ انکار کوئی تمہاری طرف سے جدید نہیں بلکہ پانچویں چھٹی صدی کی معتبر تفسیر کبیر میں امام رازی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ قرآن کی آئت یا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ اونٹنی پتھر سے نکلی تھی مخافھم ولا تعجل

(۱۱۹) سورہ نمل ۱۰ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ تحقیق میں ہوں اللہ غالب۔ اور ڈال دے عصا اپنا پس جو وقت کہ دیکھا اُس کو ہلتا جاتا ہے گویا کہ وہ سانپ ہے۔ اے موسیٰ مت ڈر تحقیق نہیں ڈرتے نزدیک میرے پیغمبر اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ پروردگار عرش بڑے کا یہ کہ مت سرکشی کرو اوپر میرے۔ اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر (آئت ۹-۱۰-۲۷-۳۲)

محقق اور دیکھئے اپنے ہی منہ سے آپ اللہ بڑا زبردست بنتا ہے۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا جب شریف آدمی کا کام نہیں ہو سکتا تو خدا کا کیونکر ہو سکتا ہے شعبدہ بازی کی جھلک دکھلا کر جنگلی آدمیوں کو قابو کر کے آپ جنگلیوں کا خدا بن بیٹھا ہے۔ ایسی بات خدا کی کتاب میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ عرش معلی یعنی ساتویں آسمان کا مالک ہے تو محدود المکان ہونے سے خدا نہیں ہو سکتا۔ اگر سرکشی کرنا بُرا ہے تو خدا اور محمد صاحب نے اپنی حمد و مدح سے کتاب کیوں بھر دی؟ محمد صاحب نے بہت سے انسانوں کا خون کیا۔ کیا اس سے سرکشی ہوئی یا نہیں؟ یہ قرآن باہم نقیض باتوں سے بھرا ہوا ہے۔

Marfat.com

محقق (۱۱۹) سے بلاسے کوئی ادا اُنکی بد نما ہو جاوے کسی طرح سے مٹ جائے حوصلہ دل کا کیسا مورکھ ہے وہ شخص جو اپنا گھر شیشوں کا بنا کر دوسروں پر پتھر برسائے۔

سماجیو! سنو! پرمیشر بندوں کو سکھاتا ہے۔

"میں اُس محافظ کائنات صاحب جاہ وجلال نہائت زور آور فاتح کُل تمام کائنات کے راجا، قادر مطلق اور سب کو قوت عطا کرنیوالے پرمیشور کو جس کے آگے تمام زبردست بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا اندر قادر مطلق پرمیشور ہے۔ ہر جنگ میں فتح پانے کیلئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں" (یجروید ادھیائے ۲۰ منتر ۵۰)

سماجیو! دیکھا؟ اپنے ہی منہ سے آپ پرمیشور زبردست راجہ بنتا ہے۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا جب شریف آدمی کا کام نہیں تو پرمیشور کا کیونکر ہو سکتا ہے؟ آریہ مترو! کہو یہ کون دھرم ہے؟ سوامی جی کو خبر نہیں کہ خداوند تعالیٰ جب بندوں کی ہدائت کیلئے کتاب بھیجتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ اپنی صفات کا ذکر بھی کرے تاکہ بندوں کو اُسکی صفتیں معلوم ہو سکیں۔ پس آسمانی کتابوں میں جہاں جہاں صفات خداوندی کا ذکر آتا ہے اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ بندے ان صفات کے معتقد ہوں نہ یہ کہ خدا کوئی شیخی بگھارتا ہے جیسے ہمارے سوامی جی مہاراج سمجھے ہیں۔

شعبہ ۷ کا جواب نمبر ۱۴ و نمبر ۲۲ میں اور عرش کا جواب نمبر ۷ میں ملاحظہ ہو۔

خونریزی کیلئے نمبر ۲ دیکھو۔

(۱۱۲) اور دیکھیگا تو پہاڑوں کو گمان کرتا ہے تو اُن کو جمے ہوئے اور وہ چلے جاتے ہیں مانند گزرنے والے بادلوں کے کاریگری اللہ کی جس نے محکم کیا ہر چیز کو تحقیق وہ خبردار ہے ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہو (آیت ۸۸)

محقق (۱۲۰) بادلوں کی مانند پہاڑوں کا چلنا مصنف قرآن کے ملک میں ہوتا ہوگا اور جگہ نہیں اور خدا کی خبرداری تو باغی شیطان کو نہ پکڑنے اور سزا نہ دینے سے ہی ظاہر ہوتی ہے جس نے ایک باغی کو اب تک نہ پکڑا اور نہ سزا دی اس سے زیادہ بے خبری کیا ہوگی۔

Marfat.com

ملحقہ ۱۲۰

؎ اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیا زیاں۔

سوامی جی اگر موجودہ علم طبعی سے واقف ہوکر زمین کی حرکت کو مانتے ہوتے تو اس آیت کو غنیمت سمجھ کر مسلمانوں کو اس کے منوانے پر زور دیتے۔ مگر یہ قسمت کہاں؟ سچ ہے ؎

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسب کمال بے کمالی میں بھی افسوس میں کامل نہ ہوا

سمجھیو! سنو! آیت کا مطلب صاف ہے کہ قیامت سے پہلے پرلے (فنا) کے وقت پہاڑیوں حرکت کرتے ہوئے پھریں گے جیسے بادل بلکہ ان سے بھی تیز اور انسان جو اسی زمین پر ہونگے بوجہ سرعت حرکت زمین کے (جیسا کہ آجکل اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں) اس وقت بھی پہاڑوں کو اپنی جگہ جمے ہوئے سمجھیں گے یہاں تک کہ کل دنیا کی چیزیں سریع حرکت سے فنا ہوجائیں گی۔ ان معنی کی دلیل اگر قرآن سے سننی چاہو تو سنو!

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُھَا رَبِّیْ نَسْفًا فَیَذَرُھَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰی فِیْھَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا

سوامی جی کا منقولہ ترجمہ ایک تو بوجہ لفظی ہونے کے مطلب خیز نہیں۔ دوم سوامی جی نے اس کو سمجھا بھی نہیں۔

سنو! ہم تم کو ایک واضح ترجمہ سناتے ہیں۔

"تو سمجھتا ہے پہاڑوں کو جانتا ہے وہ جمے ہیں اور وہ چلیں گے جیسی بدلی"

(ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی)

مگر آگے پیچھے اور محل مناسب نہ دیکھکر معنی کرنے والے جاہلوں کو علم کہاں (بھومکا صفحہ ۹)

شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۱۱ و نمبر ۳۲ میں ملاحظہ ہو۔

نوٹ:۔ ہماری رائے یہ ہے کہ زمین کی حرکت کے قائل اگر دلیل اور برہان سے اپنا دعوے ثابت کردیں گے تو ہم اس آیت سے حرکت زمین کا ثبوت دیں گے کیونکہ تَرَی اور تَحْسَبُ مضارع کا صیغہ ہے جو بمعنے حال بھی آتا ہے پس معنے یہ ہونگے کہ "دیکھنے والے تو پہاڑوں کو دیکھکر سمجھتا ہے کہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بوجہ حرکت زمین کے بادلوں کیطرح چل رہے ہیں" یہی خیال ہے

Marfat.com

قائلین حرکت ارضیہ کا۔

ایجوکیٹڈ اصحاب اغور کریں کہ حرکت زمین کا مسئلہ علمی دنیا میں آج ثابت ہوا قرآن مجید نے صدیوں پہلے بتادیا ہے کیا اسپر قرآن مجید کا یہ کہنا بے جا ہوگا ؎

لے اڑی طرز فغاں بلبل نالاں ہم سے گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہم سے

حقوق (۱۲۱) سورۃ قصص اپس مکا مارا اُس کو موسےٰ نے پس تمام کی زندگی اُسکی۔ کہا اے رب میرے تحقیق میں نے ظلم کیا جان اپنی کو پس بخش مجھکو۔ پس بخشدیا اُس کو تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے اور پروردگار تیرا پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے (آیت ۱۴-۱۵-۱۶)

محققہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے پیغمبر اور خدا کی رحمدلی کا حال دیکھئے موسیٰ پیغمبر ایک انسان کا خون کرے اور خدا معاف کرے۔ کیا یہ دونوں ظالم ہیں یا نہیں؟ کیا خدا اپنی مرضی ہی سے جیسا چاہتا ہے ویسا پیدا کرتا ہے؟ کیا اُس نے اپنی مرضی ہی سے ایک کو بادشاہ اور دوسرے کو غریب ایک کو عالم اور دوسرے کو جاہل پیدا کیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو نہ قرآن سچا اور نہ ظالم ہونے کے باعث یہ خدا سچا خدا ہو سکتا ہے۔

حقیقت آگے پیچھے کو نہ دیکھنے والو! ذرا غور سے سنو! اصل قصہ یوں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہونے سے پہلے جب مصر میں فرعون کی ماتحتی میں تھے۔ ایک روز دوپہر کے وقت شہر میں آئے تو دیکھا کہ دو آدمی (ایک فرعون کی قوم کا اور ایک حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کا) آپس میں لڑ رہے ہیں۔ فرعونی چونکہ اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا اسرائیلی نے موسےٰ سے فریاد کی اور اپنی مدد کو بلایا۔ حضرت موسےٰ نے فرعونی کا صریح ظلم دیکھکر ایک مکا رسید کیا تو اتفاقاً اُسی مکہ سے اس کا کام تمام ہوگیا۔ حضرت موسیٰ کا اس کو جان سے مارنیکا قصد نہ تھا بلکہ معمولی دھول دھپا جس کا وہ ہر طرح سے مستوجب تھا۔ مگر قضا سے اُس کا اُسی مکہ سے کام تمام ہوگیا۔ اسپر حضرت موسیٰ کو سخت رنج ہوا تو خدا نے ان کو معاف کر دیا۔ گو حضرت موسیٰ کا یہ کوئی گناہ نہ تھا۔ کیونکہ مار دینے کا نہ تو قصد تھا اور نہ ہی کسی مہلک ہتھیار سے مارا تھا۔ تاہم انہوں نے اپنی علو شان کے مناسب اسے بھی گناہ سمجھا جسکی نسبت معافی کی اطلاع خدا نے اُن کو دی۔ کہئے اسپر کیا سوال ہے؟ یوں صاف کیوں نہیں کہتے کہ تورات سے ہمیں رنج ہے جو ہم بھی نمبر ۲۲ کا حوالہ آپ کو سنا لیں۔

Marfat.com

سماجیو! اگر اپنے سوامی کے قول کی تائید میں ہو کہ ہمیشہ کا سکھ بھی دکھ ہو جاتا ہے نمبر (۱۰۴) تو خدا سے کوئی اور دُکھ مانگ لو۔ اُسکے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔

بیشک خدا اپنی مشیئت سے (مشیئت اور رضا میں فرق نمبر ۸۰ میں ملاحظہ ہو) جسے چاہے امیر کرے اور جسکو چاہے غریب کرے۔ ظلم تو تب ہو کہ کسی کا اس پر حق ہو اور نہ دے جب کوئی حق نہیں تو پھر جس حالت میں اپنی حکمت کے تقاضا سے رکھے اُسی میں اس کا عدل اور وہی اُس کا رحم ہے سوامی جی چونکہ ہمیشہ پنر جنم (تناسخ) کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں جس کو ہم بوجہ اس کے کہ اسی کتاب میں کئی ایک جگہ اسکی مفصّل بحث ملسکتی ہے ٹلاتے رہتے ہیں مگر یہاں پر تو ہماری بھی رال ٹپکتی جاتی ہے کہ ہم بھی سوامی جی اور اُن کے چیلوں سے اس کے متعلّق ایک سوال پوچھیں۔

سماجیو! نمبر ۱۶ میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ دنیا کو خدا نے ایک خاص وقت سے پیدا کیا ہے جس سے پہلے نہ تھی (مفصل بحث نمبر ۱۶ میں دیکھو) تو بتلاؤ ابتدا میں خدا نے سب لوگوں کو امیر اور حاکم ہی بنایا تھا یا نہیں اور سب کو آدمی بنایا تھا یا بعض کو حیوان بھی؟ اور اگر تمہارے اصول کی زیادہ پابندی کریں تو یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہ سب کو مرد بنایا تھا یا عورتیں بھی؟ (کیونکہ عورت مرد کی تفریق بھی اعمال کا نتیجہ ہے) ذرا سوچ کر جواب دینا جلدی نہ کرنا۔

(۱۲۲) سورۃ العنکبوت | اور حکم کیا ہم نے انسان کو ساتھ ماں باپ کے بھلائی کرنا۔ اور جھگڑا کریں تجھ سے دونو شریک لاوے تو ساتھ میرے اس چیز کو کہ نہیں واسطے تیرے ساتھ اس کے علم پس مت کہا مان ان دونوں کا طرف میری ہے اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو طرف قوم اُس کی کے پس رہا پیچ اس کے ہزار برس مگر پچاس برس کم (آیت ۷۔۱۴)

سماجیو! مترجم قرآن دیکھ کر سوامی جی کی دیانت اور لیاقت کی داد دو۔ ہم کچھ نہیں کہتے کیونکہ ہمارا کچھ حرج نہیں صرف اتنا پوچھتے ہیں طرف میری ہے کے کیا معنی ہیں قرآن شریف دیکھ کر بتلانا کہ آگے پیچھے نہ دیکھنے والے کون ہوتے ہیں (منہ)

Marfat.com

محقق ماں باپ کی خدمت کرنا تو اچھا ہے۔ اگر خدا کے ساتھ شریک کرنے کیلئے وہ کہیں تو اُن کا کہا نہ ماننا یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن اگر ماں باپ دروغگوئی وغیرہ کرنیکا حکم دیں تو کیا مان لینا چاہیئے؟ اس لئے یہ بات نصف اچھی اور نصف بُری ہے۔ اگر نوح وغیرہ پیغمبروں کو خدا ہی دنیا میں بھیجتا ہے تو اور روحونکو کون بھیجتا ہے۔ اگر سب کو وہی بھیجتا ہے تو سب ہی پیغمبر کیوں نہیں؟ اور اگر پہلے آدمیوں کی عمر ہزار برس کی ہوتی تھی تو اب کیوں نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ بات صحیح نہیں۔

مدقق سوامی جی کا پرمان سونے سے لکھنے کے قابل ہے۔ کہ

آگے پیچھے موضوع محل دیکھکر معنے کرنے چاہیئے (بھومکا صفحہ ۵۲)

پس سوامی جی سنیئے! ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ شرک بھی اس لئے کیا ہے کہ جھوٹ ہے اسی سے ایک باریک اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ یہ ایک حدیث کا مضمون ہے مطلب یہ ہے کہ جو کام خالق نے منع کیا ہو۔ اُس میں مخلوق کی اطاعت ہرگز جائز نہیں۔ اگر قرآن شریف سے سُننی چاہو تو سُنو!

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ

بھیجنے کے معنی آپ نے غلط سمجھے ہیں۔ یہاں بھیجنے کے معنی الہام کرنیکے ہیں بیشک پیغمبروں کے سوا اور روحوں کو خدا نے نہیں بھیجا یعنی الہام نہیں کیا۔

عمر کی بابت تو اب بھی کوئی قاعدہ مقرر نہیں جبتک آپ کوئی حد مقرر نہ کریں ہم جواب نہیں دینگے۔ ہاں پرمیشور کی آگیا بھی سنیئے جو بندوں کو ہدایت کرتا ہے۔ کہ

اے جگدیشور آپ کی عنایت سے ہماری آنکھوں اور پران کی تگنی یعنی تین سو برس کی عمر ہو (جس پر آپ (سوامی جی) خود دولت نے یہ ایزاد کیا ہے) اس منتر سے ایک اور اپدیش (سبق) حاصل ہوتا ہے۔ یعنی اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر برہم چرج وغیرہ

لہ کوئی قوم ایماندار خدا کے حکموں سے مخالفت کرنے والوں کے ساتھ محبت نہیں کیا کرتی گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی بند بھی ہوں۔ (منہ)

Marfat.com

عمدہ اصول کی پابندی کی جاوے تو انسان کی عمر سو برس سے تگنی تک بڑھ سکتی ہے"

(بھومکا صفحہ ۵۶)

پس حضرت نوحؑ نے اس آپ کی تگنی کو تگنی کر کے نوسو سال کچھ اوپر عمر پائی ہو تو آپ کا اس پر سوال کیا ہے برہم چریہ کا طریق تو اُن کو آخر معلوم ہوگا۔ بلکہ وید کے بتلائے ہوئے طریق سے اچھا پنڈت جی کے چیلوا بتلاؤ شیشوں کا مکان بنا کر پتھر برسانے والے کون ہونگے ؎ کہو یہ کون دھرم ہے؟

(۱۲۳۱) سورہ روم | اللہ پہلی بار کرتا ہے پیدائش پھر دوبارہ کریگا اس کو پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت ناامید ہونگے گنہگار پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے پس وہ بیچ باغ کے بناؤ کروائے جائیں گے اور اگر بھیجدیں ہم ایک باؤ۔ پس دیکھیں اُسکو کھیتی زرد ہوئی۔ اس طرح مہر رکھتا ہے اللہ اوپر دلوں اُن کے کہ نہیں جانتے (آیت ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۴۔ ۵۸)

محقق اگر اللہ دوبارہ پیدائش کرتا ہے اور تیسری بار نہیں کرتا تو پیدائش کے پہلے اور دوسری باری پیدائش کے بعد بیکار بیٹھا رہتا ہوگا اور ایک دوبار پیدائش کرنے کے بعد اُس کی قدرت یعنی طاقت نکمی اور زائل ہو جاتی ہوگی اور اگر روز عدل گنہگار لوگ ناامید ہونگے تو اچھی بات ہے مگر اس کا مطلب کہیں یہ تو نہیں ہے کہ مسلمانوں سوا سب گنہگار سمجھ کر ناامید کئے جائینگے؟ کیونکہ قرآن میں کئی مقاموں پر گنہگاروں سے مراد غیر مذہب والوں سے لیگئی ہے۔ اگر باغ میں رکھنا اور سنگار کرنا بھی مسلمانوں کی بہشت ہے تو اس دنیا کی مانند ہی ہے اور کیا وہاں باغبان اور زرگر بھی ہونگے یا خدا ہی باغبان اور زرگر وغیرہ کا کام کرتا ہے۔ اگر کسی کو کم زیور ملتا ہوگا تو چوری بھی ہوتی ہوگی اور وہ بہشت میں سے نکال کر چوری کرنیوالوں کو دوزخ میں بھی ڈالتا ہوگا۔ اگر ایسا ہوگا تو یہ بات کہ ہمیشہ بہشت میں رہیں گے جھوٹ ہو جائے گی اگر کسانوں کی کھیتی پر بھی خدا کی نظر ہے تو علم زراعت کھیتی کرنے کے تجربہ بغیر کیسے آگیا اور اگر فرض کیا جاوے کہ خدا نے اپنے علم سے سب باتیں جان لی ہیں تو ایسا ڈر دکھانے

Marfat.com

سے وہ اپنا غرور ظاہر کرتا ہے۔ اگر اللہ نے روحوں کے دلوں پر مُہر لگا کر گناہ کرایا ہے۔ تو اس گناہ کا جوابدہ وہی ہوگا۔ روح نہیں ہوسکتی۔ جسطرح کہ فتح و شکست کا ذمہ دار سپہ سالار ہوتا ہے۔ ویسا ہی سب گناہ خدا کو حاصل ہونگے۔

مدقومہ ۱۲۳ اس بھولے پن پر قربان! سچ ہے لولا الحمقاء لبطلت الدنیا اس نمبر کی کل باتوں کا جواب سابقہ نمبروں میں آچکا ہے۔ سوامی جی کو تو پانی ملونے کی عادت ہے خدا کی بیکاری یا بیکاری کی بحث نمبر ۱۶ میں دیکھو۔ بیشک مجرم وہی ہیں جو خدا کے ساتھ شریک کریں اور جو اُسکے حکموں کی جو اس نے اپنے سچّے نبیوں کے ذریعے بندوں کے لئے بھیجے ہیں تکذیب کریں۔ اس کا ذکر بھی کئی دفعہ آچکا ہے۔ سوامی جی! کہیں ویدوں کا منکر ملحد تو نہیں؟ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۷ دیکھکر جواب دیں بہشت کا جواب نمبر ۹۰ نمبر ۶۴ و نمبر ۶۱ وغیرہ میں آچکا ہے۔ سب کچھ خدا کی مہربانی سے ہوگا مگر یہ بھی سن رکھیے:-

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ

نہ کوئی کسی کا زیور چرائیگا نہ کسی کو بُرا بھلا کہیگا۔ بلکہ سب کے سب پریم اور محبّت سے رہینگے سنو!

إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ

سوامی جی! پرمیشور نے سرشٹی (دنیا) کے پرمانوں (اجزاء) کو جمع کرکے موجودہ صورت میں اپتن (پیدا) کیا اتنا بڑا کام بے تجربہ کیسے کیا ہوگا؟ آپکے اس سوال کا جواب قرآن نے ان لفظوں میں دیا ہے:

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

ہائے ایسی سمجھ پر پتھر جو اتنا بھی نہیں جانتا

پرمیشور کے ہاتھ نہیں۔ لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور تابو رکھتا ہے، پاؤں نہیں لیکن محیط ہونے کے باعث سب سے زیادہ صاحب سُرعت ہے آنکھ نہیں

---

۱ کافروں پر جنت کی نعمتیں حرام ہیں ۲ بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہونگے ۳ کافر خدا کی شان کے مناسب اس کی قدر نہیں کرتے۔

۸ اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا برباد ہو چکتی (عربی مقولہ)

Marfat.com

لیکن سب کو ٹھیک ٹھیک دیکھتا ہے کان نہیں۔ پھر بھی سب کی باتیں سنتا ہے
(ستیارتھ صفحہ ۴۴۲ باب ۷۔ نمبر ۲۶)

مہرلگا نیکا جواب نمبر ۶ نمبر ۶۵ میں آچکا ہے۔

(۱۲۴) سورہ لقمان یہ آئتیں ہیں کتاب حکمت والی کی۔ پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم ان کو اور ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوے کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے۔ کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ کشتیاں چلتی ہیں بیچ دریا کے ساتھ نعمتوں اللہ کے تاکہ دکھلاوے تم کو نشانیوں اپنی سے (آئت ۱۔۹۔۲۸۔۳۰)

محقق واہ صاحب واہ! حکمت والی کتاب خوب ہے کہ جس میں بالکل علم سے خلاف اکاش کی پیدائش اور اس میں ستون لگانے اور زمین کو قائم رکھنے کیواسطے پہاڑ رکھنے کا ذکر ہے تھوڑے علم والا بھی ایسی تحریر ہرگز نہیں کر سکتا اور نہ ایسی باتیں مان سکتا ہے اور حکمت کی بات دیکھئے کہ جہاں دن ہے وہاں رات نہیں جہاں رات ہے وہاں دن نہیں اور اس کو ایک دوسرے میں داخل کرنا لکھا ہے یہ تو سخت جہالت کی بات ہے اس لئے یہ قرآن علم کی کتاب نہیں ہو سکتی کیا یہ خلاف از علم بات نہیں ہے۔ کشتی کو آدمی کلوں اور اوزاروں سے چلاتے ہیں یا خدا کی مہربانی سے۔ اگر لوہے یا پتھر کی کشتی بنا کر سمندر میں چلائی جاوے تو خدا کا نشان ڈوب تو نہ جائیگا۔ یہ کتاب نہ کسی عالم اور نہ خدا کی بنائی ہو سکتی ہے۔

مدقق ماراج! دہن ماباج! سچ ہے

"ہٹ دہرمی کی عقل زائل ہو جاتی ہے" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷)

آسمان وغیرہ کی پیدائش کا ذکر نمبر ۷ و نمبر ۸۸ و نمبر ۱۲۹ میں اور زمین کی حرکت کا ذکر نمبر ۱۱ میں ہے۔

ناظرین! سوامی جی کی دیانتداری کو دیکھئے ایسی چالاکی کہ قرآن میں "بغیر ستونوں" کے ہو چنانچہ ہم سوامی جی کے منقولہ ترجمہ پر خط دیدیا ہے اور سوامی جی اس پر جھوٹ کا ستون

Marfat.com

لگاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ستون لگانے کا ذکر ہے پھر اس برتے پرسادھو اور یوگی؛ اور سنیاسی اور سوامی جی مہاراج اور کیا نہیں کیا۔ سچ ہے ؎

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر خدانا خواستہ گر خشگیں ہوتے تو کیا کرتے

دن کو رات اور رات کو دن میں داخل کرنے کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دن کی روشنی نہیں رہتی اور رات آجاتی ہے۔ اسی طرح رات کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو دن کی روشنی ہو جاتی ہے دوسرے معنی یہ کہ کبھی دن چھوٹا اور کبھی رات چھوٹی

ہاں کشتی کا سوال خوب کیا۔ سماجیو! پرمیشور کا پرمان سنو!

"جس ملک میں علم اور دھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے وہ میرا (پرمیشور کا) مقام مالوف (پیارا وطن) ہے میں اس راج میں فوج کے گھوڑوں اور بیلوں کو قوت عطا کرتا ہوں" (یجروید ادھیائے ۲۰ منتر ۱)

بتلاؤ! اس وقت تمام دنیا میں ویدک مت اور دھرم کا تنزل کیسا ہے۔ ایسا کہ بقول سوامی جی ویدوں کی توحید کو بت پرستوں نے ملیا میٹ کر دیا۔ اور کر رہے ہیں اب تو پرمیشور بے گھرا کہیں کا کہیں مارا مارا پھرتا ہوگا۔ کیوں نہ ہو (چیئرز)

واہ جی واہ! گھوڑے بیلوں کے مالک بیچارے تو دانہ پانی اور گھاس قیمت سے لیکر کھلاویں جن سے وہ قوت پاویں اور پرمیشور جی کہیں میں قوت دیتا ہوں۔ کیا کسی دیوان (عالم) کی بات ہے؟ (ڈبل چیئرز)

سماجیو! انصاف سے کہنا۔ ایسا سوال کرنا کسی آستک (خدا کے قائل) کا کام ہے یا ناستک (دہریہ) کا؟ سچ کہتے ہوئے کسی کی رعایت نہ کرنا۔ ورنہ تمہارا چوتھا اصول منسوخ ہو جائیگا۔

(۱۲۵) سورہ سجدہ | تدبیر کرتا ہے کام کی آسمان سے طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا ہے طرف اُس کے مہینہ ایک دن کے کہ تھی مقدار اسکی ہزار برس ان برسوں سے کہ گنتے ہو تم۔ یہ ہے جاننے والا غائب کا اور حاضر کا غالب مہربان۔ پھر تندرست کیا اُس کو اور پھونکا بیچ اُسکے روح اپنی سے کہ قبض کریگا تم کو فرشتہ موت کا وہ جو مقرر

Marfat.com

کیا گیا ہے ساتھ تمہارے اور اگر چاہتے ہم۔ البتہ دیتے ہم ہر ایک روح کو ہدایت اس کی
لیکن ثابت ہوئی بات میری طرف سے یہ کہ البتہ بھروں گا میں دوزخ کو جنوں اور آدمیوں
سے اکٹھے (آیت ۱۲-۱۰-۸-۵)

محقق اب تو ٹھیک ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کا خدا مثل انسان کے محدود المکان ہے کیونکہ اگر محیط کل ہوتا تو ایک جگہ سے انتظام کرنا اور اُترنا چڑھنا۔ یہ باتیں نہ ہوتیں۔ اگر خدا فرشتے کو بھیجتا ہے تو خود بھی محدود المکان ہوا۔ کیا آپ آسمان پر ٹنگا بیٹھا ہے اور فرشتوں کو دوڑاتا رہتا ہے۔ اگر فرشتے رشوت لیکر کوئی معاملہ بگاڑ دیں یا کسی مردہ کو چھوڑ جائیں تو خدا کو کیا معلوم ہو سکتا ہے؟ معلوم تو اُس کو ہو جو ہمہ دان اور محیط کل ہو۔ سو وہ تو ہے ہی نہیں۔ اگر ہوتا تو فرشتے کے بھیجنے اور کئی لوگوں کے مختلف طور پر آزمائش لینے کا کیا کام تھا۔ پھر ایک ہزار برس کا عرصہ لگنا اور آنے جانے کا انتظام کرنا۔ یہ باتیں بتلاتی ہیں کہ وہ قادر مطلق نہیں ہے۔ اگر موت کا فرشتہ ہے تو اس کا مارنیوالا کونسا بلا کو ہے؟ اگر وہ ہمیشہ سے ہے تو حیات ابدی میں خدا کے برابر شریک ہوگیا۔ ایک فرشتہ ایک ہی وقت میں دوزخ بھرنے کے لئے روحوں کو ہدایت نہیں کر سکتا اور اگر ان کو بلا گناہ کئے اپنی مرضی سے دوزخ بھر کے اُن کو تکلیف دیکر تماشا دیکھتا ہے تو خدا گنہگار بے رحم ہوگا۔ ایسی باتیں جس کتاب میں ہوں نہ وہ عالم اور نہ خدا کی بنائی ہو سکتی ہے اور جو رحم اور انصاف نہیں رکھتا وہ ہرگز خدا ہو نہیں سکتا۔

مدقق (۱۲۵) تدبیر خداوندی کے معنی نمبر ۸۸ میں گزر چکے ہیں کسی چیز کا خدا کی طرف چڑھنا اس کے قبول ہونے سے مراد ہے سنو!

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ[۱]

فرشتوں کو آپ نہیں جانتے نہ دیکھ سکتے ہیں جس دن دیکھ لئے پھر آپکی خیر نہیں

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ[۲]

[۱] خدا کی طرف نیک باتیں چڑھتی ہیں (یعنی وہ قبول کرتا ہے) [۲] منکر لوگ جسدن فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن اُن کی خیر نہ ہوگی (یعنی عذاب میں پھینکے)

Marfat.com

وہ غرضمند نہیں کہ کسی سے رشوت لیں۔ آپ خاطر جمع رکھیں انکی تعریف یہ ہے۔

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ

اگر فرضاً رشوت لیکر کسی مجرم پر بے وجہ رحم کر بھی جائیں تو خدائے عالم الغیب سے دونو (وہ مجرم اور فرشتہ) نہیں چھوٹ سکتے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ خدا کو کیا معلوم ہو سکتا ہے معلوم تو اُسے ہو جو ہمہ دان ہو۔

ناظرین! سوامی جی کا "سادھو پُنا" دیکھئے کہ "دروغ گویم بروئے تو" سے بھی نہیں ڈرتے ہم نے انہیں کے منقولہ ترجمہ پر خط کھینچکر دکھا دیا ہے کہ خدا سب کچھ معلوم ہے اور مقامات تو جانے دو۔ ذرا اُٹھا کر اسی نمبر کا منقولہ ترجمہ زیر خط ملاحظہ کریں جس طرح خدا نے ظاہری سامان بارش روئیدگی وغیرہ کے اسباب بنا رکھے ہیں۔ اسی طرح باطنی امور بندوں کی ہدایت وغیرہ کے متعلق بھی ذرائع مقرر کر رکھے ہیں سوامی جی تعصّب اور ضد میں آئے ہوئے نظام عالم پر بھی غور نہیں کرتے ہزار سال کے دن کے معنی سوامی جی زندہ ہوتے تو ان سے گڑھ پرشاد لئے بغیر ہم نہ بتلاتے۔ مگر کیا کریں سماجی دوستوں کی خاطر ہے سنو!

ہزار سال اور پچاس ہزار سال سے کوئی خاص دن یا زمانہ مراد نہیں۔ کیونکہ قیامت کے دن کی تو کوئی انتہا ہی نہیں۔ اَبَدًا کا لفظ قرآن میں موجود ہے۔ نہ ان جگہوں میں جہاں پر یہ لفظ وارد ہیں قیامت کا کوئی ذکر ہے بلکہ ان مقامات میں خداوند تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ خداوند تعالیٰ عالم دنیا میں جو تدابیر اور احکام نافذ کرتا ہے ان کی تعمیل اور تکمیل ایک دن میں اتنی ہوتی ہے جتنی کسی زبردست سے زبردست بادشاہ کے حکموں اور تدبیروں کی ہزار سال میں۔ ہزار سال بھی تمثیلاً ہے اسی لئے دوسرے مقام میں پچاس ہزار سال فرماتے ہیں (دیکھو نمبر ۶۴) قرآن کی دوسری آیت خود ان معنی کی شہادت دیتی ہے سنو!

اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

لہ فرشتے خدا کی بے فرمانی کسی طرح نہیں کرتے۔

Marfat.com

"تمہارے پروردگار کا ایک دن تمہارے حساب سے ہزار سال کے برابر ہے"
یعنی اُس کے ایک دن کے کام اتنے ہیں کہ تم سب مخلوق ملکر ہزار سال بلکہ پچاس ہزار سال تک بھی کرنا چاہو تو نہ ہوسکیں پس اس آیت کے معنی اور آیت کن کے معنی ایک ہی ہیں (دیکھو نمبر ۲۷)

مگر آگے پیچھے محل و موقع مناسب نہ دیکھنے والوں جاہلوں کو علم کہاں ؟ (دیکھو مکا صفحہ ۵۲)

اعتبار نہ ہو تو منوجی کا پرمان سنو!

"مرنیلکے موجود یا قدیم رہنے کا نام خدا کا دن ہے پرلے (فنا) کی اصطلاح خدا کی رات ہے" (دیکھو مکا صفحہ ۱۴)

پس خدائی دنوں کو بھی اس طرح قیاس کرلو۔

سوامی جی! مادہ اور روح تو قدیم ہوکر خدا کے شریک نہ ہوں اور فرشتہ خدا کی مخلوق ہوکر گو مدت دراز تک زندہ رہیں۔ وہ کیونکر خدا کا شریک ہوجاوے ؟

(کہو جی کون دھرم ہے!)

خدا کسی کو بلا جرم دوزخ میں نہیں ڈالیگا سنو! اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا (۱۲) سورہ ۱ احزاب کہہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تم کو بھاگنا۔ اگر بھاگو گے تم موت سے یا قتل سے۔ اے بیبیو نبی کی جو کوئی آوے تم میں سے ساتھ بیحیائی ظاہر کے دو چند کیا جاویگا واسطے ان کے عذاب اور ہے یہ اوپر اللہ کے آسان (آیت ۱۶۔ ۳۰)

محقق یہ محمد صاحب نے اس واسطے لکھا یا کہا ہوگا کہ جنگ میں کوئی نہ بھاگے اپنی فتح ہو اور مرنے سے بھی نہ ڈریں۔ عیش و عشرت کے سامان بڑھیں مذہب کی اشاعت ہو۔ اور اگر بی بی بیحیائی سے نہ آوے تو کیا پیغمبر صاحب بیحیا ہوکر آویں بیبیوں پر عذاب ہو اور پیغمبر صاحب پر عذاب نہ ہو۔ یہ کس گھر کا انصاف ہے ؟

مدقق حصہ اول کا جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ جہاں جہاد کی تحقیق ہوچکی ہے جہاد سے نہ بھاگنے کی تعلیم منوجی کے الفاظ میں سنیئے :۔

(۱۲) خدائے تعالیٰ ایک ذرہ بھر بھی لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔

Marfat.com

کشتری (مجاہد) میدان چھوڑدیں تو کشتری نہیں" (منو ، کا ۹۰)

سوامی جی! آپ کو گرو نے یہی تعلیم دی تھی کہ جس بات کو نہ سمجھو اس پر اعتراض کر دینا؟

کیسا پاپی اور بے حیا ہے وہ شخص جو ضد اور نفسانیت سے سوال کرے (ستیارتھ صہ ۳۵۰)

پیغمبر کی بیبیوں کو اس لئے سمجھایا گیا کہ انہیں گھمنڈ نہ ہو کہ ہم جو چاہیں کریں ہمیں کوئی مواخذہ نہیں جیسا عموماً شہزادیوں کو ہوا کرتا ہے۔ اس میں پیغمبر کا کوئی ذکر نہیں ہاں اور کئی ایک مقامات میں پیغمبر صاحب کو بھی گنہگار ہونے پر ایسا ہی دھمکایا گیا ہے۔ سنو!

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

کہیے آگے پیچھے کو نہ دیکھنے والے کون ہوتے ہیں؟

(۱۲۷) اور ٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی سوائے اس کے نہیں۔ پس جب ادا کر لی زید نے اس سے حاجت بیاہ دیا ہم نے تجھ سے اس کو تاکہ نہ ہووے اوپر ایمان والوں کے تنگی بیچ بیبیوں لے پالکوں اُن کے جب ادا کر لیں اُن سے حاجت اور ہے حکم خدا کا کیا گیا نہیں ہے اوپر نبی کے کچھ تنگی بیچ اس چیز کے۔ نہیں ہے محمد صاحب باپ کسی مرد کا اور حلال کی عورت ایمان والی جو بخش دیوے بغیر مہر کے جان اپنی واسطے نبی کے بشرطیکہ جی لیوے تو جسکو چاہے اُن میں سے اور جگہ دیوے طرف اپنی جس کو چاہے پس نہیں گناہ اوپر تیرے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت داخل ہو بیچ گھروں پیغمبر کے (آیت ۳۲، ۳۷، ۳۸، ۴۰، ۵۰، ۵۱، ۵۳)

محقق یہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ عورت گھر میں مثل قیدی کے رہے اور آدمی کھلے رہیں کیا عورتوں کا دل صاف ہوا صاف جگہ میں سیر کرنا اور دنیا کی بیشمار اشیاء دیکھنا نہیں چاہتا ہوگا؟ اسی واسطے مسلمانوں کے لڑکے غالب طور پر آوارہ گرد

لہ اگر تو بھی شرک کریگا تو تیرے نیک عمل سب ضائع ہو جائیں گے اور آخرت میں نقصان اٹھائیگا۔

ع سامجیو! مترجم قرآن ہاتھ میں لیکر اس لفظ کو دیکھو اور اپنے سوامی کی لیاقت اور محنت کی داد دو تاکہ تمہیں پتہ لگے کہ سوامی جی آدھا تیتر آدھا بٹیر بنانے میں کیسے کاریگر ہیں منہ

Marfat.com

اور اشیاء کے شوقین ہوتے ہیں۔ کیا اللہ اور رسول کے احکام ایک دوسرے کے موافق ہیں یا مخالف؟ اگر موافق ہیں تو یہ کہنا کہ دونو کا حکم مانو فضول ہے۔ اگر مخالف ہیں تو ایک کا حکم صحیح اور دوسرے کا غلط ہوگا۔ ان دونوں میں سے ایک خدا اور دوسرا شیطان[1] ہو جائیگا اور ایک کا شریک دوسرا بنجائیگا۔ واہ قرآن کے خدا اور پیغمبر آپ نے ایسے قرآن کو جسکی رو سے دوسرے کو نقصان پہنچا کر اپنی مطلب برآری کیجائے بنایا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب بڑے شہوت پرست تھے اگر نہ ہوتے تو لے پالک بیٹے کی جورو کو اپنی جورو کیوں بناتے اور طرفہ یہ کہ ایسی باتوں کے کرنیوالے کا خدا بھی طرفدار بن گیا اور بے انصافی کو بھی انصاف قرار دیا۔ انسانوں میں وحشی سے وحشی انسان بھی بیٹے کی جورو کو چھوڑ دیتا ہے اور یہ کیسا سخت غضب ہے کہ نبی کو شہوت رانی میں کچھ بھی رکاوٹ نہیں ہوتی اگر نبی کسی کا باپ نہ تھا تو زید لے پالک بیٹا کس کا تھا؟ جب بیٹے کی جورو کو بھی گھر میں ڈالنے سے پیغمبر صاحب نہ رُک سکے تو اوروں سے کیونکر بچے ہونگے۔ ایسی چالاکی بھی بُری بات کرنے والے کی بدنامی ہونے سے رُک نہیں سکتی کیا اگر غیر عورت بھی نبی سے خوش ہو کر بیاہ کرنا چاہے تو بھی حلال ہوگی؟ اور یہ تو بڑے گناہ کی بات ہے کہ نبی جس عورت کو چاہے چھوڑ دے اور محمد صاحب کی عورتیں پیغمبر صاحب کے قصوردار ہونے پر بھی اُس کو کبھی نہ چھوڑ سکیں اگر پیغمبر کے گھر میں کوئی دوسرا زناکاری کی نیّت سے داخل نہ ہو تو ویسے ہی پیغمبر صاحب کو بھی کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا چاہیے۔ کیا نبی جس کسی کے گھر میں چاہے بیخوف داخل ہو سکے اور پھر معزز بھی بنا رہے؟ بھلا کون عقل کا اندھا ہوگا کہ جو اس قرآن کو خدا کا بنایا ہوا۔ اور محمد صاحب کو پیغمبر اور قرآن کے بتلائے ہوئے خدا کو سچّا خدا مان سکے۔ بڑے تعجّب کی بات ہے کہ ایسے غیر مدلل خلاف دھرم مذہب کو اہل عرب نے قبول کرلیا۔

مدقق عورتوں کو گھروں میں قید رکھنے کا کوئی حکم شریعت اسلام میں نہیں۔ حکم صرف یہ ہے کہ غیر محرموں سے جن سے نکاح درست ہے اپنے آپ کو چھپاویں کہ وہ

[1] سماجیو! اُپدیشک منجری ذرا دیکھکر پنڈت جی کی شیریں کلامی کی جانچ کرو۔ کیا سچ ہے کہ ہاتھی کے دانت دو قسم کے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

دیکھ کر فریفتہ نہ ہوں یا کم سے کم انہیں بُرا خیال پیدا نہ ہو تاکہ زنا کاری حتی المقدور بند رہے گو یہ مطلب کسی تائید کا محتاج نہیں تاہم اپنے سماجی دوستوں کی خاطر سوامی جی کے قول سے اس کی تائید دکھاتے ہیں۔ تاکہ سماجیوں کو پنڈت جی کی کمالیت کا اعتراف ہو کہ جس بات کو خود ہی بڑے مبالغہ سے بیان کرتے ہیں۔ اگر وہی حکم اسلام میں دیکھیں تو بیساختہ اعتراض سوجھ جاتا ہے پس سنو! پنڈت جی کا پرمان ہے۔

"لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں اور مردانہ مدرسہ میں مرد ہوں زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹ شالا میں پانچ سال کی لڑکی بھی نہ جانے پائے"

(ستیارتھ صفحہ ۴۲۔ سملاس ۳۔ نمبر ۲)

اور سنیئے!

عورت مردوں کا مندروں میں میل جول ہونے سے زناکاری۔ لڑائی۔ بکھیڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۱۹)

کوئی پنڈت جی سے پوچھے اتنا پرہیز کیوں ہے کہ پانچ پانچ برس کی لڑکی اور لڑکے بھی آپس میں نہ ملیں اس عمر میں اُن کو ہوش ہی کیا ہوگا؟ تو شاید (شاید کیا یقیناً) پنڈت جی یہی کہینگے کہ مرد عورت کی مثال سیڈلیٹز پوڈر کی ہوتی ہے جو الگ الگ تو کچھ نہیں مل کر جوش پیدا کرتی ہیں سچ ہے ؎

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم اُن کو چھوڑ بیٹھے ہیں جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آ ہی جاتی ہے

اور سنیئے! سوامی جی اور منو جی کیا پرمان دیتے ہیں؟

"ساری اندریوں کو بند سے بس میں رکھنا۔ اندریوں کو بڑے قاعدہ سے قابو کرنا چاہیئے اندریوں کی کشش باہمی تعلق سے ہوتی ہے چنانچہ منو جی نے فرمایا ہے۔ اندریاں اتنی زبردست ہیں کہ ماں۔ ساس اور لڑکی وغیرہ کے ساتھ بھی ہوشیاری سے رہنا چاہیئے دوسروں کا تو کیا کہنا ہے" (اُپدیش منجری صفحہ ۱۷)

سلہ ایک دوا کا نام ہے جس کی دو پڑیاں ہوتی ہیں الگ الگ برتن میں گھول کر جب ان کو ملاتے ہیں تو ایک جوش اور اُبال سا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اضافہ سے جلا پانی دیا کرتے ہیں ہمارے نئے تعلیمیافتہ پردے کے مخالف اس پر خاص غور کریں۔ (منہ)

Marfat.com

سوامی جی نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰى

سوامی جی اگر آج ہوتے تو ہم انہیں ان عورتوں کا حال دکھاتے جو زیور اور لباس سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بازاروں میں پھرتی ہیں اور جو اس وقت جوان سے بے کر بوڑھے بازی دکانداروں پر بموجب پرمان منوجی حالت گزرتی ہے ان کی زبانی داستان سنواتے سماجی اگر چاہیں تو ہم اُن نیم مقتولوں کی طرف سے (بحکم نقل کفر کفر نباشد) مختصر سے لفظوں میں اپنے مضمون کر دیتے ہیں۔ ناظرین معاف رکھیں

سنو! کوئی اس وقت آہ و بکا کرتا ہوا کہتا ہے ؎

"ہائے یہ زلف سیاہ ڈس گئی ناگن بن کے"

کوئی چلاتا ہوا کہتا ہے۔

دیکھو اُس چشم کی شوخی جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

کوئی اپنے درد کی کہانی یوں شروع کرتا ہے۔

مارا بغمزہ کشت و قضا را بہانہ ساخت خود سوے ما ندید و حیا را بہانہ ساخت

کسی کو یہی سوجھتی ہے۔

ہم ہوئے۔ تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے اپنی زلفوں کے سب اسیر ہوئے۔

اگر اُن سے کہیں بھائیو! اپنی نگاہیں نیچی رکھو تو اس کا وہ معقول جواب دیتے ہیں۔

سنو! وہ کہتے ہیں ؎

کون رکھتا ہے بھلا ایسا جگر دیکھیں تو یار ہو سامنے دیکھے نہ اُدھر دیکھیں تو۔

اور اگر اُن کو زیادہ دق کرتے ہیں تو وہ اور بھی بگڑ جاتے ہیں اور منہ پھٹ ہو کر کہنے لگ جاتے ہیں ؎

کل بے خود بیٹھی ناہد! کہ تیرے دیکھنے کو منع کرتا ہے تو یہ اور تماشا دیکھو

غرض جتنے منہ اتنی باتیں حق تو یہ ہے کہ ایسی باتوں کے اظہار میں بازاری آدمی کسیقدر

سلہ بیدینی کے طریق سے باہر نہ نکلا کرو جیسے پہلے کفر کی حالت میں نکلا کرتی تھیں۔

Marfat.com

معذور بھی ہیں کیونکہ ؎

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی ہازار خویش و آتش ما تیز میکنی

سُبحان اللہ! اپنی خرابیوں کے مٹانے کو بانیِ فطرت نے جو انسان کی فطرت سے پورا پورا واقف ہے۔ انسانی فطرت کا لحاظ رکھکر ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ اِلَّا عَاهَدَهُمْ عَلَيْهِ وَلِيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

خدا اور رسول کے حکم ماننے کے یہ معنی ہیں کہ جو حکم خدا بذریعہ الہام رسول پر بھیجے اور رسول ہمکو بتلادے یا کسی مجمل کی تفصیل کرکے سنادے یا عمل کرکے دکھادے جیسے نماز وغیرہ تو اس کا ماننا فرض ہے اور اگر کوئی حکم دنیاوی باتوں کے متعلق کہے تو اس کے ماننے نہ ماننے کا ہمیں اختیار حاصل ہے جیسے اور مشوروں کا حضور نے خود فرمایا ہے اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ اگر یہ شبہ ہو کہ پیغمبر اپنے پاس سے کوئی ایسی بات کہہ دے جو خدا کی بتلائی کے خلاف ہو تو آپ بھی سنیئے اور اس کا جواب سوچئے کہ جن رشیوں منیوں پر وید الہام ہوتے تھے جب وہ خود اُن کو نہ سمجھے تھے۔ چنانچہ آپ خود قائل ہیں۔

"اگنی وایو وغیرہ رشیوں نے مراقبہ کئے تو پرمیشور نے ان کو ویدوں کا مطلب بتلایا"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۹ سلاس ۷۔ نمبر ۲۷)

اگر یہ رشی ویدوں کے مضمون میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیتے تو آپ کیا کرتے اس کو بھی مانتے یا نہ اور آپ کو اس ملائے ہوئے کی تمیز کیونکر ہوتی؟ سنو! قرآن تو اس سوال کا جواب آپ دیتا ہے۔

لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ

آپ بھی کوئی ویدمنتر اس مضمون کا سنائیے پیغمبر کے شریک بننے کا جواب نمبر ۱۲ و نمبر ۵۳

---

۱۲ عورتیں اپنی زیب و زینت چہرہ کو ظاہر نہ کریں سوا اتنے کے جو کسی طرح چھپ نہیں سکتی (جیسے برقعہ) اور بازار میں چلتے وقت کپڑوں سے اوپر ایک بھاری چادر لیا کریں۔

۵۳ دنیا کے کام تم خوب جانتے ہو۔

۵۴ اگر رسول ہمارے (خدا کے) ذمہ کوئی بات لگائے جس کا ہم نے اُسے حکم نہ دیا ہو تو فوراً ہم اس کو مار ڈالیں۔

Marfat.com

ونمبر ۵۸ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

زید کا قصہ جو اس آیت میں مذکور ہے ایسا نہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو عیسائیوں نے تو اس کے متعلق بہت سے ورق سیاہ کئے ہیں اس لئے ہم بھی اس کا بیان کرتے ہوئے دونوں قوموں (عیسائیوں اور آریوں) کو جو درحقیقت اس فن میں استاد شاگرد ہیں مدنظر رکھینگے۔

اصل بات یہ ہے کہ زینب ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ میں رشتہ دار تھی۔ شریف النسب۔ صاحب جمال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح زید بن حارثہ سے کرادیا تھا۔ جو کسی زمانہ میں غلام تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے خرید کر اسے آزاد کیا تھا اور اپنے پاس ہی مثل بیٹوں کے رکھا۔ یہانتک کہ لوگ اس کو زید بن محمدؐ بھی کہتے تھے یعنی زید محمد کا لے پالک بیٹا ہے۔ صاحب خصائل پسندیدہ تھا مگر خوبرو نہ تھا۔ اسی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے جس کو بیوی خاوند ہی جانتے ہیں اور دوسرے کو اس پر پوری اطلاع نہیں ہوسکتی وہ تو (میاں بیوی) میں کھٹا پٹی رہا کرتی تھی۔ آخر نوبت باینجا رسید کہ زید اسکو چھوڑنے پر آمادہ ہوا۔ چونکہ پیغمبر خدا نے خود یہ رشتہ زور دیکر کرایا تھا اور مشہور بھی تھا کہ زید حضرت کا لے پالک بیٹا ہے اس لئے آپنے اسے بہت سمجھایا کہ تو زینب کو چھوڑ نہیں اس معاملے میں خدا سے ڈر۔ کسی شریف عورت کو معمولی سی خفگی پر طلاق دیکر رسوا کرنا اچھا نہیں۔ آخر جب وہ چھوڑنے پر ہی بضد ہوا۔ تو آپ نے زینب کے اس زخم کا علاج بجز اس کے نہ سوچا کہ اسے حرم محترم بنایا جاوے کیونکہ اوقت کسی مسلمان عورت کی عزت اس سے زیادہ نہ تھی کہ وہ پیغمبر کی بیوی ہو۔ مگر ملک کی رسم تھی کہ لے پالک کی بیوی مثل صلبی (سگے) بیٹوں کے سمجھی جاتی تھی۔ لیکن شریعت اسلام میں یہ حکم اس طرح نہیں تھا اسلام میں صلبی بیٹوں کی بیوی حرام تھی۔ لے پالک کی نہیں۔ بلکہ لے پالک وارث بھی نہیں ہے کیونکہ نطفہ کا تعلق اس میں نہیں اس لئے پیغمبر صاحب دو تین طرح کی کشمکش میں آگئے زینب کی خاطرداری اور دلجوئی کا تقاضا۔ ملک کی رسم کا خیال اس ناجائز رسم کو بحال رکھنے میں خدا کا خوف اس لئے آپنے جہاں ملک کی اور رسموں کو تیاگ (چھوڑ) دیا تھا مستقل

Marfat.com

ریفارمروں کی طرح اس کی بھی کوئی پروا نہ کی اور زینب کو بعد چھوڑنے زید کے حرم محترم بنا لیا

سنو! قرآن خود اس قصہ کو مختصر مگر پورا بیان کرتا ہے۔

إِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا

یعنی جب تو نے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کو جس پر اللہ نے اور تو نے بھی احسان کئے تھے بہت کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے جی میں (اُس کے نکاح کرنے کے متعلق خواہش کو) چھپاتا تھا۔ جو خدا کو ظاہر کرنا تھا۔ اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ سے ڈرنے کا حق زیادہ ہے پس جب زید (تیرے لے پالک) نے اُسے چھوڑ دیا تو ہم نے تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا یعنی اجازت دی تاکہ مسلمانوں کو لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں جب وہ انہیں چھوڑ دیں حرج نہ ہو اور اللہ کے کام کئے ہوئے ہوتے ہیں

بعد اس کے ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے مخاطبوں سے کچھ پوچھیں۔

عیسائیو! اور **دیانندیو!** بائبل کا کوئی درس یا وید کا کوئی منتر اس سے منع کا دکھا سکتے ہو؟ جس کا مطلب ہو کہ لے پالک بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا منع ہے دکھاؤ تو ہم تمکو منہ مانگا انعام دیں۔

عیسائیو! تمہیں تو خاص طور سے شرم چاہیئے کہ تم رومیوں کے ۱۵ باب کی ۱۵ کو بھی نہیں دیکھتے **سنو!**

"جہاں شریعت نہیں وہاں نافرمانی بھی نہیں"

جہاں قانون نہیں وہاں مواخذہ اور جرم کیسا یا تو کوئی آئت قرآن کی (تمہاری رعائت سے ہم یہ بھی کہتے ہیں) بائبل کی بتلاؤ یا اس افترا پردازی اور بہتان بازی کو دفع کرو

دیانندیو! اپنے اُستاد عیسائیوں کیطرح ہوا کے پیچھے نہ پڑو۔ کوئی وید منتر ہی اس مضمون کا بتلاؤ ورنہ وید کی اطاعت کا نام لینے سے شرم کرو۔

Marfat.com

اگر کسی دوسرے دھرم شاستر سے بتلاؤ تو پہلے یہ کہہ لو کہ وید اس بیان میں قاصر ہے ورنہ وید کو سب سچائیوں کی کان اور سب علوم کا خزانہ کہہ کر یہ کہنا محال ہے۔

سوامی جی یہ بھی پوچھتے ہیں کہ زید بیٹا کس کا تھا۔ پنڈت جی اگر جیتے ہوتے تو مٹھائی لئے بغیر ایسا مشکل سوال ہم کبھی نہ بتلاتے۔ اب دیانندیوں کی خاطر ہمیں مجبور کرتی ہے۔ لو سنو!

حارثہ کا بیٹا تھا۔ چنانچہ جب قرآن میں لے پالکوں کی بابت حکم آیا کہ

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ

تو زید بن محمدؐ کی بجائے زید بن حارثہ اس کو کہا کرتے تھے

بیشک جیسا اوروں سے پردہ ہے ویسا ہی نبی سے ہے آپ نے کوئی آیت اس مضمون کی لکھی ہوتی۔ جس کا مطلب یہ ہوتا کہ نبی سے پردہ نہیں تو ہم جواب دیتے

پنڈت جی ایسی چالاکی سے بڑھکر بھی کوئی بری بات ہو سکتی ہے کہ آپ بیٹے اور لے پالک میں فرق نہیں کر سکتے اور دھوکا دینے کو کہتے ہیں کہ "جب بیٹی کی چور کو گھر میں ڈالنے سے پیغمبر صاحب نہ رُک سکے تو اوروں سے کیونکر بچے ہونگے" یوگی اور سادھو ہو کر ایسا مغالطہ اور فریب دہی؟ سچ ہے ؎

پنڈت اتے مشالچی دونو اکو رنگ ہوراں کریں اوجاڑلا آپ ہنڈیرے وچ

سماجیو! سوامی جی کی خوش فہمی کی داد دو۔ لکھتے ہیں کہ "غیر عورت بھی نبی سے خوش ہو کر بیاہ کرنا چاہے تو حلال ہوگی" پنڈت جی چونکہ ہمیشہ مجرد رہے ہیں انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ غیر عورت ہی سے بیاہ ہوتا ہے بیاہ سے پہلے وہ اپنی عورت کیسے ہو سکتی ہے؟ پیغمبر صاحب کی عورتیں بھی پیغمبر سے ناخوشی پر اسی طرح خلع کر کے الگ ہو سکتی ہیں جس طرح عام مسلمانوں کی۔ ہاں پیغمبر صاحب کو خاص کر منکوحہ عورتوں کے خود چھوڑنے سے قرآن میں منع آیا ہے۔

پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس بیوی کو سفر میں ساتھ لیجانا چاہو یا پیچھے چھوڑنے کا خیال ہو تو بھی کر سکتے ہو اور بس۔

Marfat.com

نہیں معلوم پنڈت جی نے یہاں پر تعدد ازدواج سے کیوں بحث نہیں کی۔ ایسا نرم شکار کیوں چھوڑ دیا۔ بعد غور یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پنڈت جی کو جی میں شرمندگی آئی ہوگی کہ تعدد ازدواج تو وید میں بھی منع نہیں پھر میں کس حوصلہ پر منع کا دعویٰ کروں خاصکر ایسے لوگوں کیلئے جو وید کا صریح منتر لئے بغیر میری جان نہیں چھوڑیں گے۔

سماجی مترو! کوئی منتر تعدد ازدواج کے منع کا ہو تو دکھاؤ۔

رگ وید منتر مندرجہ بھوسکا صفحہ ۱۳۴ کافی نہیں محض سوامی جی کی کھینچ تان ہے غور سے دیکھو تعدد ازدواج کی فلاسفرانہ تحقیق دیکھنی ہو تو تفسیر ثنائی جلد ثانی حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

(۱۲۸) اور نہیں لائق واسطے تمہارے یہ کہ ایذا دو رسول خدا کے کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو بیبیوں اس کی کو تم سے اس کے بھی تحقیق یہ ہے نزدیک اللہ کے بڑا گناہ تحقیق جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور رسول اس کے کو لعنت کی ہے ان کو اللہ نے اور وہ لوگ کہ ایذا دیتے ہیں مسلمانوں کو اور مسلمان عورتوں کو بغیر اس کے کہ برا کیا ہو انہوں نے پس تحقیق اٹھایا انہوں نے بہتان ظاہر لعنت ہے جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور قتل کئے جائیں، خوب قتل کرنا اے رب ہمارے دے ان کو دوگنا عذاب اور لعنت کر ان کو لعنت بڑی (آیت ۲۰-۵۷-۵۸-۹۲-۹۸)

محقق واہ! کیا خدا بھی خدائی کو دھرم کیساتھ بھیلا رہا ہے۔ رسول کو ایذا رسانی سے منع کرنا تو ٹھیک ہے۔ لیکن دوسرے کو ایذا دینے سے رسول کو بھی روکنا مناسب تھا تو کیوں نہیں روکا؟ کیا کسی کو ایذا دینے سے اللہ بھی دکھی ہو جاتا ہے اگر ایسا ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ اور رسول کا ایذا دینے کی ممانعت کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ اور رسول جس کو چاہیں۔ ایذا دیویں اور لوگ بھی سوائے ان کے جن کو چاہیں ایذا دیں۔ جیسا مسلمان مرد و زن کو ایذا دینا برا ہے ایسا ہی غیر مذہب والوں کو بھی ایذا دینا بہت برا ہے۔ جو اسے نہ مانے تو دیوان کو متعصب سمجھو واہ رے خدا بھیجا بھی اپنے خدا اور بھی تم نے پھر تم دنیا میں

Marfat.com

بہت تھوڑے ہونگے جو یہ لکھا ہے کہ غیر لوگ جہاں ملیں اُن کو پکڑو اور ویسا ہی اگر مسلمانوں کے ساتھ غیر مذہب والے برتاؤ کریں تو ان کو یہ بات بُری لگے گی یا نہیں؟ واہ کیسے موذی پیغمبر ہیں کہ خدا سے دوسروں کو دُگنا دکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں۔ اُن سے اُن کی طرفداری خودغرضی اور سخت ظلم کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی وجہ سے اب تک بھی مسلمان لوگوں میں سے بہت سے بیوقوف لوگ ایسا ہی عمل کرنے سے نہیں ڈرتے یہ ٹھیک ہے کہ تعلیم کے بغیر انسان حیوان کے برابر رہتا ہے۔ (ست بچن مہاراج!)

مدقق (۱۳۸) مہاراج دھن مہاراج! ایک شخص کو کسی مولوی صاحب نے نماز کی تاکید کی تو بولا خدا فرماتا ہے۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ

یعنی نماز نہ پڑھو۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کمبخت! اس کے آگے وَاَنْتُمْ سُکَارٰی بھی تو ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ نشہ میں نماز مت پڑھو۔ وہ شخص بولا سارے قرآن پر تیرے باپ نے عمل کیا ہے جو میں کروں۔ یہی حال پنڈت جی مہاراج کا ہے چشم بد دور۔

سوامی جی! جس طرح ہم مسلمان قرآن کے ماتحت رعایا ہیں۔ اسی طرح پیغمبر صاحب بھی ان حکموں کے مکلّف تھے۔ نام لینے کی ضرورت نہیں۔

کسی کی ایذا سے اللہ بیشک دکھی ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ

جہاں معنی میں غیر امکان ہو وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے (بھومکا صفحہ ۱۰)

پس اللہ دکھی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ایسے کاموں سے ناراض ہوتا ہے بیشک غیر مذہب والوں کو بھی ایذا دینا ویسا ہی بُرا ہے جیسا مسلمانوں کو۔ اگر غیروں سے جنگ جہاد ہے تو اس کے لئے بھی موقع و محل مناسب ہیں جسکی تفصیل نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو۔

نہیں معلوم سوامی جی کی رال اعتراضوں پر ایسی کیوں ٹپکتی جاتی تھی کہ قرآن شریف کی موجودہ آیت کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔

ہائے کیسا پاپی ہے وہ فش جو مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر دے" (دیباچہ ستیارتھ ص)

Marfat.com

ہم سماجی بھائیوں سے دادخواہی کے لئے وہ آئت پوری کی پوری نقل کرتے ہیں جس پر پنڈت جی نے اعتراض کیا ہے کہ "کیسے موذی پیغمبر ہیں کہ خدا سے دوسروں کو دُگنا دُکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں۔ پس سُنو!

وَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۠ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا

اس آئت میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو بوجہ شامتِ اعمال جہنّم میں ڈالے جائیں گے۔ تو اُس وقت یوں کہیں گے "اے ہمارے مولا! ہم نے بُری باتوں میں اپنے رئیسوں اور بڑوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہم کو گمراہ کیا اے ہمارے خدا تو اُن کو ہم سے دُگنا عذاب دے اور بڑی بھاری لعنت اور پھٹکار کر"

سماجیو! بتاؤ۔ یہ پیغمبر کی دعا ہے یا شریردں۔ کذابوں اور کافروں کی؟ قرآن کا مقام مذکور غور سے پڑھو۔ افسوس سوامی جی اعتراض کرتے ہوئے بھومکا صفحہ ۵۲ کو ہمیشہ بھول جاتے ہیں جہاں فرما چکے ہیں۔

"آگے پیچھے موقع محل مناسب سوچ کر معنی کرنے چاہئیں"

کیوں جی! اپنے ہی کہے پر عمل نہ کرنا کہو جی کون دھرم ہے؟

سماجیو! اگر قرآن شریف کی آئت کا وہ مطلب ہو جو سوامی جی لکھتے ہیں تو ہم تمہارے گرو کل (دیوبنی مدرسہ) اور کالج کے لئے مبلغ پانسو ۵۰۰ روپیہ نقد دینگے۔ مردِ میدان بنو ایسے ایک دو مقامات کا ثبوت ہی دکھاؤ۔ مانا کہ تمہیں روپے کی طمع نہیں۔ اپنے گرو کی عزت تو چاہتے ہو۔ ورنہ دُنیا کیا سمجھیگی اور سوامی جی پرلوک (دوسری جُون) میں تم کو کیا کہیں گے؟

(۱۲۹) سورہ فاطر۔ اور اللہ وہ شخص ہے کہ بھیجتا ہے ہواؤں کو۔ پس اُٹھاتی ہیں بادلوں کو

Marfat.com

پس ہانک لاتے ہیں ہم اُس کو طرف شہر مردے کے پس زندہ کیا ہم نے ساتھ اُس کے زمین کو پیچھے موت اُسکی کے۔ اسی طرح قبروں میں سے نکالتا ہے جس نے اتارا ہم کو بیچ گھر ہمیشہ رہنے کے مہربانی اپنی سے نہیں لگتی ہم کو بیچ اُس کے محنت اور نہیں ہم کو بیچ اس کے ماندگی (آیت ۹-۳۵)

تحقیق واہ! کیا انوکھی فلاسفی خدا کی ہے۔ خدا ہوا کو بھیجتا ہے۔ وہ بادلوں کو اٹھاتی ہے اور خدا اُس سے مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ باتیں خدا کی ہرگز نہیں ہوسکتیں کیونکہ خدا کا کام بے کم و کاست یکساں رہتا ہے جو گھر کا ہوگا۔ وہ بناوٹ کے بغیر نہیں ہو سکتا اور جو بناوٹ کلہ ہے وہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ جو جسم رکھتا ہے وہ بلا محنت کیسے دُکھی رہتا ہے اور جسم والا بیمار ہوئے بغیر ہرگز نہیں بچتا۔ جب ایک ایک عورت سے مباشرت کرنا بیماری کا باعث ہے۔ تو جو کئی عورتوں سے مباشرت کرتا ہے۔ اُسکی کیا ہی بُری حالت ہوتی ہوگی؟ اس لئے مسلمانوں کو بہشت میں رہنا ہمیشہ آرام دہ نہیں ہو سکتا۔

مدقق (۱۴۹) بے ایمانوں، ناستکوں، دہریوں اور ملحدوں سے جب کبھی گفتگو ہوئی اور خدا کا ثبوت خدائی افعال سے پیش کیا تو یہی جواب سنا" وہ خدا کی انوکھی فلاسفی" مولانا اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی سے ایک صاحب مخالف تھے۔ سُنا ہے انہوں نے عہد کرلیا تھا کہ جو بات اسمٰعیل کہیگا اس کے خلاف کرونگا۔ مولانا شہید کو بھی خبر ملی فرمایا اُسے کہو اسمٰعیل والدہ سے نکاح کرنا حرام بتاتا ہے اس کا خلاف کرے۔ سو یہی حال سوامی جی کا ہے قرآن کی سیدھی سادھی حکیمانہ عبارت کو بھی اندھوں کی کھیر بنانا چاہتے ہیں سچ ہے

جو نکلنے جہاز ان کا بچ کر بھنور سے تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے

پنڈت جی! سنیئے! پرمیشور پرمان دیتا ہے۔

اس پرش (پرمیشور) کے من یعنی وچار یا غور و فکر کرنے والی سامرتھیہ (قدرت) سے چاند پیدا ہوا۔ اور چکشو یعنی پرنور قدرت سے سورج ظاہر ہوا۔ اور شروتر یعنی اکاش صورت قدرت سے اکاش (آسمان) پیدا ہوا اور وایو یعنی ہوا صورت قدرت سے

Marfat.com

ہوا پران (انفاس) اور تمام حواس پیدا ہوئے اور مکھ یعنی اعلیٰ و پُر جلال قدرت سے
آگ پیدا ہوئی" (یجروید ادھیائے ۳۱۔ منتر ۱۲)

اس پر کوئی بے ایمان ہنسی اُڑا دے کہ

"واہ پرمیشور کی انوکھی فلاسفی کہ اکاش پیدا ہوا حالانکہ اکاش کوئی مجسم چیز نہیں بلکہ
ایک مرکّب ازلی شے ہے۔ اسی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہوا کہ مصنف وید علم طبیعات
کو بھی نہیں جانتا تھا۔

نمبر ۸۸ ضرور دیکھو اور سوامی جی کو چھیڑ نہ دو۔

تو ایسے اعتراض کے جواب میں غالباً سوامی جی صاف کہدیں گے۔

جو کوئی ضد اور عناد سے سوال کرے۔ اس کا جواب نہیں دینا چاہیئے بلکہ اُس کے سامنے
بے حس شے کیطرح خاموش رہنا چاہیئے۔ (ستیا۔ ۶ صفحہ ۳۹۰ باب ۱۰)

پس ہم بھی اسی جواب پر دستخط کرتے ہیں اور بس کیونکہ اخلاقی فقرہ "جواب جاہلاں باشد
خموشی" ایسے ہی موقع کیلئے ہے۔

ہاں اتنا کہتے ہیں کہ سوامی جی کا یہ قول کہ "خدا اُس سے مردوں کو زندہ کرتا ہے" آدمی
مردہ مراد نہیں بلکہ شہر مردہ یعنی خشک زمین مراد ہے۔ اس لئے کہ جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ
قرآن شریف میں بَلَدٍ مَیِّتٍ ہے جس کے معنے خشک زمین کے ہیں۔

بہشت کی بابت سوال و جواب کئی دفعہ ہو چکے ہیں جبکہ ہم اسی دنیا میں دیکھتے ہیں
کہ بہت سے آدمی ایک ہی قسم کی غذا کھاتے ہیں۔ جن میں سے بعض صحیح و سالم رہتے ہیں
اور بعض اسی غذا سے مریض ہو کر مر بھی جاتے ہیں۔ تو جس جگہ پر یہ قانون ہی نہ ہوگا
کہ کوئی غذا کسی جسم کو مضر ہو سکے۔ وہاں پر یہ اعتراض کرنا کہ جسم والا بیمار ہوئے بغیر
ہرگز نہیں رہ سکتا" بالکل اسی کے مشابہ ہے جو گرمیوں میں شملہ یا کشمیر والوں کی حالت
سنکر کہ وہ گرم کپڑے پہنتے ہیں۔ سوال کرے کہ گرمیوں میں بغیر پنکھے کے کوئی کیونکر گذار
سکتا ہے اور گرم کپڑے کسطرح پہن سکتا ہے؟ لہٰذا شملہ اور کشمیر کا ذکر غلط ہے۔

جو کوئی عورتوں سے جماع کی طاقت نہ رکھتا ہوگا۔ اس کو کوئی عورتیں نہ ملینگی بلکہ اگر

Marfat.com

کسی کو ایک عورت سے بھی (مثل آپکے) تکلیف پہنچیگی تو ایک بھی نہ ملیگی۔ غرض جو چیز موجب تکلیف ہوسکتی ہے وہاں نہو گی اور بس۔

سماجیو! سنتے ہو؟ سوامی جی کیا فرماتے ہیں ایک عورت سے بھی مباشرت کرنا بیماری کا باعث ہے۔ اگر ہماری رائے غلط نہ تو سوامی جی چاہتے ہیں کہ تم لوگ اپنی استریوں کو چھوڑ چھاڑ کر پنڈت مہاراج کی طرح لنگوٹ باندھ لو۔ انصاف سے کہنا اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے بتلانا کہ نیچر کی تعلیم یہی ہے۔

(۱۳۰) سورہ یٰسٓ قسم ہے قرآن محکم کی۔ تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں سے ہے اوپر راہ سیدھی کے اُتارا ہے خدا غالب مہربان نے (آیت ۱-۲-۳-۴)

محقق اب دیکھئے اگر یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہوتا تو وہ اس کی قسم کیوں کھاتا اگر نبی خدا کا بھیجا ہوا ہوتا تو لے پالک بیٹے کی جورو پر فریفتہ کیوں ہوتا یہ کہنے کی بات ہے کہ قرآن کے ماننے والے راہ راست پر ہیں۔ کیونکہ سیدھی راہ وہی ہوتی ہے کہ جس میں سچ ماننا۔ سچ بولنا۔ سچ کرنا۔ تعصب چھوڑ کر انصاف دھرم کی پیروی کرنا وغیرہ ہوں اور اُن سے خلاف عمل کو ترک کیا جاوے۔ سو نہ قرآن میں نہ مسلمانوں میں اور نہ اُن کے خدا میں ایسے نیک عادات ہیں اگر پیغمبر محمد صاحب سب پر غالب ہوتے تو سب سے زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے؟ اسلئے جس طرح میوہ فروش اپنے بیروں کو کھٹا نہیں بتلاتے۔ ویسے ہی یہ بات سمجھنی چاہیئے۔

مدقق (۱۳۰) قسم کا مضمون نمبر ۱۰ میں آچکا ہے۔ یہ عجیب بات کہی کہ قرآن خدا کا بنایا ہوتا تو وہ اس کی قسم کیوں کھاتا جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اگر بندوں کو سمجھانے کے لئے بندوں کے محاورہ میں کلام کرے اور قسم کھائے تو کسی ایسی چیز کی کھائے جو اسکی بنائی ہوئی نہ ہو (تھینکس) خوب کہی۔ لے پالک بیٹے کی بیوی کا جواب نمبر ۱۲۷ میں آچکا ہے

پنڈت جی نے سیدھی راہ کی خوب تعریف کی جو سب مذاہب پر صادق آسکتی ہے سوامی جی! کون مذہب دنیا میں ہے جو سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے

Marfat.com

کا اصول نہ رکھتا ہو یہ تو دیوانوں کی بڑ کے برابر ہے۔ کہ قرآن میں نہ اُن کے خدا میں ایسی نیک عادات ہیں ہاں یہ خوب کہی کہ "اگر پیغمبر صاحب سب پر غالب ہوتے تو سب سے زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے"۔ اس سوال کا جواب تو ہم تمہیں دیں گے۔ پہلے آریوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ کس عبارت قرآنی پر یہ سوال کیا گیا ہے۔ اوہو! ہم بھولے منقولہ ترجمہ میں "غالب" کا لفظ ہے جس پر ہم نے خط بھی دیدیا ہے۔ جس پر اُستاد غالب کا ایک شعر بھی ہمیں یاد آیا جو بعد قدرے ترمیم کے واقعی سوامی جی کے حسب حال ہے غور سے سنو!

غالب بُرا نہ مان جو پنڈت بُرا کہے ایسا بھی کوئی ہے کہ یہ اچھا کہیں جسے

سماجیو! انصاف سے بتلاؤ۔ اپنے چوتھے اصول[1] کو جو سونے سے لکھنے کے قابل ہے یاد کر کے بتلاؤ کہ ترجمہ قرآن میں غالب کس کی صفت ہے۔ خدا کی یا پیغمبر کی؟ پھر یہ مسئلہ بہت جلد طے ہو جائیگا کہ پیغمبر صاحب کیسے عالم تھے کہ اُن کے الہام کا ترجمہ وہ بھی اُردو پھر اُردو سے ناگری کیا ہوا ابھی آپ لوگوں کے سوامی مہرشی بالقابہ کی سمجھ میں نہیں آیا۔ دھرم سے کہو کیا علم ہے۔ سنو! قرآن نے اس واقعہ کی پہلے سے خبر دی ہوئی ہے۔

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا[2]

سماجیو! اب بھی پیغمبر صاحب کے علم کے قائل ہوئے یا نہیں۔ نیک چلنی کی بابت یہ کیفیت ہے کہ آپ جیسے دشمن کو بھی باوجود عیسائیوں کی کاسہ لیسی کے تمام عمر کے واقعات میں زینب کے نکاح کا ایک واقعہ ملا۔ جس کا جواب نمبر ۱۲۷ ہو چکا ہے۔ سچ ہے ؎

حُسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(۱۳۱) اور پھونکا جاویگا بیچ صور کے پس ناگہاں وہ قبروں میں سے طرف پروردگار اپنے کے دوڑینگے اور گواہی دینگے پاؤں اُن کے بسبب اس کے کہ تھے کماتے۔ سوائے اس کے نہیں کہ حکم اس کا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہتا ہے اُس کو ہو کہ ہو

---

[1] آریوں کا چوتھا اصول ہے کہ سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے کو ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے (صرف ہاتھی کے دانت)

[2] جو بات اور کہاوت تیرے سامنے بطور اعتراض پیش کرینگے ہم اسکے متعلق سچی اور عمدہ تفسیر تجھے سنا دینگے

Marfat.com

پس ہوجانی ہے (آیت ۵۰-۹۳-۸۰)

اعتراض سنئے اوت پٹانگ باتیں۔ کیا پاؤں کبھی گواہی دے سکتے ہیں؟ خدا کے سوائے اس وقت کون تھا کہ جس کو حکم دیا اور کس نے سنا اور کون بن گیا؟ اگر کوئی چیز نہ تھی تو یہ بات جھوٹی ہے اور اگر تھے تو وہ بات کہ سوائے خدا کے کچھ نہ تھا اور خدا نے سب کچھ بنا دیا جھوٹی ہے۔

ملحق (۱۳۱) دیکھو! گلا نہ پڑے۔ ایک ہی بات کو بار بار کہے جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی شہادت کا جواب نمبر ۵۰ و غیرہ میں اور خدا کا حکم کس نے سنا اس کی تحقیق نمبر ۲۷ میں ہو چکی ہے

(۱۳۲) سورہ صافات: پھر لایا جاویگا اُس پر اُن کے پیالہ شراب لطیف کا۔ سفید مزہ پینے والی واسطے پینے والوں کے۔ نزدیک اُن کے بیٹھی ہونگی نیچے نظر رکھنے والیاں خوبصورت آنکھوں والیاں گویا کہ وہ موتی ہیں چھپائے ہوئے۔ کیا پس ہم نہیں مرینگے اور تحقیق لوط البتہ پیغمبروں سے تھا۔ جس وقت ہم نے نجات دی اُس کو اور لوگوں اُس کے کو اور سب لوگ اور ایک تتچھے رہنے والوں سے تھی۔ پھر ہلاک کیا ہم نے اوروں کو (آیت ۴۴-۴۵-۴۸-۵۷-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴)

(ناظرین ترجمہ کا مطلب سمجھ نہ آئے تو پنڈت جی کے روح کو ثواب پہنچاؤ جو ادھر اُدھر کی آیتیں بے موقع جمع کر کے گڑبڑ مچاتے ہیں)

اعتراض کیوں جی یہاں تو مسلمان لوگ شراب کو بُرا بتلاتے ہیں۔ لیکن اُن کے بہشت میں تو شراب کی نہریں بہتی ہیں؟ اتنا اچھا ہے کہ یہاں تو کسی طرح سے شراب نوشی چھڑائی لیکن یہاں کے بدلے وہاں اُن کے بہشت میں بڑی خرابی ہے عورتوں کے مارے وہاں کسی کا دل قائم نہیں رہتا ہوگا اور بڑی بڑی بیماریاں بھی ہوتی ہونگی۔ اگر وہاں کے آدمی جسم والے ہونگے تو ضرور مرینگے اور اگر جسم والے نہ ہونگے تو فقیش وغیرہ ہی نہ کر سکیں گے پھر اُن کو بہشت میں لے جانا بیفائدہ ہے اگر اگر لوط کو پیغمبر مانتے ہو تو جو بائبل میں لکھا ہے کہ اس سے اس کی لڑکیوں نے مباشرت

Marfat.com

کرکے دو لڑکے پیدا کئے اِس بات کو بھی مانتے ہو یا نہیں ؟ اگر مانتے ہو تو ایسے پیغمبروں کا ماننا فضول ہے اور اگر ایسے اور ایسے کے ساتھیوں کو خدا نجات دیتا ہے تو وہ خدا بھی ایسا ہی ہے کیونکہ بڑھیا کی کہانی کہنے والا اور تعصّب سے دوسروں کو ہلاک کرنے والا خدا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا خدا مسلمانوں ہی کے گھر رہ سکتا ہے اور جگہ نہیں۔

مدقق (۱۳۲) سوامی جی کا پرمان کیسا ست (صحیح) ہے۔

ہر کلام کے آگے پیچھے موقع محل مناسب دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں" (بھومکا صفحہ ۵)

ایسا ہی یہ بھی سونے سے لکھنے کے قابل ہے۔

"ہٹ دھرم مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر لیتے ہیں اور متکلم کے خلاف منشا کلام کے معنے کرتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷)

پس اگر اصول مذکورہ بالا صحیح ہیں تو سنیئے! اس آیت کے ساتھ ہی قرآن شریف نے اُس شراب کی کیفیت خود ہی بتلا دی ہے۔

لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزِفُونَ[1]

عربی میں ہر پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں شربت کا لفظ بھی اسی سے نکلا ہے اور خمر انگور کے نچوڑ کو کہتے ہیں۔ پس جب جنت کی خمر میں نہ نشہ ہوا نہ سرور تو پھر ہو گا کیا؟ جو اُس کے ساتھ ہی بتلایا۔

بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ

جس کا ترجمہ پنڈت جی نے نقل کیا ہے "سفید مزہ دینے والی پینے والوں کیلئے" پس جنّت کی شراب کو دنیا کا میٹھا اور لذیذ دودھ سمجھنا چاہیئے (نمبر ۱۴۰ میں سوامی جی کا منقولہ ترجمہ زیر خط دیکھو)

سماجیو! کہو کیا اعتراض ہے افسوس ہے اس قرآن دانی پر اور اس سے بڑھکر افسوس ہے پنڈت جی کے مورکھ چیلوں پر جو اپنے سوامی کی بدنامی دفع کرنے کی بجائے

[1] جنت کی شراب میں نہ تو سرور یعنی نشہ ہوگا نہ اُس کے پینے والے بیہوش ہونگے۔

Marfat.com

خود اُن کے کلام کو نقل کر کے مکھی پر مکھی مار دیا کرتے ہیں. جنت کی بحث کئی دفعہ ہو چکی ہے نمبر ۹ وغیرہ دیکھو بائیبل کے متعلق نمبر ۵ ملاحظہ ہو. حضرت لوط علیہ السّلام بیشک نبی تھے مگر بائیبل میں جو کچھ اُن کی نسبت لکھا ہے صحیح نہیں۔ اس کا جواب عیسائیوں سے پوچھو ہم سے نہیں جیسے پرانوں کے جوابدہ آریہ نہیں ویسے بائیبل کے جوابدہ مسلمان نہیں۔

(۱۳۴) سورہ ص | بہشتیں ہیں ہمیشہ رہنے کی کھولے ہونگے واسطے ان کے دروازے اُن کے تکیہ کئے ہونگے بیچ اُن کے منگوادیں گے بیچ اُن کے میوے بہت اور پینے کی چیزیں اور نزدیک اُن کے ہونگی بند رکھنے والیاں نظر کو اور طرف سے ہم عمر۔ پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے. مگر ابلیس نے تکبّر کیا اور تھا کافروں سے کہا اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تجھ کو یہ کہ سجدہ کرے تو واسطے اُس چیز کے کہ بنایا میں نے ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے تکبّر کیا تو نے یا تھا تو بلند رتبہ والوں سے کہا کہ میں بہتر ہوں اس سے پیدا کیا ہے تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا ہے اس کو مٹی سے کہا پس نکل ان آسمانوں سے. پس تحقیق تو راندہ گیا ہے اور تحقیق اوپر تیرے لعنت ہے میرے دن جزا تک. کہا اے پروردگار میرے پس ڈھیل دے مجھکو اُس دن تک کہ اُٹھائے جاویں گے مردے کہا کہ پس تو ڈھیل دیئے گیوں میں سے ہے دن اس وقت معلوم تک. کہا کہ پس قسم ہے عزت تیری کی البتہ میں گمراہ کرونگا. ان کو اکٹھے (آیت ۷۹ ۵۰-۵۱-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴ ۷۵-۷۶-۷۷-۷۸)

محقق اگر وہاں جیسا کہ قرآن میں باغ باغیچہ نہریں مکان وغیرہ لکھے ہیں. ویسے ہی ہیں تو وے نہ ہمیشہ سے تھے اور نہ ہمیشہ رہ سکتے ہیں کیونکہ جو اتصال سے چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ مرکب ہونے کے پہلے نہ تھیں۔ انفصال کے بعد ضرور نہ رہینگی جب وہ بہشت میں نہ رہیں گی تو اس میں رہنے والے ہمیشہ کیونکر رہ سکتے ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ گدّے تکیئے میوے اور پینے کی اشیاء وہاں ملیں گی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسوقت مسلمانوں کا مذہب چلا اُسوقت عرب کا ملک زیادہ دولتمند نہ تھا۔ اسی واسطے محمد صاحب نے تکیہ وغیرہ کی کہانی سنا کر غریبوں کو اپنے مذہب میں

Marfat.com

پھنسالیا اور جہاں عورتیں ہیں وہاں ہمیشہ آرام کہاں؟ وے عورتیں وہاں کہاں سے آئی ہیں کیا بہشت کے رہنے والی ہیں اگر آئی ہیں تو جائینگی اور اگر وہیں کی رہنے والی ہیں تو قیامت کے پہلے کیا کرتی ہونگی؟ کیا مکّی اپنی عمر گوا رہی ہیں؟ اب دیکھئے خدا کا جلال کہ جس کا حکم اور سب فرشتوں نے تو مانا۔ اور آدم کو سجدہ کیا۔ لیکن شیطان نے نہ مانا۔ اس کا سبب پوچھا اور کہا کہ میں نے اس کو دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے تو تکبر مت کر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا خدا دو ہاتھ والا آدمی تھا۔ بس وہ محیط کل اور قادر خدا ہرگز نہیں اور شیطان نے سچ کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں۔ اُسپر خدا نے غصہ کیوں کیا؟ کیا آسمان ہی میں خدا کا گھر ہے؟ زمین پر نہیں۔ اگر نہیں تو کعبہ کو پہلے خدا کا گھر کیوں لکھا۔ بھلا خدا اپنی مملکت سے شیطان کو کیسے نکال سکتا ہے؟ کیا ہر ایک جگہ خدا کی نہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کا خدا بہشت کا ہی مالک ہے۔ خدا نے شیطان کو لعنت کی اور قید کر لیا اور شیطان نے کہا اے پروردگار مجھکو قیامت تک چھوڑ دے خدا نے خوشامد سے قیامت کے دن تک چھوڑ دیا۔ جب شیطان چھوٹا تو خدا سے کہتا ہے کہ اب میں خوب بہکاؤنگا اور غدر مچاؤنگا۔ تب خدا نے کہا کہ جن کو تو بہکا دیگا میں اُن کو دوزخ میں ڈال دونگا اور تجھ کو بھی۔ شرفا غور کریں کہ شیطان کو بہکانے والا خدا ہے یا وہ آپسے آپ گمراہ ہوا۔ اگر خدا نے بہکایا تو وہ شیطان کا شیطان ٹھیرا اگر شیطان خود گمراہ ہوا اور انسان بھی خود گمراہ ہو سکتے ہیں۔ شیطان کی ضرورت نہیں اور اس باغی شیطان کو کھلا چھوڑ دینے سے خدا بھی ادھرم کرنے والا اور شیطان کا ساتھی ثابت ہوتا ہے۔ اگر خدا خود چوری کرنے کی تحریک کرے اور پھر خود ہی سزا دے تو ایسی صورت میں اُس سے بڑھکر ظالم کون ہو سکتا ہے؟

مدقق بہشت کی بحث نمبر ۹ میں ہو چکی ہے شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۱۱۱ و نمبر ۳۲ (۱۳۲) وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

خدا کے ہاتھوں کے وہی معنی ہیں جو یجروید کی عبارت مندرجہ جواب نمبر ۱۲۹ میں خدا کے مُکھ کے معنی ہیں۔ یعنی قدرت کاملہ۔ کیونکہ

Marfat.com

کیا ضرورت کہ وقت ضائع کریں۔

(۱۳۵) سورہ مومن | اتارنا کتاب کا اللہ غالب جاننے والے کی طرف سے ہے بخشنے والا گناہ کا اور قبول کرنیوالا توبہ کا ہے (آیت ۱-۲)

محقق | یہ اس واسطے ہے کہ سادہ لوح آدمی اللہ کے نام سے اس کتاب کو قبول کرلیویں کہ جس میں تھوڑی سی سچائی کے علاوہ باقی سب جھوٹ بھرا ہے اور وہ سچائی بھی جھوٹ کے ساتھ مل کر خراب ہو رہی ہے اس لئے قرآن کا خدا اور اس کو ماننے والے گناہ بڑھانے والے اور گناہ کرنے کرانے والے ہیں کیونکہ گناہ کا بخشنا بھاری اوہم ہے اسی وجہ سے مسلمان لوگ گناہ اور فساد کرنے سے کم ڈرتے ہیں۔ (ست پرکاش راج)

مدقق (۱۳۵) | کیسا پاپی ہے وہ منش جس کا اپنا گھر شیشوں کا ہو اور دوسروں پر پتھر برسائے سنو! ایشور پرمان دیتا ہے۔

"میں برہم یعنی وید کو ظاہر کرنے والا ہوں۔" (منترگ وید مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۳۲۱ سطر ۳ نمبر ۹۔

سماجیو! ٹھیک ہے؟ کہ "برہم" کا نام اس لئے لیا کہ سادہ لوح آدمی پرمیشور کے نام سے جلد مان لینگے۔ گناہ بخشنے کا مسئلہ نمبر ۲۲ وغیرہ میں ہو چکا ہے۔

(۱۳۶) سورہ حم سجدہ | پس مقرر کیا ان کو سات آسمان بیچ دو دن کے اور ڈال دیا بیچ ہر آسمان کے کام اس کا۔ یہاں تک کہ جب جاویں گے اس کے پاس گواہی دیں گے اس پر کان اُن کے اور آنکھ اُنکی اور چمڑے اُنکی بہ سبب اس کے کہ تھے کرتے اور کہیں گے واسطے چمڑوں اپنے کے کیوں گواہی دی تم نے اوپر ہمارے کہیں گے وہ کہ بلایا ہم کو اللہ نے جس نے بلایا ہر چیز کو البتہ زندہ کرنیوالا ہے مردوں کو (آیت ۱۱-۱۹-۲۰-۳۸)

محقق | واہ جی واہ مسلمانو! تمہارا خدا جس کو قادر مطلق مانتے ہو وہ سات آسمانوں کو دو دن میں بنا سکا اور جو قادر مطلق ہے وہ تو لمحہ بھر میں

Marfat.com

سب کو بنا سکتا ہے۔ بھلا کان آنکھ اور چمڑے کو خدا نے بیجان بنایا ہے۔ وے گواہی کیونکر دے سکینگے؟ اگر گواہی دلاویگا تو اُس نے پہلے بیجان کیوں بنائے اگر کوئی کہے کہ وہ اسوقت طاقت عطا کریگا تو کیا خدا اپنا قانون توڑ یگا؟ ایک اس سے بھی بڑھکر جھوٹی بات یہ ہے کہ جب روحوں پر گواہی دی تو وے روحیں اپنے اپنے چمڑے سے پوچھنے لگیں کہ تو نے ہمارے اوپر گواہی کیوں دی۔ جیسے کوئی کہے کہ عقیمہ کے بیٹے کا منہ میں نے دیکھا۔ اگر بیٹا ہے تو عقیمہ کیونکر ہوئی۔ اگر عقیمہ ہے تو اُس کے ہاں بیٹا ہونا ہی غیر ممکن ہے۔ اس قسم کی یہ بھی جھوٹ بات ہے۔ اگر وہ مردونکو زندہ کرتا ہے تو پہلے مارتا ہی کیوں۔ کیا آپ بھی مردہ ہوسکتے ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتا تو مرنا بُرا کیوں سمجھتا ہے؟ اور قیامت کی رات تک مردہ روحیں کس مسلمان کے گھر میں رہینگی اور اُن کو خدا نے دورہ سپرد بلا قصور کیوں کر رکھا ہے؟ فوراً انصاف کیوں نہیں کیا؟ ایسی ایسی باتوں سے خدائی خدائی میں بٹہ لگتا ہے۔

مدقق (۱۳۶) واہ جی سماجیو! تمہارا سوامی مہرشی الہامی کتابوں کے محاوروں سے ایسا ناواقف ہے۔ جیسا کوئی دیانندی بڑے گوشت کے بھاؤ سے۔ آسمانوں کی پیدائش کا بیان نمبر ۸۸ میں دیکھو۔ اعضاء کی شہادت کا جواب خود آپ ہی نے دیدیا کہ وہ اُن کو قوت عطا ہوگی۔ البتہ خلاف قانون باتوں کا جواب نمبر ۱۲۹ وغیرہ میں ہے۔

ہاں یہ خوب کہی کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے تو مارتا ہی کیوں ہے؟ ایسا سوال ہے کہ جی میں آتا تھا کہ اپنے سماجی دوستوں کو خوش کرنے کے لئے اس کا جواب نہ دیں۔ تاکہ وہ نہ سمجھیں کہ گو ہمارے گرو کے کل سوال اگرچہ ودّیا (علم) سے خالی ہیں۔ مگر یہ سوال تو ضرور معقول ہے۔ جو جواب نہیں دیا۔ اس لئے مختصر ہی گذارش کئے دیتے ہیں۔ کہ مردوں کو زندہ اس لئے کریگا کہ اُن کو اعمال کا پورا پورا بدلہ دے۔

سنو! قرآن شریف بتلاتا ہے لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی (تاکہ ہر نفس کو پورا پورا بدلہ ملے) قیامت کا مضمون نمبر ۱۵ وغیرہ میں دیکھو۔ البتہ یہ بڑا ہی ادق اور لاینحل سوال ہے کہ خدا آپ بھی مردہ ہوسکتا ہے نمبر ۱۳۷ ملاحظہ ہو۔ باقی اعتراضوں کے جواب کئی دفعہ ہوچکے ہیں

Marfat.com

(۱۳۷) سورہ شوریٰ | واسطے اُس کے ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی کشادہ کرتا ہے رزق واسطے جس کے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے جو کچھ چاہے دیتا ہے جسکو چاہے بیٹیاں اور دیتا ہے جسکو چاہے بیٹے یا ملا دیتا ہے اُن کو بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جسکو چاہے بانجھ اور نہیں ہے طاقت کسی آدمی کو کہ بات کرے اُس سے اللہ مگر جی میں ڈالنے کر یا پیچھے پردے کے سے یا فرشتہ بھیجے پیغام لانے والا (آیت ۱۱-۴۷-۴۸-۴۹)

محقق خدا کے پاس کنجیوں کا خزانہ بھرا ہوا ہوگا؟ کیونکر سب جگہوں کے قفل کھولتے پڑتے ہونگے۔ یہ لڑکپن کی بات ہے کہ جسکو چاہتا ہے اس کا بغیر نیک و بد اعمال کے رزق کشادہ یا تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ غیر منصف ہے اور دیکھی سمجھی مصنف قرآن کی چالاکی کہ جس سے عورتیں بھی فریفتہ ہو کر پھنسیں۔ اگر جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے تو دوسرے خدا کو بھی پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؛ اگر نہیں کر سکتا تو مطلق قدرت کیا یہاں اٹک گئی؟ بھلا آدمیوں کو تو جسکو چاہے خدا بیٹے بیٹیاں دیتا ہے لیکن مرغ مچھلی وغیرہ جن کے بہت سے بیٹے بیٹیاں ہوتے ہیں اُن کو کون دیتا ہے؟ اور مرد عورت کے ہمبستر ہوئے بغیر کیوں نہیں دیتا کسی کو اپنی مرضی سے بانجھ رکھ کر دُکھ کیوں دیتا ہے، وہ کیا خدا جلال والا ہے کہ اُس کے سامنے کوئی بھی بات نہیں کر سکتا۔ لیکن اُس نے پہلے کہا ہے کہ پردہ ڈال کر بات کر سکتا ہے اور فرشتے خدا سے بات کر سکتے ہیں یا پیغمبر اگر ایسی بات ہے تو فرشتے اور پیغمبر خوب اپنا مطلب نکالتے ہونگے۔ اگر کوئی کہے کہ خدا ہمہ دان محیط کل ہے تو پردہ ڈال کر بات کرنا یا ڈاک کی مانند خبر منگا کر جاننا فضول ٹھیرتا ہے اور اگر ایسا ہے تو وہ خدا ہی نہیں بلکہ کوئی چالاک آدمی ہوگا اس واسطے یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

مدقق (۱۳۷) سماجیو! ابھی تک سوامی کے ناستک (دہریہ) ہونے میں کچھ شبہ ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ خدا کی ذات اور صفات کے متعلق اُن کو وہی شبہات ہوتے ہیں جو اُن بے ایمانوں (دہریوں) کو ہوا کرتے ہیں۔ اس نمبر کا جواب ہم کبھی بھی نہ دیتے۔ کیونکہ کوئی آستک (خدا کا قائل) ایسے سوال نہیں کیا کرتا۔ مگر بایں خیال کہ شاید ہمارا ہی خیال

Marfat.com

صحیح ہو (خدا کرے صحیح نہ ہو) کہ پنڈت جی ناستک ہیں

کنجیاں خدا کے قبضے میں ہونے سے وہی مراد ہے جو رگوید میں پرمیشور کا پرمان ہے سنو!

"ہم اُس پرمیشور کو جو تمام دنیا کا بنانیوالا ساکن و متحرک کائنات کا مالک عقل کل کو روشن و منور کرنے والا ہے۔ اپنی حفاظت کیلئے مدعو کرتے ہیں (رگوید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۶ ورگ ۱۵ منتر ۵)

پس آئت زیر بحث کے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا سب کائنات کا مالک ہے کیونکہ عرب کا بلکہ سب ملکوں کا محاورہ ہے کہ فلانے کے ہاتھ میں فلانے کی کنجی ہے۔ یعنی وہ اس پر ایسا تصرف رکھتا ہے۔ جیسے مالک کو ہوتا ہے۔

چونکہ تناسخ باطل ہے (دیکھو ۱۲۱) اس لئے جو کچھ خدا دیتا ہے محض اپنی مہربانی اور فضل سے دیتا ہے اور جو چیز جس کو نہیں دیتا اُس کی حکمت کا تقاضا یہی ہے کیونکہ وہ عقل کل ہے۔

ہاں یہ خوب کہی کہ "جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے تو دوسرے خدا کو بھی پیدا کر سکتا ہے" ٹھیک اسی طرح کسی بے سمجھ مورکھ نے پنڈت جی پر سوال کیا تھا اُس کا غصہ ہم مسلمانوں پر نکالتے ہیں ہم سوامی جی کے اس سوال کے جواب میں اُس سوال و جواب کا نقل کرنا ہی کافی جانتے ہیں سنو!

سوال ہم تو ایسا مانتے ہیں کہ ایشور جو چاہے سو کرے۔ کیونکہ اُس کے اوپر کوئی دوسرا نہیں ہے۔

جواب۔ وہ کیا چاہتا ہے۔ اگر کہو کہ وہ سب کچھ چاہتا ہے اور کر سکتا ہے تو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا پرمیشور اپنے آپ کو مار سکتا ہے۔ بہت سے ایشور بنا سکتا ہے خود بے علم ہو سکتا ہے چوری بدکاری وغیرہ پاپ کے کام کر سکتا ہے اور دکھی بھی ہو سکتا ہے؟ یہ کام اگر ایشور کی صفات فعل اور عادات کے خلاف ہیں۔ تو تمہارا یہ قول کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے کبھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں لفظ "سروشکتیمان (قادر مطلق) کے معنی جو ہم نے بیان کئے وہی ٹھیک ہیں (وہ یہ ہیں) ایشور اپنے کام یعنی پیدائش پرورش۔ فنا وغیرہ کرنے اور تمام جیووں کے پُن پاپ کے متعلق آئین کو واجب طور

Marfat.com

پر چلانے میں کسی کی ذرہ بھی امداد نہیں لیتا۔ یعنی اپنی غیر متناہی طاقت سے اپنے کل کام کو انجام دیتا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۵ - نمبر ۱۲)

دیانند جی نے تو اس بیان کو محض کہکر ہی چھوڑ دیا کہ یہ کام اسکی صفات کے خلاف ہیں اس لئے نہیں کر سکتا جسپر کسی وید منتر کا حوالہ بھی نہیں دیا بلکہ محض من گھڑت بات بنائی ہے مگر ہم اس کو وضاحت سے بحوالہ آیت قرآنی مدلل کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سب چیزوں کا فاعل سب میں مؤثر ہے کسی چیز سے وہ متاثر اور منفعل نہیں ہوتا یعنی انفعال اور تاثر (کسی دوسرے کا اثر قبول کرنا) اس کی ذات ستودہ صفات میں نہیں۔ یہ اصول ہم کو قرآن کی اس آیت سے ملتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تحقیقات کے متعلق ہے کہ انہوں نے ستارے چاند سورج وغیرہ کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا۔

لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ

اس آیت میں قرآن شریف نے ہمیں اس اصول تک پہنچایا ہے کہ جو چیز دوسرے سے اثر قبول کرے اور اس سے منفعل ہو جاوے وہ الوہیت کے قابل نہیں۔ پس جسقدر اُس سورکھ سائل کے جواب میں سوامی جی نے خدا کی شان کے خلاف باتیں پیش کی ہیں یا آیت قرآنی پر سوال کئے ہیں سب کا جواب یہی ہے کہ یہ امور سب کے سب ایسے ہیں کہ ان سے ذات باری جل مجدہ کا منفعل اور متاثر ہونا لازم آتا ہے۔ اس لئے یہ امور (پیدا ہونا۔ مرنا وغیرہ) سب محال ہیں

ناظرین! پنڈت جی کے اس لٹھ مار سوال سے ہمیں ایک حکایت یاد آئی ہے جس سے آپ لوگوں کو بھی دلچسپی ہوگی۔ ایک پنڈت جی شاید ہمارے سوامی جی کے چیلے تھے کسی راجہ کے پاس مدت سے ملازم تھے۔ وطن مالوف میں جانے کا مدت تک اتفاق نہ ہوا۔ آخر ان کی استری (بیوی) نے ایک تجویز اُن کو بلانے کی سوچکر خط لکھا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مہاراج کی استری رانڈ ہو گئی جسطرح ہو سکے جلدی تشریف لاکر گھر کا انتظام کیجئے پنڈت

۱؎ میں ڈوبنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ یعنی خدائی کیلئے پسند نہیں کرتا"

Marfat.com

جی تو ایسے مبہوت ہوئے اور سر کے بال نوچتے ہوئے ڈیرے پر آئے نہایت غم و الم میں سر نیچے ڈالے ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ سجن پرارتھنا کر رہے ہیں مہاراج! کھیر (خیر) تو ہے؟ پنڈت جی نہایت برافروختہ ہو کر بولے۔ ہاں صاحب! جس پر گذرتی ہے وہی جانتا ہے تمہیں کیا؟ آخر مہاراج! کہئے تو سہی بات کیا ہے؟ پنڈت جی نے کہا نہایت غم کی بات ہے آج گھر سے سماچار آدمی لایا ہے کہ مصرانی (پنڈت جی کی بیوی) رانڈ ہو گئی۔ دوستوں نے ایک فرمائشی قہقہہ لگایا۔ کہ مہاراج! آپ کی زندگی میں وہ کیسے رانڈ ہوئی اتنے پر پنڈت جی کو بھی ہوش آیا تو بولے ؎

تم بھی کہتے ہو سچ اے بھائی
یہ گھر سے آیا ہے معتبر نائی

یہی حال ہمارے سوامی دیانند جی کا ہے پھرماتے ہیں۔ دوسرے خدا کو پیدا کر سکتا ہے اور یہ نہیں جانتے کہ جس خدا کو پیدا کریگا وہ تو حادث ہوگا اور خدائی کیلئے تو قدیم ہونا ضروری ہے مخلوق کبھی خالق کے درجہ پر پہنچ سکتی ہے؟ اصل پوچھو تو پنڈت جی بھی معذور ہیں قرآن شریف تو پڑھا نہیں کہ انہیں ایسے باریک مسائل پر اطلاع ہوتی۔

سماجیو! سنو! قرآن مشرکوں کا رد کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ

"یعنی تمہارے مصنوعی معبود کچھ بھی نہیں بنا سکتے بلکہ وہ خود بنے ہوئے ہیں"۔

جس سے اس نتیجہ پر پہنچانا منظور ہے جس کا ہم نے ذکر کیا کہ مخلوق کبھی خدا نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر مخلوق حادث اور خدا قدیم ہے۔

سوامی جی طرح طرح کا سوال کرنے کو ہمیں بھی گنجائش ہے۔ اگر یہ کام جن کا ذکر سوامی جی نے سائل کے جواب میں کیا ہے جن کو ہم نے نقل کیا ہے پر میشور نہیں کر سکتا تو سرب شکتیمان کی مطلق قدرت کیا یہاں پر اٹک گئی؟ کسی وید منتر سے جواب دیں۔

ہاں مرغ مچھلی کا خوب کیا شائد کھانے کو جی چاہتا ہوگا۔ ورنہ موقع تو کوئی نہ تھا جس کا جواب مختصر یہ ہے کہ آیت میں آدمیوں کا ذکر ہی نہیں۔ دیکھو ترجمہ زیر خط۔

Marfat.com

سماجیو! انصاف سے کہنا کہ ہم اس کہنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

ع "سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست"

ہاں اس بات کا جواب آپ ہی دیں کہ مرد عورت کے ہمبستر ہوئے بغیر کیوں نہیں دیتا

سماجیو! بُرا نہ منائیو! بتلاؤ یہ کسی آستک (خدا کے قائل) کا سوال ہے؟ بعینہٖ یہی سوال آرین ڈیٹینگ کلب امرتسر میں خدا کی ہستی پر بحث کرتے ہوئے ایک دہریہ نے کیا تھا۔ کہ اگر خدا ہے تو کیا اُس کی مہربانی ہے کہ عورت اس تکلیف سے بچّہ جنتی ہے کہ الامان بغیر ایسے ملاپ کے کیوں توالد تناسل نہیں ہوتا جس کا جواب میں نے دیا تھا کہ پوری حکمت تو اسکی وہی جانتا ہے۔ مگر ہمیں یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اگر بغیر ملاپ کے بچّہ پیدا ہوتا تو اُسکی پرورش کا کوئی ذمّہ دار نہ ہوتا کیونکہ اس سے کسی کو خاص محبت ہی نہ ہوتی اس میرے جواب کو پردھان سماج نے بہت پسند کیا تھا۔ مگر اُسوقت مجھے معلوم نہ تھا نہ پردھان جی جانتے ہونگے کہ سوال دراصل سوامی ہی کا ایجاد ہے۔ ورنہ پردھان بھی اُس دہریہ ہی کی تائید کرتے پنڈت جی کو آنی بھی خبر نہیں کہ میں اسوقت اسلام پر اعتراض کرنے بیٹھا ہوں ایسا تو نہ کروں کہ مجھ پر بھی سوال وارد ہو۔ پس بہتر ہے کہ سماجی ہی اس کا جواب دیں ہم اسی پر دستخط کر دینگے۔

بانجھ وغیرہ کے رکھنے کے متعلق جواب خود اسی آیت میں ساتھ ہی بتلا دیا ہے۔ مگر پنڈت جی کی بلا کو غرض تھی کہ اُس کو نقل کرتے بسنو!

إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ

تناسخ کے بطلان کے بعد اس سے عمدہ جواب ہو تو ہمارے بھی اُسپر دستخط کرا لو بیشک پیغمبر اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ کیا معنی؟ یعنی خدا اُن کے اخلاص اور صفائی قلب کی وجہ سے اُن کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے یہ کچھ انہیں کا خاصہ نہیں جو کوئی اُس کا ہو رہے وہ سب کی سنتا اور مناسب حکمت سوال پورا بھی کرتا ہے سنو! خدا فرماتا ہے۔

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

خدا کا محیط کل ہونا آپکے معنے ہیں ہمیں تسلیم نہیں دیکھو نمبر ۱۴۱)

Marfat.com

(۱۳۸) سورہ زخرف اور جب آیا عیسےٰ ساتھ دلیلوں ظاہر کے (آیت ۵۹)

محقق اگر عیسیٰ بھی خدا کا بھیجا ہوا ہے تو اُسکی تعلیم کے برخلاف خدا نے قرآن کیوں بتایا۔ اور قرآن کے برخلاف انجیل ہے۔ اس لئے یہ کتابیں خدا کی بتائی ہوئی نہیں ہیں۔

مدقق (۱۳۸) نمبر ۵ وغیرہ دیکھو

(۱۳۹) سورہ دخان پکڑو اس کو پس گھسیٹو اُس کو بیچوں بیچ دوزخ کے اسی طرح رہیں گے اور بیاہ دینگے ہم اُن کو ساتھ حوروں اچھی آنکھوں والیوں کے (آیت ۴۳-۵۰)

محقق واہ کیا خدا عادل ہوکر انسانوں کو پکڑواتا اور گھسٹواتا ہے۔ جب مسلمانوں کا خدا ہی ایسا ہے تو اُس کے عابد مسلمان یتیم۔ کمزوروں کو پکڑیں گھسیٹیں تو اس میں کیا تعجب ہے؟ اور وہ دنیوی آدمیوں کی مانند شادی بھی کراتا ہے گویا کہ مسلمانوں کا پروہت یعنی قاضی نکاح کرانیوالا ہے۔

مدقق (۱۳۹) سوامی جی! بُرا نہ منائیے۔ آریہ سماج کے ممبر بُرے کرم کریں تو کُتے سؤر بندر کی جون میں اُن کو ڈلوا کر دربدر کون پھراتا ہے اور مردار کُتے یا گئو ماتا مری ہوئی بھنگیوں کے ہاتھ سے کون گھسٹواتا ہے۔ وہی جس نے یہ سزا اُن کمبختوں بدکاروں شریروں کیلئے مقرر کی ہے پس آگے اپنی ٹانگ بندی ملالیں کہ آریوں کا پرمیشر ایسا ہے ویسا ہے الی آخرہ۔

پنڈت جی آپ کو معلوم نہیں کہ دنیا میں بھی یہ نعمتیں (نکاح وغیرہ) خدا ہی کی دی ہوئی ہیں۔ سنو! پرمیشور پرمان دیتا ہے۔

"میں سب کو راحت و سامان مخلوق کے لیے قسم قسم کی خوراکوں کی تقسیم بغرض پرورش کرتا ہوں" (رگ وید منڈل اسوکت ۴۸ منتر)

(۱۴۰) سورہ محمدؐ پس جب ملاقات کرو تم اُن لوگوں کی کہ کافر ہوئے پس مار و گردنیں اُنکی یہانتک کہ چور کردو اُن کو پس محکم کردو قید کرنا اور بہت بستیاں تھیں کہ وہ سخت تھیں قوت میں بستی تیری سے جس نے نکالدیا تجھ کو ہلاک کیا ہم نے اُن کو پس نہ ہوا کوئی مدد

Marfat.com

دینے والا واسطے اُن کے صفت اُس بہشت کی کہ وعدہ کئے گئے ہیں۔ پرہیزگار بیچ اُس کے نہریں ہیں پانی سے بن بگڑا ہوا اور نہریں ہیں دودھ کی کہ نہ بدلا گیا مزہ اُس کا اور نہریں ہیں شراب کی مزہ دینے والی واسطے پینے والوں کے اور نہریں شہد صاف کئے گئے کی اور واسطے اُن کے ہیں بیچ اُس کے ہر طرح کے میوے اور بخشش پروردگار اُن کے سے (آیت ۴-۱۴-۱۶)

محقق اس لئے یہ قرآن خدا اور مسلمان غدر مچانے۔ سب کو تکلیف دینے اور اپنا مطلب نکالنے والے ظالم ہیں۔ جیسا یہاں لکھا ہے ویسا ہی اگر دوسرا کوئی غیر مذہب والا مسلمانوں پر کرے تو مسلمانوں کو ویسا ہی دکھ جیسا اور دنکو دیتے ہیں ہو یا نہیں اور خدا کی طرفداری دیکھئے کہ جنہوں نے محمد صاحب کو نکالدیا اُن کو خدا نے ہلاک کر ڈالا بھلا جس میں پاک پانی دودھ۔ شراب اور شہد کی نہریں ہیں وہ دنیا سے کیا زیادہ ہو سکتا ہے؟ اور دودھ کی نہریں کبھی ہو سکتی ہیں؟ کیونکہ وہ تھوڑے عرصہ میں بگڑ جاتا ہے ان باتوں کے سبب سے عقلمند لوگ قرآن کے مذہب کو نہیں مانتے

مدقق کیسا بیوقوف ہے جو شیشوں کا گھر بنا کر دوسروں پر پتھر برساتا ہے۔ سلسلے سوال کا جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ دودھ کے بگڑنے کے متعلق نمبر ۱۲۹ دیکھو ہاں اتنا کہدینا کوئی بیجا نہیں گو یہ شکایت کچھ جدید نہیں کہ پنڈت جی نے آیت موصوفہ کا اردو ترجمہ بھی نہیں سمجھا ورنہ پنڈت جی یہ سوال نہ کرتے کہ

"خدا کی طرفداری دیکھئے کہ جنہوں نے محمد صاحب کو نکال دیا اُن کو خدا نے ہلاک کر ڈالا"

اس لئے کہ جس فقرہ پر اعتراض کیا ہے وہ اس بستی سے متعلق نہیں ہے جس نے پیغمبر اسلام علیہ السلام کو نکالا تھا۔ بلکہ وہ پہلی بستیوں کے متعلق ہے۔ سنو! الفاظ یہ ہیں۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ

(ترجمہ بامحاورہ) یہ بستی (مکہ) جس نے تم کو گھر سے نکال چھوڑا کتنی بستیاں۔ اس سے بھی بل بوتے میں بڑھی چڑھی تھیں کہ ہم نے اُن کو ہلاک کر مارا اور کوئی بھی ان کی مدد کو کھڑا نہ ہوا۔

اس لئے کہ بقاعدہ نحو اَخْرَجَتْكَ صفت ہے مِنْ قَرْيَةٍ مگر پنڈت جی نے اُس کو اسکی

Marfat.com

خبر سمجھ لیا کیوں نہ ہو ؎

لطف پر لطف ہے املا میں تیرے یار کے یا حاد حطی سے گیج لکھتا ہے ہوز سے ہا

گو یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں کہ جو بستی خدا کے رسول کو ہتک عزت کر کے نکالدے وہ مستوجب ہلاکت ہو۔ مگر یہاں تو مطلب ہی یہ نہیں۔ کیا جس پاپی نے سوامی جی کو زہر دیکر مارا وہ سزا نہ پاویگا۔

(۱۴۱) سورہ واقعہ جس وقت ہلائی جاویگی زمین ہلائے جانے کر اور اُڑائے جائیں گے پہاڑ اور اڑائے جانے کر۔ پس ہو جاویگے بھُنگے پراگندہ۔ پس صاحب داہنی طرف کے کیا ہیں صاحب داہنی طرف کے اور صاحب بائیں طرف کے کیا ہیں صاحب بائیں طرف کے۔ اوپر پلنگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے کے ہیں تکیہ کئے ہوئے اوپر اُن کے آمنے سامنے اور پھریں گے اوپر اُن کے لڑکے ہمیشہ رہنے والے ساتھ آبخوروں کے اور آفتابوں کے پیالوں کے شراب صاف سے نہیں سر درد کھائے جاویگے اُس سے اور نہ بیجا بولیں گے اور میوے اُس قسم کے کہ پسند کریں اور گوشت جانوروں اور پرندوں کے اُس قسم سے کہ چاہیں گے اور واسطے ان کے عورتیں ہیں گوری بڑی آنکھوں والیاں مانند موتیوں چھپائے ہوئے کے اور بچھونے بلند تحقیق پیدا کیا ہم نے عورتوں اُنکی کو پیدا کرنا۔ پس کیا ہے ہم نے اُن کو باکرہ خاوند والیاں ہم عمر واسطے داہنے طرف والوں کے۔ پس بھرنیوالے ہو اس سے پہلوں کو پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ گرنے تاروں کے (آیت ۴-۵-۶-۸-۹ ۱۰-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۵۳-۷۵)

محقق اب دیکھئے مصنف قرآنی کی کارسازی بھلا زمین تو ہلتی رہتی ہے۔ اس وقت بھی ہلتی رہے گی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصنف قرآن زمین کو ساکن جانتا تھا۔ پہاڑوں کو کیا مثل پرند کے اُڑا دیگا؟ اگر بھُنگے ہو جاویں گے تو پھر بھی لطیف جسم والے رہیں گے۔ تو پھر ان کا دوسرا جنم کیوں نہیں؟ واہ جی! اگر خدا مجسم نہ ہوتا تو اُس کے دائیں طرف اور بائیں طرف کیونکر کھڑے ہو سکتے؟ جب وہاں پلنگ سونے کی تاروں سے بنے ہوئے ہیں تو بڑھئی سنار بھی وہاں رہتے ہونگے اور کھٹمل کاٹتے ہونگے اور ان کو رات

Marfat.com

کو بھی نہیں سونے دیتے ہونگے۔ کیا وے تکیہ لگا کر بہشت میں بیٹھے رہتے ہیں یا کچھ کام بھی کرتے ہیں؟ اگر بیٹھے ہی رہتے ہونگے تو اُن کو غذا ہضم نہ ہونیسے وے بیمار ہو کر جلدی مر بھی جاتے ہونگے اور اگر کام کیا کرتے ہونگے تو جیسی محنت مزدوری یہاں کرتے ہیں ویسے ہی وہاں محنت کر کے گزر کرتے ہونگے۔ پھر یہاں سے وہاں بہشت میں زیادہ کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اگر وہاں لڑکے ہمیشہ رہتے ہیں تو ان کے ماں باپ بھی رہتے ہونگے اور ساس سسر بھی ہونگے۔ تب تو بڑا بھاری شہر بستا ہوگا اور بول و براز کی بدبو کے باعث بیماریاں بھی بہت سی ہوتی ہونگی۔ کیونکہ جب میوے کھا وینگے۔ گلاسوں میں پانی پیوینگے اور پیالوں سے شراب پیوینگے تو کیا اُن کا سر نہ دکھیگا اور کیا کوئی بے جانہ بولیگا؟ خوب میوے اور جانوروں اور پرندوں کے گوشت بھی کھا دینگے تب تو طرح طرح کی تکلیفات ہونگی اور جب وہاں پرند اور چرند ہونگے تو خونریزی بھی ہوتی ہوگی اور استخواں جہاں تہاں بکھری پڑی ہونگی اور قصابوں کی دکانیں بھی ہونگی۔ واہ کیا کہنا ان کے بہشت کی تعریف کہ وہ ملک عرب سے بڑھکر نظر آتی ہے!!! اور اگر شراب کباب پی کھا کر مست ہوتے ہیں تو حور و غلمان بھی وہاں ضرور رہنے چاہئیں۔ نہیں تو ایسے نشہ باز سر میں گرمی چڑھ جانے سے پاگل ہو جاوینگے بہت مرد عورتوں کے بیٹھنے سونے کیلئے ضروری بچھونے بڑے بڑے چاہئیں۔ جب خدا باکرہ عورتوں کو بہشت میں پیدا کرتا ہے تب ہی تو کہو اسے لڑکوں کو بھی پیدا کرتا ہے بھلا باکرہ عورتوں کا بیاہ تو یہاں سے امیدوار ہو کر گئے ہیں اُن کے ساتھ خدا نے لکھا لیکن ہمیشہ رہنے والے لڑکوں کا کسی بھی باکرہ عورت کیساتھ بیاہ ہونا نہ لکھا تو کیا وے بھی انہیں امیدواروں کے ساتھ مثل باکرہ عورتوں کے دیئے جاوینگے اس کا فاعدہ کچھ بھی نہ لکھا یہ خدا کی بڑی بھول کیوں ہو گئی اگر ہم عمر والی سہاگن عورتیں خاوندوں کو پاکر بہشت میں رہتی ہیں تو ٹھیک نہیں ہے کیونکہ عورتوں سے مردوں کی عمر دوگنی ڈھائی گنا چاہیئے۔ یہ تو مسلمانوں کے بہشت کی کہانی ہے اور دوزخ والے تھوہر کے درختوں کو کھا کر پیٹ بھر لینگے تو خاردار درخت بھی دوزخ میں ہونگے اور خار بھی لگتے ہونگے اور گرم پانی کا پینا وغیرہ دوزخ میں پاوینگے قسم کا کھانا اکثر دوزخ کا بیان ہے استہانہ

Marfat.com

کا نہیں اگر خدا بھی قسم کھاتا ہے تو وہ بھی جھوٹ سے بری نہیں ہو سکتا۔

مدقق (۱۴۱) بھولے سوامی جی! جس بات کو آدمی نہ سمجھے اُس کا علاج یہ ہے کہ کسی ودوان (عالم) سے پوچھ لے نہ کہ من گھڑت سوال کر کے ودوانوں میں ذلیل ہو۔ زمین کے ہلنے کا جواب نمبر ۱۱۰ وغیرہ میں ہو چکا ہے۔

پنڈت جی! دہنا ہاتھ لوگوں کا مراد ہے نہ کہ خدا کا سنو! قرآن خود بتلاتا ہے۔

اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَیَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَہْ[1]

تعجب ہے یہی ترجمہ سوامی جی خود نمبر ۱۴۵ میں نقل کر چکے ہیں۔ ناظرین نمبر مذکور میں زیرِ خط عبارت ملاحظہ فرماویں۔

کہئے آگے پیچھے کو نہ دیکھنے والے کون ہوتے ہیں؟ ہاں خوب کہی کہ "سنار اور کھٹمل وغیرہ بھی ہونگے" ہاں بیشک ہونگے لیکن کافروں ہی سے اگر یہ کام خدا لے تو کوئی حرج کی بات نہیں انہیں کو اس بیگار میں پھنسائے یا محض خدا اپنی قدرت سے سب سامان راحت مہیا کر دے۔ سُنو!

پرمیشور کے ہاتھ نہیں اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور قابو رکھتا ہے (ستیارتھ صفحہ ۲۴۴ باب ۸)

بہشت میں اہل بہشت مہذب عیش و عشرت کے علاوہ اوقات یاد الٰہی میں گزاریں گے ہاں مجھے یاد آیا کہ جیو (روح) مکتی (نجات) پا کر پرمیشور کی انڈ جو چلا جاتا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں

"برہم (خدا) ہر جگہ بھرپور ہے اس میں مکت جیو بے روک ٹوک وگیان (معرفت) اور آنند کے ساتھ پھرتا ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۲ باب نمبر ۱۵)

خدا کے اندر جاتا ہے خدا کو ٹھاہے یا تالاب ہے؟ جا کر وہاں بیکار بیٹھا رہتا ہوگا تو تو اُس کا بھی جی اُکتا جاتا ہوگا۔ کیا خوب سوال ہے کہ پنڈت جی بہشت کو بڑا شہر سمجھتے ہیں۔ سوامی جی! سنئے ہم آپ کو اُسکی لمبائی چوڑائی بتاتے ہیں لیکن دو مینڈکوں کی گفتگو سے ہمیں خطرہ ہے ایک کنوئیں میں دریا کا مینڈک آ پڑا تو کنوئیں کے مینڈک نے اُس سے پوچھا کہ دریا کتنا ہوتا ہے وہ بولا بہت بڑا کنوئیں کے مینڈک نے ایک غوطہ لگا کر کنوئیں کا نصف پاٹ تیر کر پوچھا کہ اتنا؟ وہ بولا کہ اس سے بھی زیادہ۔ آخر کنوئیں والے مینڈک نے سارا پاٹ پورا کیا اور

[1] جس کو اپنے دائیں ہاتھ میں پرچہ ملیگا۔ وہ دوستوں سے کہیگا آؤ میرا پرچہ پڑھو۔

Marfat.com

پوچھا کہ آتنا؟ اس نے کہا تو احمق ہے۔ دریا اتنے ہوتے ہیں؟ کنوئیں کے مینڈک نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے اس سے بڑھکر پانی کہیں تمام دنیا بھر میں نہ ہوگا۔ سو اگر سوامی جی ہم پر اعتراض نہ کریں تو ہم اُن کو بتلاتے ہیں۔ سنو!

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

کٹھمل اور بول وبراز کا بھی جواب یہ ہے کہ وہاں ہونگے ہی نہیں کیونکہ وہاں کا قانون ہی اور ہے نمبر ۱۲۹ دیکھو نشہ کا جواب نمبر ۱۳۲ میں دیکھو۔ غرض یہ ہے کہ سب کچھ جو قرآن نے بتلایا ہے۔ ہوگا۔ آپنے کسی دلیل سے اُس کا رد نہیں کیا۔ سابقہ نمبروں میں مفصّل جواب دیکھو" بیہودہ ہوں بجواس کرنیوالا جواب کا مستحق نہیں ہوتا" بہشت کا مضمون کئی دفعہ ہو چکا ہے گزشتہ نمبر ملاحظہ ہوں (۲ ۔ ۱۲) سورہ صف تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے اُن لوگوں کو کہ لڑتے ہیں بیچ راہ اُس کے کے (آیت ۴)

محقق واہ ٹھیک ہے ایسی ایسی نکمّی باتونکی ہدایت کرکے بیچارے ملک عرب کے باشندوں کو سب سے لڑا دشمن بنا کر باہم تکلیف دلائی اور مذہب کا جھنڈا بلند کرکے لڑائی پھیلائی۔ ایسے کو کوئی عقلمند خدا کبھی نہیں مان سکتا جو قوم میں فساد بڑھادے وہی سب کو تکلیف دہ ہوتا ہے۔

مدقق نمبر ۲ و نمبر ۳۱ ملاحظہ ہوں۔ سچ پوچھو تو آپ سے زیادہ کس نے فساد مچایا ناحق بے سمجھی سے ویدوں کا نشٹ کیا۔ بھلا ویدوں پر تو کوئی حق شفع ہوگا قرآن اور بائیبل سے یوں ہی منہ آنے لگے۔

(۱۴۳) سورہ تحریم۔ اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اُس چیز کو کہ حلال کی خدا نے واسطے تیرے چاہتا ہے تو رضامندی بی بیوں اپنی کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے شتاب ہے پروردگار اُس کا اگر اطلاق دے تجکو یہ کہ بدل دیوے اُسکو بی بیاں بہتر تم سے مسلمان عورتیں ایمان والیاں فرمانبرداری کرنیوالیاں۔ توبہ کرنیوالیاں۔ عبادت کرنیوالیاں روزہ رکھنے والیاں خاوند دیکھی ہوئیاں اور بن دیکھی ہوئیاں۔ (آیت ۱-۵)

لہ جنت کی صرف چوڑائی تمام آسمانوں اور موجودہ زمینوں جتنی ہوگی ۲ ☆ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۰

Marfat.com

محقق غور سے سوچنا چاہیئے کہ خدا کیا ہوا۔ محمد صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی انتظام کرنیوالا ملازم ٹھیرا۔ پہلی آیت پر دو کہانیاں ہیں ایک تو یہ کہ محمد صاحب کو شہد کا شربت پسند تھا اور ان کی کئی بیویاں تھیں۔ ان میں سے ایک کے گھر پینے لگے تو یہ بات دوسری بیویوں کو ناگوار گذری۔ اس کے کہنے سننے کے بعد محمد صاحب قسم کھا گئے کہ ہم نہ پیوینگے دوسری یہ کہ انکی کئی بیویوں میں سے ایک کی باری تھی۔ اس کے یہاں رات کو گئے تو وہاں نہ تھی۔ اپنے باپ کے ہاں گئی تھی۔ محمد صاحب نے ایک لونڈی یعنی کنیز کو بلا کر پاک کیا جب بیوی کو اس کی خبر ملی تو ناراض ہو گئی تب محمد صاحب نے قسم کھائی کہ میں ایسا نہ کرونگا۔ اور بیوی سے کہہ دیا کہ تم نے کسی سے یہ بات مت کہنی۔ بیوی نے منظور کیا کہ نہ کہونگی۔ پھر انہوں نے دوسری بیوی سے جا کر کہا۔ اس پر یہ آیت خدا نے اتاری کہ جس چیز کو ہم نے تیرے اوپر حلال کیا اسکو تو حرام کیوں کرتا ہے عقلمند لوگ غور کریں۔ کہ بھلا کہیں خدا بھی کسی کے گھر کا فیصلہ کرتا پھرتا ہے؟ اور محمد صاحب کی چال چلن ان باتوں سے ظاہر ہی ہے کیونکہ جو کئی عورتوں کو رکھے وہ خدا کا عابد یا پیغمبر کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور جو ایک عورت کی طرفداری سے بے آبروئی کرے اور دوسری کی عزت کرے تو وہ طرفدار ہو کر گنہگار کیوں نہ ہوگا؟ اور جو کئی عورتوں سے بھی سیری نہ پا کر کنیزوں کے ساتھ پھنسے اس کے نزدیک شرم خوف اور دھرم کیونکر پھٹک سکتا ہے کسی نے کہا ہے جو زانی آدمی ہیں ان کو گناہ سے ڈر یا شرم نہیں آتی ان کا خدا بھی محمد صاحب کی بیویوں اور پیغمبر کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے میں گویا سرپنچ (ثالث) بنا ہے۔ اب اے جان عقل غور کریں کہ یہ قرآن عالم یا خدا کا بنایا ہوا ہے یا کسی جاہل خود غرض کا اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب سے اسکی کوئی بیوی ناراض ہو گئی ہوگی اس پر خدا نے یہ آیت اتار کر اس کو دھمکایا ہوگا۔ کہ اگر تو گڑبڑ کریگی اور محمد صاحب تجھے طلاق دیدیں گے تو ان کو ان کا خدا تجھ سے اچھی بیویاں دیگا کہ جو خاوند سے نہ ملی ہوں۔ جس آدمی کو ذرا سی عقل ہے وہ غور کر سکتا ہے کہ یہ خدا کے کام ہیں یا اپنی مطلب براری کیواسطے خدا کی طرف سے محمد صاحب کہہ دیتے تھے۔ جو لوگ خدا ہی کی طرف لگاتے ہیں انکو ہم تو کیا سب عقلمند لوگ یہی کہیں گے کہ خدا کیا ٹھیرا گویا محمد صاحب کیلئے بیویاں لانیوالا نائی ٹھیرا

Marfat.com

متعلقہ ۱۴۳ احکام خانہ داری بتلانے سے خدا ملازم یا نوکر ٹھیرتا ہے تو پرمیشور کا پرمان سنو!

اے بیاہے ہوئے مرد عورتو! تم دونو رات کہاں ٹھیرے تھے اور دن تم نے کہاں بسر کیا تھا تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا؟ تمہارا وطن کہاں ہے۔ جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور (دوسرے خاوند) کے ساتھ شب باش ہوتی ہے۔ یا جس طرح بیاہ ہوا مرد اپنی بیاہت عورت کیساتھ اولاد کیلئے یکجا شب باش ہوتا ہے اسی طرح تم کہاں شب باش ہوتے تھے" (رگوید اشٹک ۷ ادھیائے ورگ ۱۵ منتر ۲)

اور سنو!

اے بیوہ عورت تو اپنے اصلی خاوند کے مرنے پر کسی ایسے مرد کو بطریق نیوگ خاوند قبول کر جسکی بیاہتا عورت مرگئی ہو اور اس طرح اولاد پیدا کرکے سکھ حاصل کر (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۸ منتر ۸)

اور سنئے!

اے دیور (دوسرے خاوند) کی خدمت کرنیوالی عورت اور بیاہے ہوئے خاوند کی فرمانبردار بیوی تو نیک اور صاف بیوی ہو تو گھر کے کاروبار میں عمدہ اصول پر عمل کر اور اپنے پلے ہوئے جانوروں کی حفاظت کر اور عمدہ کمال اور خوبی اور علم و تربیت حاصل کرکے طاقتور اولاد پیدا کر اور ہمیشہ اولاد میں مستعد رہ اے بنوگ کے ذریعہ سے دوسرے کی خواہش کرنے والی تو ہمیشہ سکھ دینے والی ہوکر گھر میں ہون وغیرہ کی آگ کا استعمال اور تمام خانہ داری کے کاروبار کو دل لگا کر بڑی احتیاط سے کر" (اتھروید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۲۔ منتر ۱۸)

سپیشل ڈیوٹی کی بابت بھی وید کی ہدایت سنو!

اے انسانو! جس طرح زبان سے لذت حاصل کی جاتی ہے۔ اسی طرح پڑھی لکھی عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کے خوبصورت اعضاء کے ساتھ اپنے اعضاء کو ملائے اور ایک آرام دہ صورت میں ہوکر سر کے ساتھ سر اور منہ کے ساتھ منہ کو پاک کرے اسی طرح دونوں بیوی خاوند ملاپ کیا کریں جس مرد کا ذکر صحیح سالم ہوتا ہے جو بڑے زور سے یہ فعل (جماع) کرنیوالا ہو ماسکو چاہئے کہ وہ یہ سب کچھ ایسے طریقہ سے کرے جس سے نہ صرف راحت حاصل ہو بلکہ اولاد پیدا کرنیکا بھی باعث ہو (یجروید باب ۱۹۔ منتر ۸۸)

Marfat.com

سماجی مترو! یہ وید ہے یا کوک شاستر؟

پس اسی طرح نہیں نہیں توبہ توبہ ایسے غیر مہذب نہیں بلکہ نہایت حیا اور تہذیب سے اس آئت میں خدا نے پیغمبر صاحب کی بیویوں کو ہدایت فرمائی ہے۔

اصل یہ ہے کہ پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو کسی بیوی نے شہد پینے پر کہا کہ آپکے منہ مبارک سے بو آتی ہے چنانچہ پنڈت جی نے اسکو نقل کیا ہے اور یہی روایت بہت صحیح ہے اس پر آپنے شہد کا پینا چھوڑ دیا اور قسم کھالی کہ آئندہ کبھی نہ پیونگا۔ مگر چونکہ نبی کا کام اُمّت کیلئے دلیل اور سنّت ہوتا ہے اسلئے خطرہ تھا کہ بعد آپکے تمام لوگ اسیطرح حلال چیزوں کو حرام کرلیں تو گویا ایک مذہبی مسئلہ بن جاتا۔ اس لئے خدا نے یہ حکم نازل فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ بیویوں کی خوشی یہانتک چاہیئے کہ حلال چیز کو حرام سمجھنے لگو۔ ہر ایک چیز کی حد ہے ایسا نہ کرو بلکہ اپنی قسم کا کفارہ دیکر بدستور حلال چیز کو کھاؤ پیو۔

ہاں اگر آپ کو یہ اعتراض سوجھے کہ بیویوں کی خوشی پیغمبر صاحب کو ایسی کیوں ضروری ہوئی کہ یہانتک نوبت پہنچی تو سنو!

جس خاندان میں عورت سے خاوند اور خاوند سے عورت اچھی طرح خوش رہتے ہیں۔ اسی خاندان میں کل خوش نصیبی اور اقبالمندی سے قیام کرتی ہے جہاں شور و شر رہتا ہے وہاں بد بختی اور افلاس ڈیرہ جماتا ہے (ستیارتھ صفحہ ۱۲۳ باب ۴ نمبر ۴۶)

باقی تعدد ازواج کے متعلق سوال کا جواب نمبر ۱۲۷ میں ملاحظہ ہو۔

افسوس کہ سوامی جی کو باوجود صد تلاش کے پیغمبر صاحب کی سوانحعمری میں ایک واقعہ بھی ایسا نہ ملا جسے دانشوں کے سامنے پیش کرسکتے ہمیں بھی سوامی جی کی اس ناکامی پر افسوس ہے۔ لہذا ہم اُن کے اور اُنکی سماج کے اس غم اور افسوس میں شریک حال ہیں اور ہمدردی کرتے ہیں صرف یہی ایک واقعہ ملتا ہے کہ آپ بیویاں کرتے تھے جس کا مختصر جواب یہ ہے کہ آپ آدمی تھے اور نیچرل اصول کے پابند تھے قانون قدرت نے مرد کو عورت کی خواہش دی ہے پنڈت جی کیطرح ہمیشہ مجرد رہکر خلاف قانون قدرت نہیں کرتے تھے۔ اسکے متعلق مفصل بحث "رسالہ مقدس رسول" میں ملاحظہ ہو،

(۱۴۴) اے نبی جھگڑا کر کافروں اور منافقوں سے اور سختی کر اُوپر اُن کے (آئت ۹)

محقق دیکھئے مسلمانوں کے خدا کی کارسازی دوسرے مذہب والوں سے لڑنے کے لئے

Marfat.com

پیغمبر اور مسلمانوں کو بھڑکاتا ہے اسی وجہ سے مسلمان لوگ دنگا کرنے میں کمربستہ رہتے ہیں پرماتما مسلمانو پر نظر رحم کرے کہ جس سے یہ لوگ فساد چھوڑ کر سب سے رفاقت سے برتاؤ کریں۔

مدقق (۱۴) نمبر ۲ و نمبر ۳۱ وغیرہ ملاحظہ ہوں ہماری بھی دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ سماجیوں کو ہدایت کرے کہ وہ اپنے گرو کیطرح دوسرے مذہب والوں کو عموماً اور ہندوؤں کو خصوصاً برا بھلا کہکر ملک میں فساد نہ مچائیں۔

نوٹ۔ پہلے تو زبانی فسادات کرتے تھے ۱۹۲۳-۲۴ء میں تو آریوں نے ہاتھوں سے بھی فساد کئے۔ ملک میں ہر چہار طرف ان کے فسادات کی آگ بھڑک رہی ہے جس پر سب سے بڑی شہادت ہندوستان کے مشہور نیکدل لیڈر مہاتما گاندھی کی ہے جو اخیر کتاب ہٰذا کے درج ہے

مدقق (۱۵) سورہ حاقہ پھٹ جاویگا آسمان پس وہ اُس دن سُست ہوگا اور فرشتے ہونگے اوپر کناروں اُسکے کے اور اٹھاویں گے عرش رب تیرے کا اوپر اپنے اُس دن آٹھ شخص اُس دن روبرو لائے جاؤ گے تم، نہ چھپی رہے گی تم میں سے کوئی بات چھپی ہوئی پس جو کوئی دیا گیا اعمالنامہ بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے پس کہیگا سو پڑھو عملنامہ اپنا اور جو کوئی دیا گیا عملنامہ اپنا بیچ بائیں ہاتھ اپنے کے پس کہیگا اے کاشکے میں نہ دیا گیا ہوتا عملنامہ اپنا (آیت ۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۲۳)

محقق واہ کیا فلاسفی اور انصاف کی بات ہے۔ بھلا اکاش (آسمان) بھی کبھی پھٹ سکتا ہے؟ کیا وہ پارچہ کے موافق ہے جو پھٹ جاوے؟ اگر اجرام فلکی کو آسمان کہتے ہیں تو یہ بات علم کے خلاف ہے۔ اب قرآن کے خدا کے مجسم ہونے میں کوئی شک نہ رہا کیونکہ عرش پر بیٹھنا۔ آٹھ کہاروں سے اُٹھوانا بغیر مجسم کے کبھی نہیں ہوسکتا اور سامنے پیچھے بھی آنا جانا مجسم ہی کا ہوسکتا ہے جب وہ مجسم ہے تو محدود المکان ہوئے ہمہ دان محیط کل قادر مطلق نہیں ہوسکتا اور سب روحوں سے اعمال کبھی نہیں جان سکتا۔ تعجب کی بات ہے کہ شریف لوگوں کے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ دینا پڑھوانا بہشت میں بھیجنا اور بدکاروں کے بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ نکا دینا۔ دوزخ میں بھیجنا اور اعمالنامہ پڑھکر انصاف کرنا بھلا یہ کام ہمہ دان کا ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ سب کارروائی لڑکپن کی ہے۔

Marfat.com

مدقق (۱۴۵) آسمان کا جواب نمبر ۷ نمبر ۸۸ و نمبر ۱۲۹ میں ہو چکا ہے عرش اٹھانا مجاز اور استعارہ ہے اظہار جلالت و عظمت الٰہی ہے نہ یہ کہ خدا عرش پر یوں بیٹھا ہوگا۔ جیسا کوئی راجہ پالکی میں بیٹھا ہوتا ہے اور پالکی کہاروں نے اٹھائی ہوتی ہے بلکہ آیت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ حکومت اور جلالت خداوندی کا وہ عالم ہوگا کہ کوئی کسی سے بول نہ سکیگا۔ نہ مدد دے سکیگا چنانچہ اس سے آگے کے لفظوں میں فرمایا ہے جن کو آپ نے بھی نقل کیا ہے کہ اُس دن سب دربار الٰہی میں حاضر ہونگے کوئی انکی کرتوت نیک و بد چھپی نہ رہے گی اور مارے خوف کے سب دم بخود ہونگے سنو قرآن شریف بتلاتا ہے۔ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا

(سب آوازیں پست ہو جائینگی ایسی کہ بغیر پاؤں کی آواز کے کچھ سننے میں نہ آئیگا)

ہماری اس توجیہ پر آپ بھومکا صفحہ ۱ پر دستخط کر آئے ہیں۔

"جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے"

مگر افسوس کہ ان اصولوں سے آپ ہمیشہ اپنا ہی فائدہ لیا کرتے ہیں دوسروں کا نہیں کہ جہاں ید خدا اعضا بتلائے وہاں تو آپ اسی اصول سے تاویل کر جائیں اور جہاں قرآن یا اور کتاب اس قسم کے استعارے بولے خواہ وہاں قرائن بھی کئی قسم کے ہوں وہاں پر سارا سادھو پنا گنگا میں ڈبو کر ننگے ہو بیٹھیں اور آئیں بائیں شائیں ہانکنی شروع کر دیں۔ سمجھ جیو اسنو!

آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

دائیں بائیں ہاتھ میں اعمالنامے ملنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا صرف معمولی تمسخر سے کام لیا اس لئے بحکم ستیارتھ باب نمبر ۱۴ صفحہ ۳۵۰ اور نیز بصفحہ ۵ "جواب جاہلاں باشد خموشی" ہماری طرف سے جواب خاموشی ہے۔

ہاں اتنا ضرور بتلا دیتے ہیں کہ اعمالنامہ لوگوں کی تسلی کیلئے ہونگے خدا کو ان کی ضرورت نہیں سنو قرآن نے خود بتلا دیا ہے اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا

(۱۴۶) سورہ معارج پڑھتے ہیں فرشتے اور روح اس کی طرف اُس کی وہ عذاب ہوگا پیچ اُس دن کے کہ تھی مقدار اُس کی پچاس ہزار برس کی۔ جس دن نکلینگے قبروں میں سے دوڑتے ہوئے گویا کہ وہ طرف بتوں کے مکانوں کے دوڑتے ہیں (آیت ۴۔ ۴۳)

محقق اگر پچاس ہزار برس کے دن کا اندازہ ہے تو پچاس ہزار برس کی رات کیوں نہیں

Marfat.com

نہیں اگر اتنی بڑی رات نہیں ہے تو اتنا بڑا دن کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیا پچاس ہزار برس تک خدا۔ فرشتے اور اعمالنامہ والے کھڑے یا بیٹھے یا جاگتے ہی ہونگے۔ اگر ایسا ہے تو بیمار ہو کر مر بھی جاویگے۔ کہ قبروں سے نکل کر خدا کی کچہری کی طرف دوڑ بیگے۔ اُن کے پاس سمن قبروں میں کیونکر پہنچینگے؟ اور ان بیچاروں کو جو نیک کردار یا بدکردار ہیں۔ اتنی مدت تک قبروں میں دورہ سپرد کیوں رکھا؟ اور آجکل خدا کی کچہری بند ہو گئی اور خدا اور فرشتے نکمے بیٹھے ہونگے یا کچھ کام کرتے ہونگے اپنے اپنے مکانوں پر بیٹھے اِدھر اُدھر گھومتے ہونگے تاج تماشہ دیکھتے اور عیش و عشرت کرتے ہونگے۔ ایسا انہ ہر کسی سلطنت میں نہ ہوگا۔ ایسی ایسی باتوں کو سوائے وحشی لوگوں کے دوسرا کون مانیگا؟

نوٹ (۱۴۶) سوامی جی تو چاہتا تھا کہ سوامی جی کی آگیا (حکم) مندرجہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۰ باب ۱۱ پر عمل کریں مگر اپنے ناظرین کی خاطر نمبر ۱۲۵ کا حوالہ دیتے ہیں۔

ہاں یہ بات قابل اظہار ہے کہ سوامی جی کا منقولہ ترجمہ گو مترجم قرآن میں ہے۔ مگر ذرہ سی اصلاح یا وضاحت طلب ہے اور لفظ "تھی" ٹھیک نہیں ہے" درست ہے مترجم صاحب نے بھی غلطی نہیں کی کیونکہ "تھی" جس لفظ کا ترجمہ ہے وہ "کَانَ" ہے کَانَ کے معنی کبھی "مرادف" بُود" کے ہوتے ہیں اس وقت اس کا ترجمہ "تھی" یا "تھا" ہوا کرتا ہے اور کبھی "ہست" کے مرادف ہوتا ہے اس وقت اس کے معنے "ہے" کے ہوتے ہیں۔ جیسے کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا (اللہ علیم ہے) اسی طرح نمبر ۱۲۵ میں بھی "تھی" صحیح نہیں "ہے" صحیح ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فارسی ترجمہ میں ہست اور شاہ عبدالقادر صاحب نے اردو ترجمہ میں "ہے" لکھا ہے سوامی جی کو اور نیز ہم کو تو ضروری ہے کہ موقع محل مناسب اور آگے پیچھے کو دیکھ بھال کر معنی کیا کریں۔ ورنہ بھرمکا صفحہ ۵۲ والا فتویٰ جڑ اجاویگا۔ پس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ۔

فرشتے اور روح یعنی جبرئیل اللہ کی طرف چڑھتے ہیں ایک دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہے۔ تشریح نمبر ۱۲۵ میں دیکھو۔

(۱۴۷) سورہ نوح اور تحقیق پیدا کیا تم کو طرح طرح سے کیا نہیں دیکھا تم نے کیونکر پیدا کیا اللہ نے سات آسمانوں کو اوپر تلے اور کیا چاند کو بیچ اُن کے روشن اور کیا سورج کو چراغ (آیت ۱۵ تا ۱۶)

Marfat.com

محقق اگر روحوں کو خدا نے پیدا کیا ہے تو وے ازلی غیر فانی نہیں ہو سکتیں؛ پھر بہشت میں ہمیشہ کیونکر رہ سکیں گی؟ جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ ضرور فنا ہو جانے والی ہے آسمان (اکاش) کو اوپر نیچے کیونکر بنا سکتا ہے؟ کیونکہ وہ بے شکل اور محیط شے ہے اگر دوسری چیز کا نام آسمان (اکاش) رکھتے ہو تو بھی اس کا نام آسمان رکھنا بے معنی ہے اگر اوپر تلے آسمان کو بنایا ہے تو اُن سب کے بیچ میں چاند سورج کبھی نہیں رہ سکتے۔ اگر بیچ میں رکھا جائے تو ایک اوپر اور ایک نیچے کی چیز ہی روشن رہے دوسرے سے لیکر باقی سب میں تاریکی رہنی چاہئے ایسا نہیں معلوم ہوتا اس واسطے یہ بات بالکل جھوٹی ہے۔

مدقق بیشک آسمان ایک مجسم چیز ہے جسمیت کا بیان نمبر ۷ نمبر ۸۸ و نمبر ۱۲۹ وغیرہ میں ملاحظہ ہو نیچے اوپر اسطرح ہیں جس طرح بلور پر بلور رکھا جائے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ اگر چاند سورج بیچ میں رکھے جائیں تو اوپر اندھیرا ہوگا۔ کیا ہی خوب منطق ہے۔ بھلا پنڈت جی! اگر ہم آسمانوں کو بلور کے تختوں کی طرح شفاف جسم مانیں اور ان سب سے اوپر چاند سورج کو گڑا ہوا سمجھیں تو کیا خرابی؟ بتلائیے چوتھے اصول کو یاد رکھکر بتلائیے۔ لیجئے ہم یہ بھی نہیں کہتے بلکہ ہم حکمائے یونان کا مذہب لیتے ہیں جس کے لینے کی ہمیں کوئی خاص ضرورت نہیں کہ چاند فلک اوّل پر ہے اور سورج فلک رابع پر ہے مگر چونکہ دونو گولے یا گیند کی طرح ہیں جس کا رُخ کسی خاص طرف نہیں ہوتا چنانچہ پنڈت جی نمبر ۵۲ میں مانتے ہیں کہ سورج گول کرہ ہے اس لئے اوپر روشنی ہے اور نیچے بھی۔

سماجیو! اگر آزمانا چاہو تو کپڑے کا ایک گولہ بناؤ اور لوہے کی میخ میں باندھکر چھت سے لٹکاؤ اور اسپر تیل ڈال کر آگ لگا دو اور ستیارتھ پرکاش کو ہاتھ میں لئے رہو جب اُس کے جلنے سے چاروں طرف اوپر اور نیچے تمام روشنی ہو تو جو کچھ اس وقت ہاتھ میں لئے ہو۔ اس میں جھونک دو اور ہمیں اس ماجرا کا ایک اطلاعی کارڈ لکھو۔

بیشک روحیں خدا کی پیدائش ہیں۔ اگر وہ چاہے تو فنا کر سکتا ہے لیکن خدا اگر کسی مخلوق کو ہمیشہ کیلئے رکھنا چاہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ مخلوق کی ابتدا ہونی تو ضرور ہے کیونکہ اس کا وصف خلقیت ہی اُس کے حدوث کو مستلزم ہے۔ مگر فنا ضروری نہیں۔ ہاں قابل فنا بیشک ہے

Marfat.com

اگر فاعل چاہے تو فنا کردے. شاید آپ کو یہ معلوم نہیں کہ مسلمان خدا تعالیٰ کو مخلوق کے لئے صرف علت موجدہ ہی نہیں بلکہ علت موجدہ و مشبتہ دونو کہتے ہیں۔ جیسے چراغ روشنی کیلئے سنو! قرآن اس باریک مسئلہ کی طرف اشارہ کرتا ہے غور سے سنو! اینٹ کی نہیں بلکہ پتھر کی عینک لگا کر پڑھو۔

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ[1]

کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کو صرف علت موجدہ ہی کہا جاوے تو لازم آئیگا کہ اس وقت بعد وجود پذیر ہونے مخلوقات کے خدا کی کوئی حاجت نہو جیسے کپڑے کو بعد طیار ہونیکے درزی کی حاجت نہیں ہوتی یا بندوق کی گولی کو بعد چلا دینے بندوقچی کے بندوقچی کی حاجت نہیں۔ یہانتک کہ اگر گولی چلانے کے بعد فوراً بندوقچی مرجاوے تو بھی گولی کی حرکت میں کوئی نقص نہیں آتا حالانکہ ان معنی سے نہ صرف قرآن اور وید مخالف ہیں عقلی دلائل بھی اس کے کذب ہیں۔ پس علت مشبتہ کے ہوتے ہوئے معلول کا فنا ایسا اختیاری نہیں ہوتا کہ خواہ مخواہ گو علت اس کو بحال رکھنا چاہے تو بھی وہ فنا ہوتا جائے۔ پس روحوں کو یا جن چیزوں کو خدا فنا نہیں کرنا چاہیگا۔ اُن کا فنا ہونا ضروری نہیں بلکہ عدم فنا ضروری ہے۔

(۱۴۸) سورۂ جن اور یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں پس مت پکارو ساتھ اللہ کی کسی کو (آیت ۱۸)

محقق اگر یہ بات راست ہے تو مسلمان لوگ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اس کلمہ میں خدا کے ساتھ محمد صاحب کو کیوں پکارتے ہیں؟ یہ بات قرآن کے برخلاف ہے اور جو خلاف نہیں کرتے تو اس بات کو جھوٹ ٹھہراتے ہیں۔ جب مسجدیں خدا کے گھر ہیں تو مسلمان بڑے بت پرست ہوئے۔ کیونکہ جیسے پورانی جینی چھوٹے سے بت کو خدا کا گھر مانتے سے بت پرست ٹھہرتے ہیں تو یہ لوگ کیوں نہیں؟

مدقق سوامی جی کو شرک سے نفرت ہے ہندوزادہ ہو کر ایسی نفرت غنیمت ہے ؎

پیرے کہ دم ز عشق زند لیں غنیمت است

---

[1] بیشک خدا آسمانوں اور زمینوں کو تباہ ہونے سے تھامے ہوئے ہے اگر وہ فنا ہونے لگیں تو اس کے سوا انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ + دیکھو مشتہر بجردیہ مندرجہ نمبر ۲ و نمبر ۱۵۴

Marfat.com

پنڈت جی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ پکارنے اور تصدیق کرنے میں فرق ہوتا ہے۔ سوامی جی پکارنا ایسا ہوتا ہے جیسے آپکے بھائی ہندو کہا کرتے ہیں اے ڈنڈ دیوتا اے رامچندر جی مہاراج سماجی پاپیوں کا نشٹ کرو جو ہمارے اوتاروں کو پانی پی پی کے کوستے ہیں۔ اور تصدیق اسے کہتے ہیں جیسے آریہ سماجی آپکی نسبت کہتے ہیں کہ سوامی جی مہاراج بڑے وِدوان ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں سماجیو! ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے بتلانا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ملاپ قسم ثانی سے ہے جسکو آپکے گرو جی مہرشی قسم اوّل سمجھے ہیں پس تم ہی اُنکی داد دو۔ باقی جواب نمبر ۲۱ و نمبر ۵۳ و نمبر ۵۵ میں ملاحظہ ہو۔

ہاں یہ بات بھی سماجیوں سے قابل دریافت ہے کہ مسجدوں کو خدا کا گھر کہنا کس آیت کا ترجمہ ہے پنڈت جی کے منقولہ ترجمہ پر غور کرو۔ کہیں مسجدوں کو بیت اللہ لکھا ہو تو ہمیں اطلاع دو ہاں ہم مسلمان مسجدوں کو بیت اللہ کہتے ہیں مگر آپ تو قرآن پر معترض ہیں ہم پر نہیں جیسے کہ دیباچہ باب نمبر ۱۴ میں لکھ آئے ہیں لیجئے ہم آپکو بتلاتے ہیں کہ بیت اور اللہ کے درمیان مضاف محذوف ہے یعنی بیت عباد اللہ علم ہو تو سمجھو یا نمبر ۶۱ دیکھو۔

(۱۴۹۱) سورۂ قیامت اکٹھا کیا جائیگا سورج اور چاند (آیت ۸)

تحقیق بھلا سورج اور چاند کبھی اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ دیکھئے یہ کتنی بھاری بیعقلی کی بات ہے اور سورج چاند کے اکٹھا کرنے میں کیا مطلب تھا اور دیگر سب اجرام فلکی کو اکٹھا نہ کرنے میں کیا دلیل ہے؟ ایسی ایسی ناممکن باتیں خدا کی بنائی ہوئی کبھی ہو سکتی ہیں سوائے جاہلوں کے اور کسی عالم کی بھی نہیں ہو سکتیں۔

تحقیق سوامی جی بے دلیل کہنے کے تو ایسے مشتاق ہیں کہ ماشاء اللہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں کہ پنڈت جی! میدانِ مناظرہ ہے سماج مندر نہیں جو جی میں آیا کہہ دیا ؎

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں سرتی صاحب یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے مینا نہ کہتے ہیں

سماجیو! پنڈت جی سے دلیل رہ گئی ہو تو تم ہی بتلاؤ کہ چاند سورج کے جمع نہ ہو سکنے کی کیا دلیل ہے؟ چاند اور سورج کے جمع کرنیسے یہ مراد ہے کہ اُن کو بے نور کر کے حرکت سے روک دیا جائیگا کیونکہ جنت میں سورج چاند کی ضرورت نہ ہوگی۔ سنو! قرآن شریف بتلاتا ہے لَا یَرَوْنَ

Marfat.com

فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا (یعنی جنت میں نہ تو سورج دیکھینگے اور نہ اُس کے نہ ہونے سے سردی پائینگے) اگر خلاف قانون قدرت کا شبہ ہو تو نمبر ۱۲۹ ملاحظہ کرو۔

(۱۵۰) سورہ دہر اور پھرینگے اوپر اُن کے لڑکے ہمیشہ رہنے والے جو وقت دیکھیگا تو اُن کو گمان کریگا تو اُن کو موتی بکھرے ہوئے اور پہنائے جاوینگے کنگھن چاندی کے اور پلاویگا اُن کو رب اُن کا شراب پاکیزہ (آیت ۱۹-۲۱)

محقق کیوں جی موتی کے رنگ والے لڑکے کس لئے وہاں رکھے جاتے ہیں۔ کیا جوان لوگ انکی خدمت یا عورتیں اُن کی سیری نہیں کرسکتیں؟ کیا تعجب کی بات ہے کہ جو یہ سب سے بُرا فعل لڑکوں کے ساتھ بدمعاشی کا کرنا ہے۔ اسکی بنیاد یہی قرآن کا قول ہو اور بہشت میں خادم مخدوم یعنی آقا و ملازم ہو ویسے آقا کو آرام اور نوکر کو محنت ہونے سے دکھ اور طرفداری کیوں پائی جاتی ہے؟ اور جب خدا ہی شراب پلائیگا تو وہ بھی خدمتگار کی مانند ٹھیریگا پھر خدا کی عظمت کیونکر رہ سکیگی؟ اور وہاں بہشت میں مرد عورت کے ہمبستر ہونے سے قیام حمل اور لڑکے بالے بھی ہوتے ہیں تو وے روحیں کہاں سے آئیں؟ اور بلا خدا کی عبادت کرنے بہشت میں کیوں پیدا ہوئیں؟ اگر پیدا ہوئیں تو اُن کو بلا ایمان لانے اور خدا کی عبادت کرنے سے کیونکر مغفرت ملیگا؟ بعض بیچارونکو ایمان لانے سے اور بعض کو بلا دھرم کئے کے سُکھ مل جاوے اس سے بڑھکر بے انصافی کیا ہوگی؟

صدقق کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ سچ ہے

(۱۵۱) آج معلوم ہوا کہ سوامی جی تجرّد میں کیسی گزارتے تھے۔ سماجیو! کہو جی کون دھرم ہے؟ پنڈت! یہ بچے خود انہیں جنتیوں کی نابالغ اولاد ہوگی چنانچہ دوسری آیت میں غِلْمَانٌ لَّهُمْ کا لفظ ہے یعنی انہیں کے بچے اُن کے پاس پھرینگے اسپر اگر آپ یہ کہیں کہ جنّت میں بے عمل کیوں جائینگے تو سنیئے! جنّت اُن لوگوں کیلئے ہے جو کفر شرک میں نہ مرے ہوں سنو!

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِیْنَ

بیچارے نابالغ بچوں کو تو اس امر کی خبر بھی نہیں کہ شرک کفر کیا ہوتا ہے اس لئے وہ جنت

لہ برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے (مقولہ عربی) سلہ خدا نے کافروں مشرکوں پر جنّت کو حرام کیا ہے۔

Marfat.com

میں جانے سے روکے نہیں جا سکینگے چاہے کسی کافر بلکہ کسی سماجی کی اولاد نابالغ بھی کیوں نہ ہو۔ یہ وید کی مت نہیں ہے کہ چار سال کے مسلمان بچے کے ہاتھ سے بھی نہ کھایا جاوے۔

خدا کے شراب پلانے کے یہ معنی ہیں کہ خدا کے حکم سے پینگے۔ افسوس کہ آپ اس امر سے بھی آگاہ نہیں کہ "جہاں جنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں مجاز ہوتا ہے" (بھومکا صفحہ ۱۰)

بیشک۔ مرد عورت اگر چاہیں گے تو ان کے دل بہلانے کو خدا اولاد بھی عنایت کریگا۔ حدیث شریف سے یہ مضمون پایا جاتا ہے اور قرآن میں یوں ہے سنو!

لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ

(۱۵۱) سورہ نباء بدلا دیئے جاوینگے موافق اعمال کے اور پیالے بھرے ہوتے ہیں اُس دن کھڑی ہونگی روحیں اور فرشتے صف باندھکر (آیت ۲۵، ۳۲، ۳۶)

تحقیق اگر اعمال کے مطابق ثمرہ دیا جاتا تو ہمیشہ بہشت میں رہنے والی حوروں۔ فرشتے اور سوتی کی مانند لڑکوں کو کس عمل کے بدلے ہمیشہ کیلئے بہشت ملا؟ جب پیالے بھر بھر کر شراب پیوینگے تو مست ہو کر کیوں نہ لڑینگے یہاں روح ایک فرشتے کا نام ہے جو سب فرشتوں سے بڑا ہے کیا خدا روح یا فرشتوں کو صف باندھکر کھڑے کر کے پلٹن باندھیگا؟ کیا پلٹن سے سب روحوں کو سزا دلاویگا؟ اور خدا اُس وقت کھڑا ہوگا یا بیٹھا؟ اگر قیامت تک خدا اپنی پلٹنیں جمع کر کے شیطان کو پکڑ لے تو اُسکی سلطنت بخوف و خطر ہو جاوے کیا اس کا نام خدائی ہے۔

ملحقہ (۱۵۱) نمبر ۵۰ میں ہم بتلا آئے ہیں کہ جنت اُن لوگوں کیلئے ہے جو شرک اور کفر سے بچے ہونگے پس فرشتوں اور حوروں کو اسی کے بدلہ میں کہ انہوں نے شرک کفر نہیں کیا تھا جنت ملیگی۔ صف باندھکر اس غرض سے ہونگے کہ جس کافر کو جہنم میں ڈالنے کی بابت حکم ہو۔ فوراً تعمیل کی جاوے۔ شیطان کو تو پکڑ لیتا مگر مذہبی امور میں خدا کسی پر جبر نہیں کیا کرتا۔ علاوہ اس کے چونکہ ستیارتھ پرکاش کے پڑھنے سے شیطان بیکار ہے اس لئے اس کا پکڑنا چنداں مفید نہیں رہا۔ باقی جواب نمبر ۳۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

لہ اُن جنتیوں کو جو چاہیں گے ملیگا۔

Marfat.com

(۱۵۲) سورۃ تکویر جس وقت کہ سورج لپٹا جاوے اور جس وقت کے تارے گدلے ہو جاویں اور جس وقت کہ پہاڑ چلائے جاویں کہ جسوقت کہ آسمان کی کھال اُتاری جاوے (آیت ۲-۳)

محقق یہ بڑی نادانی کی بات ہے کہ گول سورج کا کرّہ لپیٹا جاویگا اور تارے گدلے کیونکر ہو سکینگے؟ اور پہاڑ بے جان ہونے سے کیونکر چلینگے؟ اور آسمان کو کیا حیوان سمجھا کہ اُسکی کھال نکالی جاویگی۔ یہ بڑی نادانی اور جنگلی پن کی بات ہے۔

مدقق ۱۵۲ سورج کے لپیٹے جانے سے یہ مطلب ہے کہ نور ہو جاویگا اور جب وہ بے نور ہو گیا تو ستارے جو اُسی سے فیضیاب ہیں خود بخود گدلے ہو جاوینگے۔

آسمان کی کھال اُتارنے سے یہ مطلب ہے کہ پھٹ کر سرخی مائل ہو جائیگا سنو قرآن شریف خود بتلاتا ہے۔

وَانشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ[1]

گو مضمون صاف ہے مگر ناپاک باطن والوں کو علم کہاں؟ (بھومکا صفحہ ۵۲)

(۱۵۳) سورہ انفطار جس وقت کہ آسمان پھٹ جاوے اور جس وقت تارے جھڑ جاویں اور جس وقت کہ دریا چیرے جاویں اور جسوقت کہ قبریں زندہ کر کے اٹھائی جاویں (آیت ۱-۲-۳-۴)

محقق واہ جی قرآن کے مصنف فلاسفر! اکاش (آسمان) کو کیونکر کوئی پھاڑ سکیگا اور تاروں کو کیونکر جھاڑ سکیگا اور دریا کیا لکڑی ہے جو چیر ڈالیگا اور قبر میں کیا مردے ہیں جو زندہ کر سکیگا؟ یہ سب باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند ہیں۔

مدقق ۱۵۳ آسمان چونکہ جسم ہے (دیکھو نمبر ۷ نمبر ۸۸ و نمبر ۱۲۹ وغیرہ) اس لئے اُس کا پھٹنا ممکن ہے، تاروں کے جھڑنے سے ہی مراد ہے کہ تمام زمین پر پانی ہو جائیگا۔ چنانچہ آجکل کے فلاسفر بھی اس بات کے قائل ہیں کہ زمین سکڑتی جاتی ہے اور سمندر کناروں سے بڑھتا چلا آتا ہے۔ یہ تینوں واقعات تو اُس وقت کے ہیں جو قیامت کا حصہ اول ہے جس کو "فنا" یا "پرلے" کہتے ہیں۔ چوتھا واقعہ یعنی قبر والوں کا اُٹھنا اُسوقت کا واقعہ ہے جسکو محشر یعنی اصل قیامت کہتے ہیں۔

[1] آسمان پھٹ کر سرخ رنگ گلاب کی طرح ہو جائیگا ۱۲۔

Marfat.com

پنڈت جی! قبروں کے اُٹھنے سے مراد ہے قبر والوں کا اُٹھنا کیونکہ
اگر کوئی کہے کہ مچان بولتے ہیں تو یہاں پر یہ مراد سمجھی جاوے گی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے انسان بولتے ہیں" (بھومکا صفحہ ۱۰)

سماجیو! یہی سوامی جی کی سمجھ اور دیانت ہے؟ کہ حذف مضاف بھی نہیں سمجھتے بلکہ اپنی تصنیف بھومکا بھی بھول جاتے ہیں

(۱۵۴) سورہ بروج | قسم ہے آسمان برجوں والے کی بلکہ وہ قرآن ہے بزرگ ہیچ لوح محفوظ کے (آیت ۲۱)

محقق اس مصنف قرآن نے جغرافیہ اور علم ہیئت کچھ بھی نہیں پڑھا تھا۔ زنیں، تو آسمان کو قلعہ کی مانند برجوں والا کیوں کہتا؟ اگر حمل وغیرہ برجونکو بُرج کہتا ہے تو اور برج کیوں نہیں ہیں؟ اس لئے یہ بُرج نہیں ہیں۔ بلکہ سب تارہ لوک یعنی کرہ ہیں۔ کیا قرآن خدا کے پاس ہے؟ اگر یہ قرآن اُس کا تصنیف شدہ ہے تو خدا بھی علم و دلیل سے خارج لاعلم ہوگا۔

محقق (۵۴) قربان ایسی سمجھ پر سوامی جی! برج سے مراد سیاروں کی منزلیں ہیں سنیئے! قرآن خود بتلاتا ہے

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ

کیا چاند اور دیگر سیاروں کی منزلیں نہیں ہیں؟ ہاں ہم یہ نہیں سمجھے کہ پنڈت جی کیا کہتے ہیں کہ "اگر حمل وغیرہ برجوں کو بُرج کہتا ہے تو اور برج کیوں نہیں" کوئی سماجی دوست اس کا مطلب ہمیں سمجھا دے تو ہم مشکور ہونگے اور ایک نسخہ اسی کتاب کا انکی نذر کرینگے۔ ہمیں تو (بے ادبی معاف) دیوانے کی سی بڑ معلوم ہوتی ہے۔

ہاں سوامی جی قرآن خدا کے پاس سے ہے اور اس کے پاس ہے سنو! پرمیشور پرمان دیتا ہے۔

جس لایزال اعلیٰ حاشرف اور اکاش کی مانند محیط کل پرمیشور میں رگ وغیرہ چاروں وید قائم ہیں۔ اس کو برہم جاننا چاہیئے (رگ وید منڈل ۱ سوکت ۱۶۴ منتر ۳۹)

اسی طرح قرآن کو ہم مانتے ہیں علمی طریق سے سمجھنا چاہو تو سنو!

---

۵۴ چاند کیلئے ہم (خدا) نے منزلیں بنائی ہیں انہیں میں پھرتا پھرتا پتلی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید کلام الٰہی ازلی کا نام ہے جیسے آپ وید کی نسبت کہتے ہیں۔

(۱۵۵) سورہ طارق

محقق تحقیق وہ مکر کرتے ہیں ایک مکر اور میں بھی کرتا ہوں ایک مکر (آیت ۱۵-۱۶) مکر کہتے ہیں ٹھگ پنے کو کیا خدا بھی ٹھگ ہے؟ اور کیا چوری کا جواب چوری اور جھوٹ کا جواب جھوٹ ہے؟ کیا کوئی چور کسی آدمی کے گھر میں چوری کرے تو بھلے آدمی کو بھی چاہیئے کہ اُس کے گھر میں جاکر چوری کرے؟ واہ! واہ!! قرآن کے مصنف

مدقق برہمن ہوکر گائے کے گوشت کا بھاؤ پوچھے وہی مثال پنڈت جی کی ہندو زادے ہوکر عربی لفظ کی تحقیق "مکر" کی تحقیق نمبر ۵ میں ہو چکی ہے۔

پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل (عربی) سے واقف نہیں اور قرآن کے رد کا ٹھیکہ (تکذیب جلد ۱ صفحہ ۸۶)

(۱۵۶) سورہ فجر اور آویگا پروردگا تیرا اور فرشتے صف باندھکر اور لائے جاویں گے اُس دن دوزخ (آیت ۲۱-۲۲)

محقق کہو جی جیسے کوتوال وسپہ سالار اپنی فوج کو لیکر صف باندھکر پھرا کرتے ہیں ویسا ہی ان کا خدا کرتا ہے؟ کیا دوزخ کو گھر کی مانند سمجھا ہے کہ جس کو اُٹھا کر جہاں چاہیں وہاں لیجائیں اگر دوزخ اتنا چھوٹا ہے تو بیشمار قیدی اس میں کیونکر سما سکینگے؟

مدقق بھلے آدمی کا کام ہے کہ جس کلام کو نہ سمجھے وہ پوچھ لے کیونکہ بہت سے کلام ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اُنکا ظاہری ترجمہ سنکر معنی سمجھ لینے کافی نہیں ہوتے (بھومکا صفحہ ۵۲) پس آیت کے معنی ہیں کہ خدا کا حکم پہنچتے ہی تمام ملائکہ صف باندھے ہوئے کھڑے ہو جائینگے کہ جو حکم ہو تعمیل ارشاد کی جاوے اور دوزخ کو بھی خوب تپایا جاویگا گو مطلب صاف ہے مگر

"ناپاک باطن جاہلوں کو علم کہاں؟" (بھومکا صفحہ ۵۲)

(۱۵۷) سورہ شمس پس کہا تھا واسطے اُن کے پیغمبر خدا کے نے محافظت کرو اونٹنی خدا کی کو اور پانی پلانا اُس کو۔ پس جھٹلایا اس کو۔ پس پاؤں کاٹے اُس کے پس ہلاکی ڈالی اوپر اُن کے رب اُنکے نے (آیت ۱۳-۱۴)

محقق کیا خدا بھی اونٹنی پر چڑھکر سیر کرتا ہے؟ نہیں تو کس واسطے رکھی ہے؟ اور بلا قیامت کے اپنا عہد توڑا۔ ان پر دبا کیوں ڈالی؟ اگر ڈالی تو اُن کو سزا دی

Marfat.com

پھر قیامت کی رات میں انصاف کا کرنا اور اس رات کا ہونا جھوٹ سمجھا جائیگا۔ اس اونٹنی کی تحریر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ ملک عرب میں اونٹ اونٹنی کے سوا دوسری سواری کم ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک عرب کے رہنے والے نے یہ قرآن بنایا ہے (ست بچن مارچ)

مدقق اونٹنی کا جواب نمبر ۱۹ میں ہو چکا ہے خدائے تعالیٰ کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ کبھی کبھی بدکاروں کو دنیا میں بھی سزا دیا کرتا ہے اور آخرت میں بھی دیتا ہے اور دیگا۔ جیسا کہ آریہ ورت کے ہندوؤں کو غازی محمود غزنوی مرحوم کے ہاتھ سے دنیا میں شکست دلائی اور پرلوک میں بھی کچھ بنائیگا چنانچہ آپ نے بھی اس مضمون کو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۰ باب ۱۱ میں ادا کیا ہے۔

(۱۵۸) سورہ علق

یوں اگر باز نہ رہیگا البتہ گھسیٹینگے ہم اسکو ساتھ پیشانی کے وہ پیشانی کہ جھوٹی ہے خطا کار ہم بلاویگے فرشتوں دوزخ کے کو (آیت ۱۳-۱۴-۱۶)

محقق اس ذلیل چپراسیوں کے گھسیٹنے کے کام سے بھی خدا نہ بچا! بھلا پیشانی بھی کبھی جھوٹی اور قصور وار ہو سکتی ہے؟ سوائے روح کے یہ کبھی خدا ہو سکتا ہے کہ جو جیلخانہ کے داروغہ کو طلب کرے؟

مدقق "تو آشنائے حقیقت نہ خطا اینجاست"

ہائے کیا پاپی ہے وہ منش جو متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کرتا ہے اور مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر لیتا ہے (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷)

پنڈت جی کو خدائی کاموں میں ہمیشہ شبہ رہتا ہے یہی سمجھتے ہیں کہ خدا خود ہی آکر اپنے ہاتھ سے کرتا ہے چنانچہ سابقہ نمبروں میں ناظرین یہی سنتے آئے ہیں۔ اگر مزید ثبوت اس بات کا لینا ہو تو نمبر ۳۵ میں خصوصاً سلاس نمبر ۳ کی جو عبارت ہم نے نقل کی ہے ملاحظہ کریں۔ افسوس سوامی جی کو خبر نہیں کہ۔

پرمیشور کے ہاتھ نہیں لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور قابو رکھتا ہے۔ پاؤں نہیں لیکن محیط کل ہونیکے باعث سب سے زیادہ صاحب سرعت ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴ سلاس ۷ نمبر ۳۵)

پس سوامی جی اور اُن کے چیلے چانٹے خود ہی بتلاویں کہ خدا اگر کسی فعل کو اپنی طرف نسبت

Marfat.com

کرے تو اُسکے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے کرتا ہے؟

سنو! وید بتلاتا ہے۔

پیدائش عالم سے پہلے پرمیشور اس پیدا شدہ عالم کا ایک بے عدیل مالک یا محافظ تھا۔ اس نے زمین سے لیکر اکاش (آسمان) تک تمام کائنات کو بنایا اور وہی اس کو قائم رکھتا ہے

(رگ وید اشٹک ۵ ادھیائے ۷ ورگ ۳ منترا)

کون ایسا پاجی ناستک (دہریہ) ہے جو اس پاکیزہ کلام مندرجہ وید پر اعتراض کرے کہ پرمیشور اس ذلیل کام معماری اور بوجھ برداری سے بھی نہ بچا درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

سوامی جی مہاراج! پیشانی سے مراد صاحب پیشانی ہے کیونکہ اگر کوئی راستگو کہے کہ مچان بولتے ہیں تو یہاں مراد سمجھی جائیگی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے آدمی بولتے ہیں" (بھومکا صفحہ ۱۰)

دوزخ کا داروغہ اگنی تینتیس دیوتاؤں میں سے ایک ہوگا جن کا ذکر نمبر ۲۱ وغیرہ میں ہو چکا ہے اگر کسی فرشتے سے خدا کا کام لینا خلاف شانِ الوہیت ہے تو تینتیس دیوتاؤں سے فرائض پورے کرانے جائز ہیں؟ (دیکھو آئندہ نمبر ۱۵۹)

(۱۵۹) سورہ قدر تحقیق نازل کیا ہم نے قرآن کو بیچ رات قدر کے اور کیا جانے تو کیا ہے رات قدر کی اترتے ہیں فرشتے اور ارواح پاک بیچ اُس کے ساتھ حکم پروردگار اپنے کے واسطے ہر کام کے (آیت ۱-۲-۴)

محقق اگر ایک ہی رات میں قرآن نازل کیا تو یہ بات کہ فلاں آیت فلاں وقت میں اُتری کیونکر درست ہو سکتی ہے؟ اور رات اندھیری ہوتی ہے اس کے متعلق کیا پوچھنا ہے ہم لکھ آئے ہیں کہ اوپر نیچے کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور یہاں لکھتے ہیں کہ فرشتے اور ارواح پاک خدا کے حکم سے دنیا کا انتظام کرنے کے واسطے آتے ہیں اس سے صاف ہو گیا کہ خدا مثل انسان کے محدود المکان ہے اب تک معلوم ہوتا تھا کہ خدا فرشتے اور پیغمبر تین کی کہانی ہے اب ایک روح القدس چوتھی نکل پڑی اب جانے یہ چوتھی روح القدس کیا ہے؟ یہ تو عیسائیوں کے مذہب یعنی باپ بیٹا اور روح القدس تین کے ماننے کے

Marfat.com

علاوہ چوتھی شے نکل آئی۔ اگر کہو کہ ہم تینوں کو خدا نہیں مانتے۔ ایسا ہی سہی۔ لیکن جب روح القدس علیحدہ ہے تو خدا فرشتے اور پیغمبر کو روح القدس کہنا درست ہے یا نہیں اگر یہ بھی پاک روح ہیں تو پھر کسی خاص وجہ کو پاک روح کیوں کہتے ہو؟ اور خدا گھوڑے وغیرہ حیوانوں اور رات دن اور قرآن وغیرہ کی قسمیں کھاتا ہے قسم کھانا شریف آدمیوں کا کام نہیں

مدقق ۱۵۹ پنڈت جی فرشتوں سے بڑے گھبراتے ہیں کیوں نہو۔

یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِکَةَ[1] لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ

سماجیو! سنو! وید فرماتا ہے۔

تینتیس دیوتا اس پرماتما کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں یا اُس کی قدرت کے جزوی مظہرات ہیں (اتھروید کانڈ ۱۰۔ پرپھاٹک ۲۳۔ انوواک ۴ منتر ۴۷)

کیا کوئی ہے؟ جو اس پاکیزہ کلام پر اعتراض کرے کہ عیسائیوں کے تو تین خدا تھے وید نے تینتیس اور پرمیشور کو ملا کر چونتیس کہاں سے بنائے ہیں؟

سماجیو! جو کام ان دیوتاؤں سے پرمیشور لیتا ہے۔ وہی فرشتوں سے خدا لیتا ہے۔ قرآن لفظ مشترک ہے دو معنی ہیں جیسے آپ نے بھی بھومکا صفحہ ۲۱۹ پر ایک لفظ کی دو اصطلاحیں لکھی ہیں۔ اسی طرح قرآن مجموعہ کتاب کو بھی کہتے ہیں جو ایک خاص کتاب ہے اور اس کے ہر ایک جزو کو بھی کہتے ہیں۔ افسوس آپ سے تو پروفیسر سیل مترجم قرآن انگریز نے خوب سمجھا کیا آپ نے کسی مسلمان سے بھی نہیں سنا تھا کہ آج میں نے قرآن پڑھا آج تو نے قرآن نہیں پڑھا یعنی جسقدر میں روز پڑھتا کرتا ہوں اتنا آج پڑھا ہے یہ نہیں کہ تمام قرآن ختم کیا۔ اگر غور کریں تو یہ اصطلاح کوئی خاص قرآن ہی سے نہیں۔ کیا ہَوَن میں وید نہیں پڑھا جاتا کیا ہَوَن سے آتے ہوئے کبھی آپ نے نہیں سنا کہ آج پنڈت جی نے ہَوَن میں وید پڑھا اور کیا سارا پڑھا؟ نہیں بلکہ ایک حصہ پڑھا پس سارا قرآن تو وقتاً فوقتاً اُترتا رہا ہے۔ لیلۃ القدر میں بھی کسیقدر اُترا ہے۔ اُسی کا ذکر اس آیت میں ہے۔ ایک معنی اور بھی ہیں کہ لیلۃ القدر کی

---

[1] کافر جس روز فرشتوں کو دیکھینگے اُن کی خیر نہ ہوگی۔

Marfat.com

شان میں قرآن اُترا یعنی اُسکی تعریف خدا نے قرآن میں بیان کی کہ وہ رات بڑی فضیلت والی ہے۔ اُس ایک رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے افضل ہے راقم کے نزدیک یہ معنی صحیح ہیں کیونکہ حدیثوں میں صدہا جگہ یہ مضمون ملتا ہے۔ راویان حدیث کہا کرتے ہیں ھذہ الایۃ نزلت فی ابی بکر نزلت فی عمر (یہ آیت ابوبکر میں اُتری یہ عمر میں اُتری) یعنی ان کی شان میں اُتری ہے پس اب کسیطرح کا تعارض یا تناقض نہ رہا۔ گو قرآن کسی وقت اُترا ہو۔ جب اس میں کسی خاص وقت کی فضیلت یا تعریف ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ اسوقت میں اُترا ہے یعنی اس کی شان میں اُترا ہے یہ تناقض صرف سوامی جی کی سمجھ کا نتیجہ ہے قسم کا جواب نمبر ۱۰۰ میں دیکھو۔

بحمداللہ سوامی جی کے اعتراضوں کے جوابوں سے تو ہم فارغ ہوئے۔ اب ایک اعتراض حسب وعدہ ہم اپنی طرف سے کرکے پنڈت جی کے نمبر ۱۵۹ کو پورے نمبر ۱۶۰ کر دیتے ہیں تاکہ ہمارے سماجی دوست ہمیں بخشندہ خاطر ہوئے ہوں تو اس احسان کو یاد کرکے ناراضگی کو خیرباد کہیں۔ پس سنو!

(۱۶۰) کہہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے نہیں جنا اُس نے اور نہ جنا گیا اور نہیں واسطے اُس کے برابری کرنے والا کوئی (سورہ اخلاص آیت ۱)

محقق دیکھو جی دیکھو قرآن والا کہتا ہے کہ خدا نے نہ جنا اور نہ جنا گیا۔ حالانکہ کروڑہا عیسائی کہتے ہیں کہ عیسےٰ مسیح خداوند کا بیٹا ہے مریم نے اُس کو جنا ہے بھلا جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں جھوٹا بتلائے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اُس سے بڑھکر جھوٹا اور مذہب کون ہو سکتا ہے؟ (دیکھو نمبر ۷۳)

سماجیو! ہماری دریادلی دیکھو کہ ہم نے تمہارے سوامی کی کمی کو پورا کیا اور پھر دوسرا یہ احسان مانو کہ ایسے مشکل سوال کا جواب بھی نہیں دیا تاکہ تمکو ہمارے احسان ماننے میں کوئی تامل نہ ہو (چیٹر نہ) پس احسان کے بدلے میں ہماری ایک بات مانو تو تمہارا شکریہ اُسی میں ادا ہو جائیگا۔

وہ یہ ہے

کہ تم اپنے چوتھے اصول پر کاربند ہو جاؤ۔ اگر بھول گئے ہو تو لو ہم ہی بتلائے دیتے ہیں۔

"سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہیے"

اخیر میں سوامی جی نے قرآن شریف کی نسبت اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے بہتر ہے کہ اُسکو بھی

Marfat.com

نقل کرکے ناظرین سے داد چاہیں اور مدقق بھی اپنی رائے محقق کی نسبت بیان کرے چنانچہ وہ یہ ہے

قرآن کے متعلق محقق کی رائے

اب اس قرآن کے مضمون کو لکھکر عاقلوں کے پیش نظر کرتا ہوں کہ یہ کتاب کیسی ہے؟ مجھ سے پوچھو تو یہ کتاب نہ خدا نہ عالم کی بنائی ہوئی ہے اور نہ علم کی ہو سکتی ہے۔ یہ تو بہت تھوڑے سے نقص ظاہر کئے اس لئے کہ لوگ دھوکے میں پڑکر اپنی عمر بیفائدہ ضائع نہ کریں۔ جو کچھ اسمیں تھوڑی سی سچائی ہے وہ وید وغیرہ علمی کتابوں کے مطابق ہونے سے مجھ کو منظور ہے ویسے اور بھی مذہب کے ضد اور تعصب سے مبرا عالموں اور عاقلوں کو منظور ہے۔ اس کے سوائے جو کچھ اس میں ہے وہ سب لاعلمی کی باتیں اور توہمات ہے اور انسان کی روح کو مثل حیوان کے بنا امن میں خلل ڈالکر فساد مچا انسانوں میں نا اتفاقی پھیلا باہم تکلیف کو بڑھانیوالا مضمون ہے اور پشنر دکت دوش کا تو قرآن گویا خزانہ ہے پرمیشور سب انسانوں پر رحم کرے کہ سب کے سب باہمی محبت اتفاق اور ایک دوسرے کے سکھ کی ترقی کرنے میں راغب ہوں جیسے میں اپنا یا دوسرے مذاہب کا نقص طرفداری چھوڑکر ظاہر کرتا ہوں۔ اس طرح اگر سب عقلمند لوگ کریں تو کیا مشکل ہے کہ آپس کی نا اتفاقی چھوٹ اتفاق ہوکر خوشی سے ایک مذہب ہوکر راستی حاصل ہو سکے یہ تھوڑا سا قرآن کی بابت لکھا ہے اسکو عقلمند دھاریک لوگ مصنف کے منشا کے مطابق سمجھ کر فائدہ اٹھادیں۔ اگر کہیں سہواً غلطی ہوگئی ہو تو اسکو صحیح کرلیویں (ستیارتھ۔ باب ۱۴ ص ۳۷۵)

محقق کی نسبت مدقق کی رائے

محقق ہذا بمعنی حقہ نوش۔ نہ تحقیق کنندہ۔ بڑا لچش پاتی متعصب وِدّیا سے خالی۔ علم سے بے بہرہ۔ اندرونی دہریہ بظاہر آریہ۔ دوسرے مذہبوں پر بے جا حملے کرنیوالا۔ زبان دراز۔ بظاہر سادھو خفیہ کچھ اور۔ اِدہر اُدہر کی ملاکر مورکھوں اور بیوقوفوں کو پھاندنے والا۔ سب سے بڑھکر یہ کہ ویدوں کو بدنام اور تحریف کرنے والا۔ قرآن۔ انجیل۔ توریت اور دیگر الہامی

[1] ایک بات کو کئی بار دہرانا مگر پنڈت جی ایسے نہیں کہ ایک سوال کو دوبارہ پیش کریں ناظرین بغور ملاحظہ کریں۔ مصنف

Marfat.com

نوشتوں کی اصطلاح اور معانی سے ناواقف۔ اس دعویٰ پر ایک تو یہی تحریر اُسکی شاہد عدل ہے۔ علاوہ اس کے موافقوں اور مخالفوں کی شہادت موافقوں بلکہ فدائی چیلوں کی شہادت بہت ہی غور طلب ہے گو اس میں محقق جی کا نام نہیں مگر چونکہ اصولاً وہ سب ایسے لوگوں کو شامل ہے اس لئے شہادت کامل کا حکم رکھتی ہے۔

پنڈت لیکھرام مصنف تکذیب جسکی ارادت اور اخلاص محقق جی کے حق میں کسی سے مخفی نہیں لکھتا ہے۔

پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل عربی کی حرف شناسی سے جاہل محض اور قرآن کے رد کا ٹھیکہ۔ آنکھیں چمگادڑ کی اور آفتاب سے جنگ و جدل ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا — الا یا ایھا الساقی ادر کاسا و ناولھا

بترس از دروغ و فریب و دغا — کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدا (تکذیب جلد اول ص۸۶)

پنڈت جی کے مخالفوں کا بیان پہلے تو ہم مبالغہ سمجھا کرتے تھے۔ مگر افسوس تجربہ نے اُس کی تصدیق کرادی۔

پہلا گواہ اخلاق میں دیانند کے برابر شاید ہی کوئی ہوا ہو۔ ایک سرے سے آپ نے سب پر گالیوں کی بارش کی ہے چیلے چانٹے بھی اُسی راہ گئے ہیں۔ کوئی کیسا ہی پاجی بدمعاش آوارہ کیوں نہ ہو۔ آریہ سماج میں داخل ہوا اور فرشتہ بنا۔ بوڑھے سے بوڑھے رشی کی مانند ہندو پنڈت کو گالی دینے میں بھی ان کو شرم نہیں آتی۔

(رسالہ سناتن دھرم گزٹ لاہور بابت اگست ۱۸۹۷ء)

دوسرا گواہ مسلمانوں میں خدانخواستہ اگر ایسا فرقہ پیدا ہو جو قرآن شریف کو سرپر لئے پھرے اور کہے کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ سب کے سب نہ صرف فضول

؎ اس عبارت میں ہم نے صرف دو لفظوں میں تصرف کیا ہے۔ سنسکرت کی بجائے عربی اور وید کی بجائے قرآن لکھا ہے۔ مصنف تکذیب نے مؤلف براہین احمدیہ کی نسبت لکھا ہے کہ سنسکرت سے تو واقف نہیں اور وید وں کا رد کرنے بیٹھے ہیں آگے بدستور۔ پس ہم نے جو تصرف کیا ہے اصولاً چونکہ صحیح ہے اس لئے یہ بیان محقق جی کی نسبت شہادت قرار پا سکتا ہے۔ ناظرین انصاف سے ہماری داد دیں۔ منہ

Marfat.com

ہیں بلکہ ان کے کرنے کرانیوالے سب کے سب جاہل اور خود غرض ہیں اور اس دعویٰ پر آیت قرآنی کو اپنے اعمال کیطرح سیاہ کرے تو اس وقت ہمارے مسلمان بھائی اور دیگر مذاہب والے (آریوں کی وجہ سے) ہندوؤں کی بے بس حالت محسوس کرینگے (اخبار عام لاہور مطبوعہ ۴ مارچ ۱۸۹۷ء)

تیسرا گواہ

ہندوستان کے سیاسی مسلمہ لیڈر صوفی منش، سرینج و مرنجاں کے نمونہ مہاتما گاندھی جی اپنے اخبار ینگ انڈیا میں لکھتے ہیں۔

میرے دل میں دیانند سرسوتی کیلئے بھاری عزت ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے ہندو دھرم کی بھاری سیوا کی ہے انکی بہادری میں کوئی شک و شبہ نہیں لیکن انہوں نے اپنے دھرم کو تنگ بنا دیا ہے میں نے آریہ سماجیوں کی ستیارتھ پرکاش کو پڑھا ہے جب میں یروداجیل میں آرام کر رہا تھا میرے احباب نے اسکی تین کاپیاں میرے پاس بھیجی تھیں میں نے اتنے بڑے ریفارمر کی تصنیف کردہ اس سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی۔ سوامی دیانند نے ستیہ اور کیول ستیہ پر کھڑے ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن انہوں نے نہ جانتے ہوئے جین دھرم اسلام اور عیسائیت اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے جس شخص کو ان مذاہب کا سرسری علم بھی ہے وہ بآسانی ان غلطیوں کو معلوم کر سکتا ہے جن میں اس اعلیٰ ریفارمر کو ڈالا گیا ہے انہوں نے صفحہ دنیا پر نہایت بردبار اور آزاد مذاہب میں سے ایک کو تنگ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ وہ بت پرستی کے خلاف تھے لیکن وہ ایک نہائت لطیف صورت میں بت پرستی کا بول بالا کرنے میں کامیاب ہوئے کیونکہ انہوں نے ویدوں کے الفاظ کی مورتی بنا دی ہے اور ویدوں میں ہر ایک علم کو جو سائنس کو معلوم ہے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے میری عاجزانہ رائے میں آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کی تعلیمات کی خوبی کی وجہ سے ترقی نہیں کر رہا۔ بلکہ اپنے بانی کے اعلیٰ کیریکٹر کی وجہ سے کر رہا ہے آپ جہاں کہیں بھی آریہ سماجیوں کو پائینگے وہاں ہی زندگی اور سرگرمی موجود ہوگی تنگ اور لڑاکی عادت کی وجہ سے وہ یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

(از اخبار پرتاپ مورخہ ۴ جون ۱۹۲۴ء ماخوذ از اخبار ینگ انڈیا۔ احمد آباد ۲۹ مئی ۱۹۲۴ء)

بے تعصب غیر جانبدار لوگوں کیلئے یہی ایک گواہ کافی ہے

سماجی سجنوں سے پرارتھنا

گو زمانہ میں ایسے ہوشیلے اور تیز مزاج یا تجربہ کار بھی ہیں جن کے تجربہ نے اُن کو یہانتک پہنچایا ہے کہ اُنہوں نے اپنا اصول ہی یہ مقرر کر رکھا ہے اور اسی اصول کی لوگوں کو بھی ہدایت کیا کرتے ہیں ؎

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

مگر خدا کی سچی کتاب قرآن شریف کا اصول ایسے جوشیلے اصولوں سے نرالا اور انصاف پر مبنی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

یعنی مناظرہ میں سب سے عمدہ اصول کو مدنظر رکھا کرو۔ اسی لئے ہم نے سوامی جی کے جواب میں اُس جوشیلے اصول کو ترک کر کے حتی المقدور کتاب اللہ کے پاک اصول کو مدنظر رکھا ہے تاہم بمقتضائے بشریت اگر کہیں کوئی لفظ نکل گیا ہو جس سے ہمارے سماجی دوستوں کو رنج ہو تو وہ پنڈت جی کی تحریریں اُس اندازہ کا لفظ تلاش کریں گے تو اُمید ہے کہ اُس سے کئی درجہ زیادہ وزنی اُن کو مل جائیگا۔ بعد ملنے کے ہمیں معافی کا ایک کارڈ لکھیں۔ کیونکہ جو خصلت سوامی جی سے باوجود سادھو اور یوگی ہونے کے نہ چھوٹی وہ کسیقدر ہم گنہگاروں میں ظہور کرے تو آپ ہی بتلائیں کہ ہم کہاں تک معذور ہیں۔

ہاں اگر یہ زعم ہو کہ سوامی جی نے جو کچھ دوسری قوموں کے بزرگوں بلکہ مشترک خدا کو بُرا بھلا کہا ہے۔ وہ اُن لوگوں کی تحریروں سے بطور نتیجہ کے بتلایا ہے تو سنو! اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ وہ نتیجہ واقعی صحیح ہے اور سوامی جی کی غلط فہمی کو اُس میں کچھ دخل نہیں تاہم پنڈت جی کو یہ طریق زیبا اور مناسب نہ تھا کیونکہ اُن کا پرمان ہے کہ

ہر وقت انسان کو مناسب ہے کہ وہ شیریں کلامی کو کام میں لاوے کسی اندھے کو اے اندھے! کہکر پکارنا سچ تو ضرور ہے لیکن سخت کلامی کے باعث ادھرم (بیدینی) ہے" (اپدیش منجری صفحہ ۲۰)

Marfat.com

سماجی دوستو! کیا یہ ہاتھی کے دانت ہیں جو دکھانے میں اور ہیں۔ کھانے میں اور؟ کیا تمہارے ساتویں اصول کا یہی مطلب ہے جو سوامی جی نے کر دکھایا؟ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (کیوں ایسی باتیں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے؟) قرآن۔

علاوہ اس کے ہماری معذوری کی ایک اور بھی معقول وجہ ہے کہ ہماری مدافعت ہے اور پنڈت جی کا حملہ۔ یعنی اس طریق کی ابتداء پنڈت جی سے شروع ہوئی اور بہت بُری طرح ہوئی۔ اس پر بھی ہمارے سماجی دوست بُرا منائیں تو اپنے آریہ مسافر کے قول پر جو سونے سے لکھنے کے قابل ہے غور کریں۔ سنو!

حفاظت خود اختیاری قانوناً و مذہباً جائز ہے بنابراں حفاظت خود اختیاری کے طور پر ہماری طرف سے تردید میں کتابیں لکھی گئیں پس ؎

ذرا انصاف سے دیکھو نکالا کس نے شر پہلے (حجۃ الاسلام صفحہ ۱ بار دوم)

پس سماجی دوستوں کو ایک دوستانہ نصیحت کر کے ختم کرتے ہیں ؎

دشمنِ خویش بدشنام میالا صاحب
کیں زرِ قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

ذخیرہ ۰ لاہور پاکستان

ابوالوفا ثناء اللہ

(مولوی فاضل)

امرتسری

مصنف

لہ پنڈت لیکھرام بجواب مولوی شیخ عبید اللہ مرحوم لکھتا ہے (مصنف)

Marfat.com

کتب خانہ ثنائی امرتسر کی مختصر فہرست کتب

متعلقہ آریہ مشن

حق پرکاش۔ بجواب ستیارتھ پرکاش عہ/

تُرک اسلام۔ دھرمپال کے ترک کا جواب ۱۲/

الہامی کتاب۔ قرآن کے الہامی ہونیکا ثبوت عہ/

بحث تناسخ۔ تناسخ پر مکمل بحث ۴/

ثمرات تناسخ۔ تناسخ کے نتائج ۶/

حدوث وید۔ ویدوں کی قدامت کا رد اور حدوث کا ثبوت ۲/

الہام۔ الہام پر بحث ۲/

شادی بیوگان اور نیوگ۔ ۲/

اصول آریہ۔ روح۔ مادہ اور سلسلہ کائنات کی قدامت کا رد ۳/

القرآن العظیم۔ قرآن اور وید کا مقابلہ ۳/

جہاد وید۔ ویدوں سے جہاد کا ثبوت ۴/

مقدس رسول۔ آریوں کے زہریلے رنگیلہ رسالہ کا معقول و مدلل جواب ۱۰/

نکاح آریہ۔ اس رسالہ میں آریہ دھرم کے احکام متعلقہ نکاح کے مقابلہ میں اسلامی طریق نکاح کی خوبی و فضیلت کو ثابت کیا ہے۔ ۵/

تبر اسلام۔ اس میں رسالہ "تخل اسلام" کا معقول اور مفصل جواب درج ہے۔ ۶/

حضرت محمد رشی۔ اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت توریت انجیل اور وید سے ایسے صاف اور صریح حوالجات سے دیا ہے کہ متعصب مخالف کو بھی انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ ۳/

تحفۃ الہند۔ مع کتھا سلوئی ۱۰/

شدھی توڑ۔ اس میں آریوں کے عقائد۔ خیالات۔ اور مذہب اور رسومات نیوگ وغیرہ کی عریاں تصویر دکھائی گئی ہے۔ عہ/

بت شکن۔ اس میں آریہ مذہب کی قلعی کھولنے کے جرم میں مصنف سے ۴۵ ہزار کی ضمانت اور زبان بندی کا حکم وغیرہ درج ہے۔ ۸/

تناسخ چکر اور سوامی دیانند۔ ۸/

سر توڑ۔ اس کے مطالعہ سے چوٹی کاٹ کر جنیئو (زنار) توڑنے اور کلمہ توحید پڑھکر بے اختیار حلقہ بگوش اسلام ہونے کا شوق ہو جاتا ہے ۸/

جڑ مار۔ کفر توڑ کے جواب میں آریوں نے جو "ملیکھش توڑ" لکھا تھا اُس کا جواب۔ ۰/

ثبوت قربانی گائے۔ اس میں قرآن و حدیث اور ہندوؤں و آریوں کی وید شاستر۔ راماین۔

Marfat.com

مہابھارت اور توریت و انجیل سے گائے کی
قربانی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ہر دو حصہ ۸ر

تثلیث و وید۔ آریوں کا دعوٰے ہے کہ آریہ
دھرم توحید پرستی میں سب سے افضل ہے
اس رسالہ میں اس دعوے کو غلط ثابت کیا ہے۔ ۲ر

(قادیانی مشن)

شہادۃ القرآن۔ اثبات حیات مسیح میں منظیر
کتاب ہے حصہ اول عہ، دوم عہ، کل ۱۴ر

الہامات مرزا۔ الہاموں کی کافی تردید ۶ر

مرقع قادیانی۔ مرزا صاحب قادیانی کی تردید ۶ر

تاریخ مرزا۔ ۸ر **فتح ربانی**۔ ۸ر

نکاح مرزا۔ آسمانی نکاح مرزا کی تفصیل ۲ر

شاہ انگلستان اور مرزا قادیان۔ ۲ر

فاتح قادیان۔ مرزا صاحب کے آخری فیصلہ
پر مفصل انعامی مباحثہ لودھیانہ۔ ۶ر

فسخ نکاح مرزائیاں۔ متفقہ فتوٰے
علمائے اسلام۔ ۲ر

عقائد مرزا۔ مفید رسالہ ۱ر

نکات مرزا۔ قرآنی معارف و نکات مرزائیہ
اور چکڑالویہ کا دلچسپ و معنی خیز مقابلہ۔ ۵ر

شہادات مرزا۔ مرزائی تردید ۴ر

الخبر الصحیح۔ قبر مسیح کی تحقیق ۲ر

(متعلقہ عام اہل اسلام)

تعلیم القرآن۔ بالاجمال قرآن شریف کی
تعلیم کا بیان۔ ۲ر

قرآن اور دیگر کتب۔ مقابلہ دکھایا
گیا ہے ۲ر

خصائل النبی۔ ترجمہ شمائل ترمذی ۲ر

اسلامی تاریخ۔ آنحضرت صلعم کے
حالات بطرز حکایات۔ ۳ر

السلام علیکم۔ اسلامی سلام کا طریقہ
اور اس کے احکام۔ ۲ر

ہدایت الزوجین۔ بیوی خاوند کے
احکام نکاح و طلاق کے مسائل۔ ۲ر

کلمہ طیبہ۔ کلمہ شریف کی تفسیر۔ ۲ر

توحید و تثلیث۔ دونوں مضامین ۳ر

ادب العرب۔ عربی صرف نحو
اردو زبان میں۔ ۸ر

رسوم اسلامیہ۔ رسوم بدعیہ کا رد ۲ر

تقابل ثلاثہ۔ توریت۔ انجیل اور قرآن
کا مقابلہ کر کے احکام قرآنی کو مکمل
ثابت کیا ہے۔ ۸ر

منگانی کا پتہ

منیجر اخبار اہلحدیث امرتسر

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

"جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ ہوتا ہے" (دیکھو مکا صفحہ ۱۰)

بیت اللہ یا خدا کے گھر کا جواب پہلے ہو چکا ہے کہ "بیت" اور "اللہ" میں مضاف محذوف ہے یعنی بیت عبادت اللہ۔ خدا کی عبادت کا گھر۔ باقی تقریر فضول۔ جواب پہلے ملاحظہ ہو۔

(۱۳۴) سورہ زمر | اللہ بخشتا ہے گناہ تحقیق وہی ہے بخشنے والا مہربان اور زمین ساری مٹھی میں ہے اُس کے دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہیں بیچ داہنے ہاتھ اس کے کے اور چمک جاویگی زمین ساتھ نور پروردگار اپنے کے اور رکھے جاوینگے اعمال نامے اور لایا جاویگا پیغمبروں کو اور گواہوں کو اور فیصلہ کیا جاوے گا۔ (آیت ۵۳، ۶۷-۶۹)

محقق اگر سب گناہوں کو بخشتا ہے تو سمجھو کہ تمام دنیا کو گنہگار بناتا ہے اور ظالم ہے کیونکہ ایک بدمعاش پر رحم اور بخشش کی جاوے تو وہ زیادہ شرارت کریگا اور بہت شریفوں کو تکلیف پہنچاویگا۔ اگر ذرا بھی گناہ بخشا جاوے تو گناہ ہی گناہ دنیا میں پھیل جاوے۔ کیا خدا آگ کی مانند نور والا ہے؟ اعمالنامے کہاں جمع رہتے ہیں؟ اور کون لکھتا ہے۔ اگر پیغمبروں اور گواہوں کے بھروسے خدا انصاف کرتا ہے تو وہ نہ ہمہ دان اور نہ قدرت والا ہے اگر وہ ظلم نہیں کرتا۔ انصاف ہی کرتا ہے تو اعمال کے مطابق کرتا ہوگا۔ وے اعمال اگلے پچھلے اور موجودہ جنموں کے ہی ہو سکتے ہیں تو پھر بخشنا دلوں پر مہریں لگانا۔ ہدایت نہ کرنا شیطان کے ذریعہ بہکانا دورہ پر دورہ رکھنا۔ یہ سب باتیں اس کے انصاف سے بعید ہیں۔

حق (۱۳۴) خدا کن کو بخشتا ہے نمبر ۲۲ و نمبر ۳۲ وغیرہ میں دیکھو۔ اعمالنامے وہاں رہتے ہیں جہاں روحوں کو بعد مکتی (نجات) کے رہنے کی آپ بھی اجازت دیتے ہیں۔ فرشتے لکھتے ہیں اور حساب کے وقت بندوں کو دکھایا جائیگا اور قیامت کے روز دکھایا جائیگا۔ نمبر ۱۰۲ ملاحظہ ہو کل باتوں کے جواب پہلے آچکے ہیں نمبر ۵، ۹، ۱۱، ۱۵، ۲۳ وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

خدا کے نور کا جواب نمبر ۱۱۴ میں دیکھو پنڈت جی کو تو پانی بلونے کی عادت ہے مگر ہمیں

1852
313
(31)
(80)

لن يجعل الله للكفرين على المؤمنين سبيلا

الحمد لله رب العلمين

ستیارتھ پرکاش

بجواب

ستیارتھ پرکاش

جسمیں سوامی دیانند بانی آریہ سماج کے
متعلقہ قرآن شریف کا معقول اور

مصنفہ

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب

بفرمائش

ابو رضاء عطاء اللہ مہتمم کتب

چھٹی دفعہ ماہ جنوری

اقتاب ہند پریس امرتسر میں منشی غلام

ھی تھی جس میں
یا تھا۔ کتاب مذکور کے
ان شریف پر معترض ہو
ملی زبان کے چند ایں شہرت نہ
ہمارا خیال تھا کہ حسب مقدور قرآن سے
ے۔ اس وقت اسکے جواب دینے میں یہ دقت
ن ایہ کام چونکہ خدا کو ہم سے کرانا منظور تھا اسکا
اب مذکور کا ترجمہ ملک کی عام زبان (اردو) میں کرکے
ارا ذاتی خیال۔ دوم دوستوں نے بھی جو اس عاجز کو
تے تھے۔ اس کے جواب کا تقاضا شروع کیا چنانچہ بسم اللہ کرکے

ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عرف
شلاً لکھتے ہیں "محمد پیا ہوا" "محمد کہتا تھا" جو ایک ادنیٰ درجہ
ے ہیں۔ مگر ہم اسکے گروہ کو عزت ہی سے یاد کرینگے کیونکہ اسلام کا ہم کو
کے متعلق اس کتاب کے متعدد جواب دیے ہیں چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں
ھا پرکاش ۲ عیسائیوں کے جواب کا نام ہے ستیارتھ پرکاش درپن ۴

Marfat.com